ہمیشہ یاد رکھو

مصنف
ہارون یحییٰ

مترجم
محمد نذیر احمد

ہمیشہ یاد رکھو

مصنف ہارون یحییٰ

مترجم محمد نذیر احمد

HAMESHAA YAAD RAKHO

by

Harun Yahiya

Edited by

Mohd. Nazir Ahmad

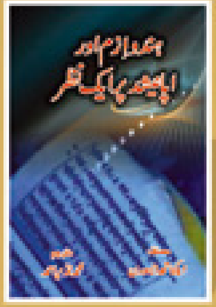
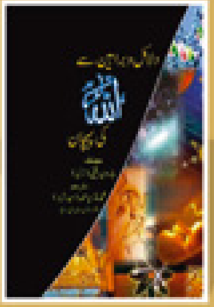

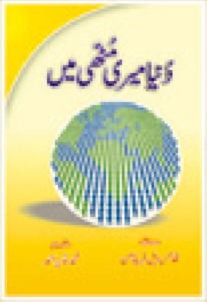
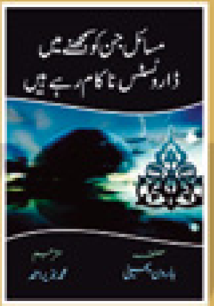

EDUCATIONAL
PUBLISHING HOUSE
www.ephbooks.com

978-81-8223-997-5

ھمیشہ یاد رکھو

’’جنھوں نے ٹھہرایا تھا اپنے دین کو ایک تماشا اور کھیل، اور دھوکہ میں ڈالے رکھا ہے ان کو دُنیا کی زندگانی نے، سوہم اُن کو آج بُھلا دیں گے جیسا کہ اُنھوں نے بُھلا دیا تھا اِس دن کے ملنے کو اور جیسا کہ وہ ہماری (آیتوں) نشانیوں سے مُنکر تھے۔‘‘ (سورہ اعراف،51)

ہمیشہ یادرکھو

مصنف

ہارون یحییٰ

مترجم

محمد نذیر احمد

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی ۶

© جملہ حقوق بحقِ مصنّف محفوظ!

HAMESHAA YAAD RAKHO

by
Haroon Yahya
Transleted by
Mohd. Nazir Ahmad

Year of Ist Edition 2012
ISBN 978-81-8223-997-5

نام کتاب	ہمیشہ یادرکھو
مصنّف	ہارون یحییٰ
مترجم	محمد نذیر احمد
سنہ اشاعت اوّل	۲۰۱۲ء
مطبع	عفیف آفسیٹ پرنٹرس، دہلی۔۶

Published by
EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
3108,Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6 (INDIA)
Ph : 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540
E-mail: info@ephbooks.com,ephdelhi@yahoo.com
website: www.ephbooks.com

First published in Turkish in May 1998
Millat Book Centre 2002

November, 2002

Distributer by
Millat Centre

All translation from the Qur'an are from " The Noble Qura'an:
a New Rendering of its Meaning in English"
by Hajj Abdalhaqq and Aisha Bewley, publishd by Bookwork,
Norwich, UK. 1420 CE? 1999 AH.

Website: http://www.harunyahya.com

By Harun Hahya
Edited by: David Livingstone

ISBN: 81-88273-32-5

Printed in Indiai

By
Millat Book Centre
A-34, Mount Kailash
New Delhi- 1100065 (India)
Ph. : 3282470, 3274339, 3257949
Fax: 3263567, 3258147
email: sgagan@nde.vsnl.net.in

Printed by

Little Offset Printer
A-28/1, Mayapuri Phase-1,
New Delhi- 64 (India)
Ph. : 5138154, 5407447

انتساب

میں اِس ترجمہ کو میرے والدین کے نام منسوب کرتا ہوں
جن کے نزدیک ہمیشہ محبت، ایثار اور عفو درگزر ہی ما حاصل
زندگی رہے تھے۔

محمد نذیر احمد
مترجم

فہرست

☆	اظہار تشکر	۸
☆	قارئین سے خطاب	۹
☆	تعارف مصنف	۱۱
۱	''کبھی نہ بھولو''	۱۹
۲	کبھی نہ بُھولو کہ صرف ایک خدا اللہ ہے	۲۳
۳	کبھی نہ بھولو کہ ہمارا واحد رہبر قرآن ہے	۴۱
۴	نہ بھولو کہ ہر لمحہ جو تم گذارتے ہو ہے......	۴۶
۵	کبھی نہ بھولو کہ دُنیا ہے ایک عارضی جگہ...	۶۱
۶	کبھی نہ بُھولو کہ قیامت کا دن اور......	۷۲
۷	کبھی نہ بُھولو کہ منکرین کا ٹھکانہ دوزخ...	۸۰
۸	کبھی نہ بھولو کہ صرف سچے ایمان.....	۸۷
۹	کبھی نہ بھولو اللہ کی عبادت کو	۹۳
۱۰	ہرگز نہ بُھولو کہ تم کو رہنا ہے اللہ کے...	۱۰۱
۱۱	کبھی نہ بھولو پشیمان ہونا اور مُلتجی......	۱۰۵
۱۲	یاد دہانی نفع بخش ہوتی ہے صرف......	۱۰۷
۱۳	کبھی نہ بُھولو کہ اللہ نے پیدا کیا......	۱۱۶
۱۴	ڈاروینیزم کا سائنسی اختتام	۱۱۹
۱۵	ناقابل رسائی قدم:۔زندگی کی اِبتداء	۱۲۰
۱۶	زندگی پیدا ہوتی ہے زندگی سے	۱۲۱
۱۷	کسی قطعی نقطہ پر نہ پہنچنے والی 20ویں...	۱۲۲
۱۸	زندگی کی پیچیدہ ساخت	۱۲۳
۱۹	اِرتقاء کا تصوّراتی میکانیزم	۱۲۴
۲۰	Neo-Darwinism اور اصناف......	۱۲۶
۲۱	Fossil Record میں کوئی نشان......	۱۲۷
۲۲	ڈارون کی امیدیں بکھر گئی تھی	۱۲۸
۲۳	اِنسانی اِرتقاء کی کہانی!	۱۳۰
۲۴	ڈاروینین فارمولہ	۱۳۳
۲۵	آنکھ اور کان کی ٹکنالوجی	۱۳۴
۲۶	شعور جو دیکھتا ہے اور سُنتا ہے بھیجہ	۱۳۸
۲۷	ایک مادہ پرست کا عقیدہ	۱۳۹
۲۸	نظریہ اِرتقاء دنیا کی سب سے......	۱۴۰
۲۹	کبھی نہ بُھولو!!! کہ صرف سب کا......	۱۴۳

☆☆

اظہارِ تشکر

ہماری کتابوں کی بہترین ترتیب وتزئین وکتابت وبائنڈنگ اور طباعت کے لئے ہم ادارہ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی کے پروپرائٹر مسمی مصطفیٰ کمال پاشا صاحب اور محمد سبحان صاحب، شرف عالم صاحب اور دیگر اراکین کے تہہ دل سے مشکور ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ ادارہ اسی جوش وخروش وجانفشانی کے ساتھ اُردو کی خدمت کا سلسلہ بدستور جاری رکھے گا۔

مترجم

محمد نذیر احمد

قارئین سے خطاب

ایک خاص باب (Chapter) ''نظریہ ارتقاء کے خاتمہ پر'' مختص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ نظریہ تمام مخالف روحانی فلسفوں کی بنیاد ہوتا ہے۔ چونکہ ڈاروینیزم تخلیق کی حقیقت سے انکار کرتا ہے اوراس طرح سے اللہ کے وجود کی نفی کرتا ہے، گزشتہ 150 سالوں کے دوران ڈاروینیزم وجہ بنا ہے بھٹکانے کئی ایک لوگوں کو اُن کے عقیدے سے یا عقیدہ کے بارے میں شبہات پیدا کرنے اُن کے دلوں میں، اس لئے یہ بتلانا کہ یہ نظریہ ایک دھوکہ ہے اور ایک بہت ہی اہم فریضہ جو گہرائی کے ساتھ مذہب سے تعلق رکھتا ہے، یہ ایک ناگزیر ضرورت ہے کہ یہ اہم خدمت، ہر ایک ادا کرے۔ ہمارے قارئین میں سے چند ہی پاتے ہیں موقعہ پڑھنے ہماری کتابوں میں سے صرف ایک ہی کتاب کو اس لئے ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ مناسب ہوگا کہ رکھ چھوڑیں ایک (Chapter) کو اِس موضوع کے لئے خلاصہ کے طور پر ہر ایک کتاب میں۔ مصنف کی ساری کتابوں میں، عقیدے سے متعلق مسائل، قرآنی آیات کی روشنی میں سمجھائے جاتے ہیں اور لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ جانیں اللہ کے الفاظ کو اور اُن کے لحاظ سے اپنی زندگیاں گزاریں۔ تمام موضوعات جو اللہ کی آیات سے متعلق ہوتی ہیں اس طرح سے سمجھائی جاتی ہیں کہ قارئین کے دماغ میں شکوک وشبہات یا سوالات کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ پُرخلوص، سادگی اور خوش اسلوب طرزتحریر کا استعمال یقین دلاتا ہے کہ ہر عمر کا ہر ایک شخص جو کسی بھی مکتب خیال سے وابستہ ہوتا ہے، آسانی کے ساتھ اِن کتابوں کو سمجھ سکتا ہے۔ یہ متاثر کُن اور صاف اندازِ بیان ممکن بناتا ہے پڑھ ڈالنے کتابوں کو ایک ہی نشست میں حتیٰ کہ وہ جو سختی سے روحانیات کو رد کرتے ہیں، متاثر ہوتے ہیں اُن حقائق سے جو پیش کئے جاتے ہیں اِن کتابوں میں اور اُن کتابوں

کے متن کی سچائی کو جھٹلا نہیں پاسکتے۔

ہارون یحییٰ کی یہ کتاب اور دوسری تمام کتابیں انفرادی طور پر یا ایک گروپ میں پڑھی اور زیر بحث لائی جاسکتی ہیں۔ وہ قارئین جو کتابوں سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اِن مباحث کو بہت ہی کارآمد پائیں گے کیونکہ وے ایک دوسرے کو اُن کے اپنے کتابوں سے متعلق تاثرات اور تجربات سے اگاہ کرسکیں گے۔

علاوہ ازیں، یہ ایک اسلام کی بڑی خدمت ہوتی ہے کہ لوگ طباعت میں معاون ہوں اور اِن کتابوں کو وسیع پیمانہ پر خاص وعام کرنے میں دلچسپی دکھائیں کیونکہ یہ کتابیں بالکلیہ اللہ کی خوشنودی کے لئے لکھی گئی ہیں۔

یوں تو مصنف کی سب ہی کتابیں ایقان سے بھری ہوتی ہیں اِس لحاظ سے سچے مذہب کو دوسروں تک پہنچانے کا سب سے بہتر طریقہ لوگوں کو اِن کتابوں کو پڑھنے کے لئے راغب کرنا اور حوصلہ افزائی کرنا ہوتا ہے۔

اُمید کی جاتی ہے کہ قاری مصنف کی اور دوسری کتابوں کے آخری صفحات کا بطور خاص جائزہ لیں گے اور یہ کتابیں ان کے گراں قدر سرچشمہ مواد کے عقیدے سے متعلق ہوتے ہیں، پڑھنے میں فرحت بخش اور کارآمد ہوتے ہیں ہر لحاظ سے قابل تحسین ہوتے ہیں۔

ان کتابوں میں بعض دسری کتابوں کے برخلاف، تم نہیں پاؤ گے کوئی مصنف کی شخصی رائے کہیں بھی اور وضاحتیں ناقابل بھروسہ ماخذوں پر مبنی نہیں ہوتی ہیں، طرزتحریر میں مقدس موضوعات سے متعلق عزت واحترام کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے اور غیر ضروری، فضول کے مباحث سے جو دماغ میں شبہات اور دل میں انحراف کا رُجحان پیدا کرسکتے ہیں، احتراز کیا جاتا ہے۔

☆☆

تعارف مصنف

مصنف جو قلمی نام ہارون یحیٰ کے نام سے لکھتے ہیں، انقرہ میں 1956 میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم انقرہ میں مکمل کرنے کے بعد انھوں نے آرٹس کی تعلیم استنبول کے ممارسنان یونیورسٹی سے اور فلاسفی کی تعلیم استنبول یونیورسٹی سے حاصل کی تھی۔ 1980 کے دہے سے سیاست، سائنس اور عقیدہ سے متعلق مسائل پر کئی ایک کتابیں شائع کروائیں ہیں۔ ہارون یحیٰ نے بحیثیت مصنف ارتقاء پسندوں کے جھوٹے دعوؤں کے پول کھولنے اور Fascism و Communism کے خونی نظریات اور ڈاروینیزم کے درمیان سیاہ گٹھ جوڑ پر اہم کام سرانجام دینے کے لئے کافی عالمی شہرت رکھتے ہیں۔

اِن کا قلمی نام اُن دو مقدس پیغمبروں کی یاد میں رکھا گیا ہے جنھوں نے عدم عقیدگی کے خلاف جدوجہد کی تھی۔

پیغمبر کی مہر کتابوں کے Cover پر اِس بات کی علامت ہے کہ اُن کتابوں کے متن، پیغمبر کے عزم سے منسلک ہے۔ یہ نمائندگی کرتی ہے قرآن (آخری الہامی کتاب) اور پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی۔ قرآن اور سُنت کی رہنمائی مصنف اپنا عین مقصد سمجھتے ہیں کہ تردید کریں ہر بنیادی دہریائی نظریات کی اور رکھے رسول اللہ کے آخری خطبہ کو ہمیشہ پیش نظر تا کہ مذہب کے خلاف اُٹھنے والے اعتراضات کو مکمل طور پر خاموش کرا سکیں۔ آخری پیغمبر جو حاصل کئے تھے انتہائی ذہانت اور اخلاقِ کامل، کی مُہر کو، بطور ایک علامتِ عزم کے لینے، پورا کرنے رسول اللہ کے آخری خطبہ کو کسی حال پورا۔

ہارون یحیٰ کے سارے کام رکھتے ہیں اپنے میں ایک واحد مقصد— تشہیرِ افکارِ قرآنی— قارئین کی ہمت افزائی کرنا سمجھنے میں عقیدے سے متعلق بنیادی مسائل، جیسے اللہ

کا وجود اور اُس کی وحدانیت، بعد کی زندگی اور دہریائی نظاموں کے کمزور بنیادوں اور اُن کے بگڑے ہوئے نظریات کو طشت از بام کرنا ہوتا ہے۔ کئی ایک مما لک میں ہارون یحیٰ کو پڑھا جاتا ہے، انڈیا سے امریکہ تک، انگلینڈ سے اِنڈونیشیا تک، پولینڈ سے بوسنیہ تک اور اِسپین سے برازیل تک۔ اِن کی بعض کتابیں، انگلش، فرنچ، اِسپانش، اِٹالین، پرتگیز، ترکش اور اِنڈونیشیائی اردو، عربی، سربو، کروٹ (بوسنین) پُولش، مالے، یواِیگر (Yygur) زبانوں میں دستیاب ہیں۔ اِن کی ساری دُنیا میں قدردانی ہے۔ یہ کتابیں ایک بہترین ذریعہ رہی ہیں کئی ایک لوگوں کے لئے دوبارہ ایمان لانے اللہ پر اور حاصل کرنے بالغ نظری اپنے عقیدہ میں۔ مصنف کی کتابیں اِدراک اور اخلاص اور امتیازی طرزِ تحریر کے ساتھ سمجھنے میں آسان، بالراست اثر انداز ہونے میں بے مثل ہوتے ہیں۔ ہر ایک جو اِن کو پڑھتا ہے وہ سنجیدگی کے ساتھ سمجھتا ہے اِن کتابوں کو اور بیشتر قارئین تائید نہیں کر پاتے دہریت کی یا کوئی بگڑے ہوئے نظریات کی یا مادی فلاسفی کی کیونکہ یہ کتابیں تیزی سے اثر انداز ہونے کی، خاطر خواہ نتائج پیدا کرنے کی اور نا قابل تردید صلاحیتوں کو اُبھارنے کی خاصیت رکھتی ہیں۔ حتیٰ کہ اگر پڑھائی کے عمل کو بدستور جاری رکھا جائے تو وہ ایک جذباتی اصرار بھی پیدا کرتے ہیں، کیونکہ یہ کتابیں دہریائی نظریات کو سیدھے اُن کی بنیادوں سے اُکھاڑ پھینکتی ہیں۔ تمام دورِ حاضر کے اِنکاری تحریکات اب نظریاتی طور پر شکست فاش سے دوچار ہو چکے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہارون یحیٰ کی کتابیں اِس فیلڈ میں اہم ترین کام سرانجام دے رہی ہیں۔ بے شک یہ ایک نتیجہ ہے قرآن کی ذہانت اور صاف گوئی کا۔ مصنف سادگی سے اِرادہ کرتے ہیں خدمت کرنے کا بطور ایک ذریعہ کے اِنسانیت کی تلاش میں اللہ کے صراط مستقیم کے لئے۔ اِن کتابوں کی اشاعت میں کوئی مالی نفع کارفرما نہیں ہے۔

وہ جو دوسروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، پڑھنے اِن کتابوں کو، کھولنے اُن کے دماغوں کو اور دِلوں کو اور اُن کی رہبری کرتے ہیں ہونے زیادہ خود سُپرد بندے اللہ کے، گویا کہ وہ کرتے ہیں ایک عمدہ خدمت اللہ کی راہ میں۔

اِس دوران، یہ تضیع اوقات اور توانائی ہوگا، اور اگر اور دوسرے کتابوں کو بڑھاوا

دین جو لوگوں کے ذہنوں میں ابتری پیدا کرتے ہیں، لے جاتے ہیں اُنھیں نظریاتی اختلال (بدنظمی) کی طرف اور جو واضح طور پر نہیں رکھتے کوئی مظبوط اور جامع اثرات دور کرنے لوگوں کے دِلوں کے شبہات کو، ایسے میں کیا تصدیق کر سکیں گے وے سابقہ تجربات سے۔ قارئین پر کتابوں کا اثر انداز ہونا ناممکن ہو جاتا ہے جبکہ کتابوں کا اس طرح ترتیب پانا کہ اُن سے مصنف کی ادبی طاقت پر زور دینا ملحوظ ہوتا ہے، بجائے اِس کے لوگوں کو عقیدہ کھو دینے سے محفوظ رکھنے کا بلند تر مقصد پیش نظر ہو۔ یہ بلند تر مقصد ایک بڑا اثر مرتب کرتا ہے ایمان کو مظبوطی سے قائم رکھنے میں۔

وے جو اِس پر شک کرتے ہیں ساتھ ہی دیکھ سکتے ہیں کہ ہارون یحییٰ کی کتابوں کا واحد مقصد بداعتقادی پر قابو پانا اور تشہیر افکارِ قرآنی ہے۔ کامیابی اور اطلاق اِس خدمت کا مظاہرہ ہوتا ہے قارئین کے اعتقاد میں۔

ایک بات ہمیشہ دماغ میں رکھنی چاہیے کہ لوگوں کی کثیر تعداد کے لئے ظلم، برائیاں اور دوسرے خوفناک واقعات کو برداشت کرنے کی اہم وجہ بداعتقادی کی نظریات کا پھیلاؤ ہے۔ یہ سب، بداعتقادی کے نظریات کی شکست سے ختم ہو سکتے ہیں۔ جب ہم پہنچاتے ہیں خدائی تخلیق کے اعجوبے اور قرآنی اخلاقی اقدار اور سائنسی انکشافاتی معلومات لوگوں تک، تو لوگ اِن تعلیمات پر عمل کر کے سُکھ اور چین کی زندگی گزار سکتے ہیں۔ اگر دُنیا کی موجودہ حالت پر غور کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ حالات دنیا کو لے جا رہے ہیں تشدد، بدنظمی اور جھگڑوں کے گہرے بھنور میں، لہٰذا صاف طور سے ہماری آواز کو وقت کی پُکار بنانے کے لئے ہمیں اپنا لائحہ عمل متاثر کُن انداز میں تیز رفتاری سے ساری انسانیت کے سامنے پیش کرنا ہوگا ورنہ بعد از وقت کی بات ہو جائے گی۔

اِس کوشش میں ہارون یحییٰ کی کتابیں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اللہ کی مرضی سے یہ کتابیں ہوں گی ایک اہم وسیلہ جس کے ذریعہ 21 ویں صدی کے لوگ حاصل کر سکیں گے امن، انصاف اور خوشی جیسا کہ قرآن میں وعدہ کیا گیا ہے۔

مصنف کی نگارشات میں ذیل کی کتب بھی شامل ہیں:

نیا مِزونِک آرڈر، یہودیت اور مِزنری تحریک، کا بلدہ اور فری مِزنری تحریک، نائٹ ٹمپلرس، اسلام تشدد کو بُرا ٹھہراتا ہے، شیطان کے طریق، ڈاروینیزم کی تباہ کاریاں انسانیت پر، کمیونیزم ایک مخفی دھمکی، ڈاروینیزم کا خطرناک نظریہ، بوسنیہ میں پوشیدہ ہاتھ، نسل کشی کے پس منظر میں، تشدد کے پس منظر میں، اسرائیل کا کردش کا پتہ، کمیونسٹ چائنا اور مشرقی ترکستان کے اِستبدادی پالیسی، فلسطین، قرآنی اقدار، اسلام کا سرما اور اُس کا متوقع موسم بہار، ارٹیکلس 1,2,3 رومانیٹیسیزم، شیطانیت کو تباہ کرنے والی قرآنی روشنی، غار کے بعد سے گزشتہ دنوں تک، قیامت کے آثار، گزرے ہوئے دن اور زمینی درندے، 1-2 سچائیاں، مغربی دُنیا کا خدا کی طرف جھکاؤ، ارتقائی دھوکہ، اِرتقاء پسندوں کو مختصر جوابات، ارتقاء پسندوں کی بھیانک غلطیاں، ارتقاء پسندوں کے اقبالی بیانات، اصناف کے ارتقاء کا غلط تصور، قرآن ڈارونیزم کا انکار کرتا ہے، معدوم اقوام، صاحب سمجھ اشخاص کے لئے، پیغمبر موسیٰ علیہ السلام، پیغمبر یوسفؑ، پیغمبر محمد ﷺ، پیغمبر سلیمانؑ، سنہرا دور، اللہ کی رنگوں میں فنکاری، ہر سُو تیرا جلوہ، تخلیقی شہادتوں کی اہمیت، اِس دنیا کی زندگی کی سچائی، عدم اِیقان کا ہولناک انجام، سچائی کی پہچان، اَبدیت کبھی کہ شروع ہو چکی ہے، لازمانی اور تقدیر کی حقیقت، فریب نظر کا دوسرا نام، مینار میں ایک چھوٹا آدمی، اِسلام اور کرما کی فلاسفی، ڈاروینیزم کا کالا جادو، ڈاروینیزم کا مذہب، 20 سوالات میں نظریہ ارتقاء کا خاتمہ، قدرت میں انجینئرنگ، سوانگ سے بھری ٹکنالوجی، ارتقاء کا تعطّل I، ارتقاء کا تعطّل II، دلائل و براہین سے اللہ کی پہچان، قرآن سائنس کی رہنمائی کرتا ہے، حقیقی زندگی کی اِبتدا، خلیہ میں شعور، ٹکنالوجی قدرت کی اتباع کرتی ہے، اعجوبات کی ایک ڈور، کائنات کی تخلیق، قرآنی معجزات، قدرت میں ڈزائن، ایثار اور ذہین سلوک ماڈلس حیوانات میں، ڈاروینیزم کا خاتمہ، استغراق، جہالت کو کبھی بطور حُجت پیش نہ کرنا، شعاعی ترکیب، خلیہ میں معجزہ، سبز معجزہ، آنکھ میں معجزہ، مکڑی میں معجزہ، ڈنک دار مکھی میں معجزہ، چیونٹی میں معجزہ، معجزہ تحفظی نظام میں، معجزہ پودوں کی تخلیق میں، جوہر میں معجزہ، شہد کی مکھی میں معجزہ، آدمی کی تخلیق میں معجزہ، پروٹین میں معجزہ، معجزہ بو اور ذائقہ میں، معجزہ خورد بینی دنیا میں، DNA کے راز، اللہ کی تخلیق کے

اعجوبے، حیوانات کی دنیا، آسمانوں میں جلوے، حیرتناک مخلوقات، ہمیں اپنے اسلام کو سیکھنے دو، ہمارے اجسام میں معجزے، چیونٹیاں، شہد کی مکھیاں جو مکمل چھتے بناتی ہیں، ذہانت بھرے ڈام بنانے والے سنجاب (Beavers)، بنیادی نکات قرآن میں، قرآن کے اخلاقی اقدار، عقیدہ فہمی تیزی کے ساتھ، کبھی سچائی کے بارے میں خیال کیا تھا، بدعقیدہ کی کج فہمی، خودسپردگی اللہ کے لئے، جہالت بھرے سماج سے چھٹکارہ پانا، ایمان والوں کا حقیقی ٹھکانہ جنت، قرآنی معلومات، فہرست قرآن، اللہ کی خاطر ہجرت کرنا، منافقین کے خصوصیات قرآن میں، منافقین کے راز، اللہ کے نام، پیام رسانی اور جھگڑوں کا حل قرآن میں، جوابات قرآن سے، موت۔حشر۔دوزخ، پیغمبروں کا اجتہاد، شیطان، بُت پرستی، جہلا کا مذہب، شیطان کا تکبر، قرآن میں عبادت، نظریہ ارتقاء، ضمیر کی اہمیت قرآن میں، روزمحشر، کبھی نہ بھولو، قرآنی فیصلوں سے نا اتفاقی، جہلا کے سماج میں انسانی کردار، صبر کی اہمیت قرآن میں، عام معلومات قرآن سے، عقیدہ کی پختگی، تاسف سے پہلے، ہمارے پیغمبر لوگ کہتے ہیں، ایمان والوں کی رحم دلی، اللہ کا ڈر، پیغمبر عیسیٰؑ کی واپسی، خوبصورتیاں زندگی کے لئے پیش کی گئی ہیں قرآن سے، اللہ کی خوبصورتیوں کا گلدستہ، نا انصافی یعنی استہزا، ازمائش کا راز، قرآن کے مطابق سچی عقل، لامذہب کی مذہب کے خلاف جہدِ مسلسل، یوسف کا مکتب خیال، نیکوکاروں کا اتحاد، بہتان طرازی مسلمین کے خلاف تمام تاریخ میں، قرآنی احکامات پر عمل کرنے کی اہمیت، کیوں تم خود کو دھوکہ دیتے ہو، آسمانیوں کا مذہب، جوش وجذبہ کا قرآن میں اظہار، ہرایک میں اچھائی کو دیکھنا، کیسے کم عقل قرآن کی ترجمانی کرتے ہیں، ایمان والوں کی ہمت، ہونے امید سے قرآن میں، انصاف اور برداشت قرآن میں، راز اسلام کے ابتدائی اصول، وے جو قرآن کو نہیں سنا کرتے، لیتے ہیں قرآن کو بطور رہبر کے، قرآن میں لاپرواہی، اخلاص، لوگوں کی پرستش کا مذہب، ایک کاذب کے مختلف انداز قرآن میں۔

مصنف کے کتابوں کے انگلش میں نام:

The New Masonic order,Ieodoism And Freemasonry

global Freemasonry,Kabbalah and Freemasonry,Knight Temples Islam DenouncesTerrorism,TheRitualoftheDevil,The Disasters Darwinism brought to Humanity,Communism in Ambush,Bloody Ideology of Darwinism,The Secret hand in Bosnia,BehindtheScenesofthe hallo caust,BehindtheScenes of Terrorism,Israel's kardish Card The Oppression Policy of CommunistChinaandEasternTurkistan,Palestine,TheValuesof theQur'anThewinterofIslamanditexpectedspring,Articles1,2, 3, Romanticism,TheLightoftheQura'anDestroyedSatanism,Signs Iranchapterofthecavetothe LastTimes,SignsoftheLastday,The LastTimesandtheBeastoftheEarth,Truth1,2 TheWesternworld turns to god the evolution Deceit,Precise Answers to the Evolutions,The Blunders of Evolutions Confessions of Evolutions,TheMisConceptionoftheEvolutionoftheSpecies.The Quran Denies Darwinism Perished Nations,for Men of Understanding,The Prophet Musa,The Prophet Yusuf,The Prophet Muhammad (Saas)The Prophet sulayman,The golden Age,Allah'sArtistryincolourGloryisEverywhere,Theimportance ofEvidencesofcreation,TheTruthofthelifeoftheworld,TheNight mareofDisbeliefKnoweingtheTruthEnternityhasalreadybegun Timelessnessandthereality offate Another nameofIllusion,The Littel manisthetowerIslamandthePhilosophyofkarmaTheDark MagicofDarwinism,theReligionofDarwinism,TheCollapseofthe Theory of Evolution in 20 Questions,Engineering in Nurture Technology Mimics Nature The Impasse of Evolution I (Encyclopedia) ,The Impasse of Evolution II (Encyclopedia),

Allah is Known Through Reason,The Quran Leads The Way to Science The Real Original Life Consciousness in the Cell Technology Imitates Nature,A String of Miracles,The Creation of the Universe,Miracles of the Quran,The Design in Nature,Self Sacrifice and Intelligent Behave oar Models in Animals The End of Darwinism,Deep Thinking,Never Plead ignorance Photo Synthesis The Miracle in the Cell,The Miracle in the eye,The Miracle in the Spider,The Miracle in the Gnat,The Miracle in the Ant The Miracle of the Immune System, The Miracle of creation of in plants, The Miracle in the Atom,The Miracle in the Honeybee,The Miracle of Seed,The Miracle of Hormone,The Miracle of Termite,The Miracle of the Human body,The Miracle of Mans Creation,The Miracle of Protein The Miracle of Smell and Taste,The Miracle of Micro World The Secrets of DNA, **The author's childrens books are:** Wonders of Allah's Creation, The World of Animals, The Glory in the Heavens, Wonderful Creatures, Let's Learn Our Islam, The Miracles in Our Bodies, The World of Our Little Friends: The Ants, Honeybees That Build Perfect Combs, Skillful Dam Builders: Beavers.

The author's other works on Quranic topics include: The Basic Concepts in the Qur'an, The Moral Values of the Qur'an, Quick Grasp of Faith 1-2-3, Ever Thought About the Truth?, Crude Understanding of Disbelief, Devoted to Allah, Abandoning the Society of Ignorance, The Real Home of Believers: Paradise, Knowwledge of the Qur'an, Death Resurrection Hell, The Struggle of the Messengers, The

Avowed Enemy of Man: Satan , The Greatest Slander: Idolatry, The Religion of the Ignorant, The Arrogance of Satan, Prayer in the Quran, The Theory of Evolution, The Importance of Conscience in the Qur'an, The Day of Resurrection, Never Forget, Disregarded Judgements of the Qur'an, Human Characters in the Society of Ignorance, The Importance of Patience in the Qur'an, General Information from the Qur'an, The Mature Faith, Before You Regret, Our Messengers Say, The Mercy of Believers, The Fear of Allah, Jesus Will Return, Beauties Presented by the Qur'an for Life, A Bouquet of the Beauties of Allah 1-2-3-4, The IniquityCalled "Mockery," The Mystery of the Test, The True Wisdom According to the Qur'an, The Struggle Against The Religion of Ease, Zeal and Enthusiasm Described in the Qur'an, Seeing Good in All, How do the Unwise Interpret the Qur'an?, Some Secrets of the Qur'an, The Courage of Believers, Being Hopeful in the Qur'an, Justice and Tolerance in the Qur'an, Basic Tenets of Islam, Those Who do not Listen to the Qur'an, Taking the Qur'an as a Guide, A Lurking Threat: Heedlessness, Sincerity in the Qur'an, The Religion of Worshipping People, The Methods of the Liar in the Qur'an.

''کبھی نہ بھولو''

ذرا خیال کرو کہ کتنے مرتبہ ایک دن میں تم کو اپنے آپ پر جبر کرنا پڑتا ہے، یاد کرنے کسی بات کو۔ پہلے سے ہی جبکہ تم بستر سے اُٹھتے ہوں گے تحریرات یا رکھ چھوڑا ہوگا ایک یادداشت کہیں بھی تا کہ بُھلانہ پائے اُن مسائل میں سے کسی کو۔ بعض اوقات، حتیٰ کہ بھولنے کا خیال بھی پریشان کُن ہوتا ہے۔

کیا اگر، ویسے تم واقعتاً بھول گئے ہوتے ہو کسی چیز کے بارے میں جو زیادہ بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہو کسی اور چیز کے مقابلہ میں تمہاری زندگی میں اُن مسائل کو جو بہت اہم ہوتے ہیں۔ کبھی نہ بُھولو کہ، بھولنا اُن چیزوں کا جن کے بارے میں تم کو اس کتاب میں یاد دِلایا جائے گا جو تمہارے لئے بہت زیادہ طور پر اہمیت کے حامل ہوں گے مقابلے میں اُن بُھول کے جن کو تم کوشش کرتے ہو یاد کرنے کی سارا سارا دن، اس کی پرواہ کیئے بغیر کہ کس قدر قیمتی وہ چیز دِکھائی دیتی ہے۔

اس کتاب کا مقصد تمہارے اِس دنیا میں وجود کی وجہ کو یاد دلانا ہوتا ہے۔ ہم اِس بات کو یاد دلانے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کیونکہ اِنسان بُھولنے کی صفت رکھتا ہے۔ روزمرہ کے کاروبار میں اُلجھا رہنے کی وجہ سے، جب تک کہ وہ ارادہ نہیں کرتا اِس کے برخلاف، وہ آسانی سے بھٹک جاتا ہے اصل معالات سے جن پر اُسے حقیقی لحاظ سے توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ آسانی سے بُھول سکتا ہے کہ اُس کو اللہ ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہے کہ اللہ اُس پر ہر لحہ نظر رکھتا ہے، کہ وہ اُس کو سُنتا ہے اور یہ کہ ایک دن اُس کو اللہ کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ وہ اپنی یقینی موت کے بارے میں صاف طور سے بھول سکتا ہے، قبر کو، جنت اور دوزخ کو بُھولا سکتا ہے، اور اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ بھی واقع نہیں ہوتا۔ اور وہاں پر ہر چیز کے پیچھے ایک اہم وجہ کارفرما ہوتی ہے۔

اِنسان فطرتاً بھولنے کی طرف مائل رہتا ہے۔ بُھولنے میں، وہ اپنی زندگی کے مقصد کو یاد نہیں رکھ سکتا، اور اِس طرح، وقتی طور پر اپنے آپ کو سیدھی راہ پر چلانے میں

ناکام ہوجاتا ہے اور ایک غلطی کر بیٹھتا ہے۔ مخلص حضرات کے لئے یہ بھول ایک سکنڈ سے زائد عرصہ تک نہیں رہتی، جونہی وہ اپنی غلطیوں کو جان پاتے ہیں وہ فوری پشیمان ہوتے ہیں، اپنے آپ کو اللہ کی طرف موڑ لیتے ہیں اور اللہ کے لگائے ہوئے حدبندیوں پر عمل کرنا جاری رکھتے ہیں۔ ایمان والے ذیل کے طرز پر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ ''اے ہمارے پروردگار نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بُھولیں یا چُوکیں۔۔۔'' (سورہ بقرہ، 286)

یہاں پر بُھولنے کا مطلب، ویسے حقیقت میں عام بُھول سے نہیں ہوتا ہے جو ہم ہماری روزمرہ کی زندگی میں کرگزرتے رہتے ہیں۔

اِنسان، فطرتاً بھولنے کی صفت رکھتا ہے اور غلطیاں کرنے پر مائل ہوتا رہتا ہے۔ بہرحال، بھول کی جو قسم اِس کتاب میں پیش کی گئی ہے وہ ایسی قسم ہے جو فراہم کرتی ہے، روحانی بےحسی، عدم توجہ اور ناواقفیت یا لاعلمی، حتّٰی ویسے کسی کی دماغی کیفیت (حالت) اِس بات کو روا رکھتی ہے، دن کے معمولات کے لحاظ سے۔ اِس لئے جو کچھ بھی ہو کہ ایک شخص لاپرواہ ہوتا ہے اور نتیجتاً بھول جاتا ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں ایک بہت ہی اہم بات جو ایک شخص بھولنے پر مائل ہوتا ہے وہ ہوتا ہے اُس کے خالق کا وجود اور اُس کا جواب دِہ ہونا اللہ کو۔۔۔ ایک دائمی زندگی کی سچائی ہوتی ہے، گزارنا بعد کی زندگی آیا جنت میں یا دوزخ میں۔۔۔ دوزخ کی آگ اور جنت کی دائمی مہربانیاں ایسی ہی سچائی ہیں جیسا تمہارا یہ صفحہ کا پڑھنا ایک سچائی ہے۔ بہر کیف، باوجود اُن کی اِن سچائیوں کے بارے میں معلومات رکھنے کے، وہ جو کہ اپنے آپ کو موقع دیتے ہیں بھولنے کا، ہوجاتے ہیں لاتعلق سچائیوں سے، اور جُھوٹ موٹ طور پر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ دانستہ طور پر اِن معاملات کو بھول جانا، سچائی کو نظر انداز کرنے میں، مددگار ہوتا ہے۔ تاہم کیا انسان حقیقت میں نظر انداز کر سکتا ہے اُس کی ذمہ داریوں کو اُن کے بارے میں بُھول کر؟ ایسا یقیناً نہیں ہوسکتا۔ اِنسان اللہ کے آگے ذمہ دار ہے، وہ جلد یا بدیر موت کا ذائقہ چکھے گا اور تب جواب دہی کے لئے اس کے سامنے بُلایا جائے گا، بالکل اکیلا۔ اس کے اعمال کے حساب کے نتیجہ میں وہ ما باقی دوامیت آیا جنت میں، دوزخ میں گزار دے گا۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے:

"اور ہم نے نہیں بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے بطور کھیل کے۔" (سورۃ الانبیاء،16)

"کوئی بھی جاندار بشمول انسان بغیر مقصد کے نہیں پیدا کیا گیا ہے۔ اور انسان کو خود کے اپنے تراشیدہ بتوں پر نہیں چھوڑے رکھا ہے بلکہ پیدا کیا گیا ہے اللہ کی عبادت کے لئے"

(سورہ ذٰریٰت ، 56)

بہر حال، اگر وہ ہو جاتا ہے روزمرہ کی زندگی کے بہاؤ میں گُم اور اپنے خرد کے استعمال میں ناکام ہو جاتا ہے، تب وہ ہو سکتا ہے کہ بُھول جائے اِس سچائی کو صرف وہی لوگ جو زیادہ گہرائی کے ساتھ متاثر ہوتے ہیں واقعات (یاددہانیوں) پر اور جانداروں کو دیکھ کر جو اطراف میں ہوتے ہیں، پہنچ سکتے ہیں اس اہم نتیجہ پر۔ صرف خود ایک کی تخلیق پر اظہار خیال بناتا ہے ایک شخص کو قابل، احساس کرنے اللہ کی مہربانی کو جو اُس پر کی گئی ہے۔ یہ چیز واقعۃً شخص کو آگاہ کرتی ہے ایک ضرورت سے، کرنے سنجیدگی کے ساتھ کوشش، ظاہر کرنے خود سپردگی کو جو اُسے اُس کے خالق کے ساتھ ہوتی ہے۔ شروع میں، وہ کچھ بھی نہ تھا، تب وہ شروع کیا تھا زندگی بطور ایک اکیلے خلیہ کے جو خالی آنکھ سے دکھائی نہ دیتا تھا۔ یہ خلیہ کئی بار تقسیم ہوتا گیا اور تدریجاً ایک اِنسان میں نمو پا گیا، اُس کے تمام اعضاء کے ساتھ محفوظ حالت میں۔ زیادہ اہمیت والی بات یہ ہے کہ، یہ جاندار حاصل کرتا ہے زندگی، ایک روح، ویسے وہ کچھ بھی نہ تھا پہلے کبھی۔ Sperm کا ایک قطرہ نمو پایا ایک گلٹی میں، اور تب ایک جاندار میں قابل بنا لُطف اندوز ہونے، سوچنے اور بولنے کے شعبہ جات سے۔ یہ اُس کا پروردگار ہے جو اُسے پیدا کیا ہے جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔ پھر بھی، بعض لوگ ہوتے ہیں جو اُن کی تخلیق کو بُھول جاتے ہیں، بے کار کے عُذر پیش کرتے ہیں، اور اللہ سے انکار کی جرأت کر بیٹھتے ہیں۔ ذیل کی آیت تخلیق کو ظاہر کرتی ہے:

"اور بٹھلاتا ہے ہم پر ایک مثل اور بُھول گیا ہے اپنی پیدائش، کہتا ہے کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کھوکھری ہو گئی ہوں، تو کہہ ان کو زندہ کرے گا جس نے بنایا ہے اِن کو پہلی بار اور وہ ہر طرح سے بنانا جانتا ہے۔" (سورہ یٰسین،79،78)

اگر تم بھی ناشکرے ہونے سے ڈرتے ہو، تب تم کو ہر روز کے خیالات سے بھٹکتے رہنا بند کرنا ہوگا کیونکہ، ایک شخص اپنے آپ کو اُس کے پروردگار کے خیالات سے ہی لیس رکھتا ہے جبکہ وہ اس طرح دانستہ طور پر کرتا ہے۔ اِسی لحاظ سے، وہ بخوبی سمجھتا ہے اپنی ذمہ داری کو جو اُس کو رب العزت سے ہوتی ہے، اگر وہ یاد رکھتا ہے کہ یہ دُنیا ہے ایک عارضی ٹھکانہ اور یہ کہ اُس کو دینا ہوگا حساب ہر چیز کا جو اُس نے کیا ہے اِس دُنیا میں۔

لازمی طور پر، اِس کتاب میں زیر بحث آنے والے مسائل میں سے کوئی بھی اِس قسم کا نہیں ہے جس کے لئے تم صرف یہ کہتے ہوتے کہ "میں بہتر ہوتا کہ نہ بُھولا ہوتا"۔

نہیں، تم کو کسی حال اُن میں سے کسی ایک کو بھی نہیں بھولنا چاہیے۔ صرف اِن نکات کو جو اِس کتاب میں زیر بحث آئے ہیں یاد رکھنے سے، تم اللہ کی عبادت کر سکتے ہیں اور اُس کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔ سب سے زیادہ اہمیت کی بات ہوتی ہے، نہ بُھولنا ہوتا ہے صرف راہِ نجات، اِس دُنیا میں اور بعد کی دُنیا میں بھی۔

پروردگار تم کو دو راستے بتلاتا ہے جن کے ذریعہ وہ تمہاری آزمائش کرتا ہے، تم کسی ایک کا انتخاب کرنے میں آزاد ہوتے ہو، تاہم یاد رکھو کہ اِن میں سے ایک راستہ لے جاتا ہے تمہیں دائمی سزا کی طرف، جبکہ دوسرا راستہ لے جاتا ہے دائمی خوشیوں کی جانب ذیل کی آیت اس بات کی وضاحت کرتی ہے:

"دِکھلا دیں اُس کو دو گھاٹیاں، سو نہ دھمک سکا گھاٹی پر (دین کی آزمائش سے نہ نکل سکا) اور تو کیا ہے گھاٹی سمجھ نہ سکا، چُھڑانا گردن کا (کسی کو غلامی سے چُھڑانا) یا کھلانا بُھوک کے دن میں یتیم کو جو قرابت والا ہے یا محتاج کو جو خاک میں رل رہا ہے (مفلوک الحال ہے) پھر ہووے ایمان والوں میں سے جو تاکید کرتے ہیں آپس میں تحمّل کی اور تاکید کرتے ہیں رحم کھانے کی اور وہ لوگ بڑے نصیب والے ہیں اور جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے وہ ہے کمبختی والے اُنہی کو آگ میں موند دیا (بند کر دیا) گیا ہے"۔

(سورۃ البلد،20-10)

☆ کبھی نہ بھولو کہ صرف ایک خدا اللہ ہے

''۔۔۔وے بُھول گئے ہیں اللہ کو اس لئے اللہ اُنھیں بُھول گیا ہے''۔

(سورہ توبہ،67)

ذیل میں ایک عام فہم بات ہے۔اگر ہم دریا کے کنارے کے ساتھ ایک ریت سے بنا ہوا قلعہ دیکھتے ہیں، ہم کو یقین ہوتا ہے کہ کوئی اِسے بنایا ہے۔صرف ایک بیوقوف شخص ہی زور دے گا کہ وہ اِتفاقیہ طور پر موجوں اور ہواؤں کے اثر سے بنا تھا۔کائنات میں موجود ہر چیز واضح ڈزائن رکھتی ہے۔اِس کے علاوہ یہ ڈزائن تخلیقی اشیاء کی ہر تفصیل میں آشکار ہے جو ہوتی ہے بے مثل انتہائی اکمال کے ساتھ، ارفع اور پیچیدہ مقابلتاً ایک قلعہ کے۔اس لئے ہم دوچار ہوتے ہیں ایک صاف اور واضح حقیقت سے کائنات پیدا کی گئی ہے ایک انتہائی اعلیٰ اور ارفع خالق سے۔وہ خالق اللہ ہے، جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

کائنات میں موجود بے عیب ترتیب ایک نا قابل انکار حقیقت ہے۔

دنیا جس پر کہ ہم رہتے ہیں، بسنے کے قابل تخلیق کی گئی تھی۔کشش ثقل کا تناسب، سورج اور زمین کے درمیانی فصل، کرہ ہوا میں آکسیجن کا تناسب اور کئی سو دوسرے نازک توازن یونہی دفعتاً یا اتفاقیہ طور پر وجود میں نہیں آئے ہیں، وے ہیں بغیر کسی شبہ کے، اللہ کی تخلیق میں جو ہر چیز پر قادر ہے، بہت ہی چھوٹے سے چھوٹے ذی حیات سے بڑے سے بڑے شمسی نظام کے سیاروں پر۔یہ اللہ ہی ہے جس نے پیدا کیا ہے ساری کائنات کو لامحدود ذہانت سے اور طاقت سے اور خصوصی طور پر ڈزائن کیا ہے دُنیا کو بطور ایک رہائش گاہ کے ہمارے لئے۔اِس بات کی وضاحت ذیل کی آیت سے ہوتی ہے:

''رات گُھساتا ہے(لپیٹتا ہے) دن میں اور دن گھساتا ہے(لپیٹتا ہے) رات میں اور کام میں لگا رکھا ہے سورج اور چاند کو، ہر ایک چلتا ہے ایک مقررہ وقت تک یہ اللہ ہے تمہارا رب اسی کے لئے بادشاہی ہے اور جن کو تم پُکارتے ہو اس کے سوائے وہ مالک نہیں ہے کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے''۔ (سورہ فاطر،13)

اب ہماری توجہ کو اطراف و اکناف کی دُنیا سے موڑ کر ہم کو ہمارے جسم پر مرکوز کرنا چاہیے۔انسانی جسم ہے ایک ساخت، بھری ہے حیرت ناک اعجوبات سے۔انسانی بھیجہ کی مکمل کارکردگی کمپیوٹر کے مقابلہ میں کافی آگے ہوتی ہے۔مزید برآں، ہر عضو اِس کے مخصوص کام کو مکمل طور پر پورا کرتا ہے اور دوسرے عضووں کے ساتھ مکمل آہنگی سے کار کردہوتا ہے۔مثلاً ایک واحد سانس لینے کی خاطر، کسی کا منہ، ناک، ہوائی نالی، پھیپھڑے، دل اور تمام خون کی نالیاں، تمام کو ایک ساتھ کام کرنا پڑتا ہے۔اِن میں سے کوئی بھی ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں رُکتا یا تھک جاتا۔وے تمام ہوتے ہیں وفادار اور اطاعت گزار اپنے خالق کے اور فرض شناس، پورا کرتے ہیں اُس کام کو جس کے کرنے کا اُنھیں حکم دیا جاتا ہے۔ہوا، تخلیص پاتی ہے اور گرم ہوجاتی ہے جیسے ہی وہ گزرتی ہے ناک سے، تب وہ لے جائی جاتی ہے ہوائی نالی کے ذریعہ پھیپھڑوں میں۔اِس طرح اس کی آکسیجن ہمارے دل اور خون کی نالیوں کے ذریعہ ہمارے جسم میں موجود ہر خلیہ سے استعمال میں آتی ہے۔Organs جو اس طریقہ عمل میں شریک کار رہوتے ہیں چابک دستی سے کئی اور طریقہ ہائے عمل چلاتے ہیں بغیر کسی اَبتری، غلطی یا تاخیر کے کسی لحاظ سے بھی۔اگر وہاں پر کوئی عیب اِس ہم آہنگی میں ہوتا، تو وہاں پر نہ تو تنفس ہوتا نہ زندگی۔

ایسا کچھ نظر کے طریقہ عمل میں بھی سچ ہوتا ہے۔آنکھ، تخلیق کی واضح ترین نشانیوں میں سے ایک ہے۔دونوں انسانی اور حیوانی آنکھیں مکمل ڈزائن کی نمایاں مثالیں ہیں۔یہ حیرتناک عضو کوالٹی خیال مہیا کرتا ہے، ہنوز 21 ویں صدی کی ٹکنالوجی اس قدر شفاف خیال آج تک نہ بنا پائی ہے۔

تاہم اِس بات کو کبھی نہ بُھولنا چاہیے کہ ایک آنکھ صرف اُس صورت میں کام کرتی ہے جبکہ اس کے تمام حصّے مل کر ایک جُٹ ہوکر کام کرتے ہیں۔مثال کے طور پر، اگر آنکھ کے تمام اجزاء جیسے Cornea،Iris،Pupil، Lens ، Retina، Conjunctiva، Choroids Muscle اور Lachrymal غدود سوائے پپوٹے کے ایک جُٹ کام کرتے ہیں تو بھی آنکھ ناکارہ ہوجاتی ہے اور دیکھنے کے قابل نہیں رہتی ہے۔اِس لحاظ سے شخص کے

آنسو کی پیدائش کسی وجہ سے رُک جائے تو آنکھ کی خشکی کا باعث ہوتی ہے اور آخرش نتیجہ اندھا پن ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ایک اہم سوال اُٹھاتی ہے کہ کس نے آنکھ کی تخلیق کی ہے اور اُس کی دیکھنے کی صلاحیت کو سمجھا جا سکتا ہے بغیر کسی واسطے کے۔ یقیناً جو خود آنکھ کا مالک نہیں ہوتا ہے کیسے فیصلہ کرے گا خود کی اپنی آنکھ کو پیدا کرنے کا —اس لئے حقیقت میں یہ غیر منطقی ہوتا ہے خیال کرنا کہ ایک جاندار جو ناواقف ہوتا ہے حتٰی کہ نظر کے تصور سے بھی بھلا کیسے فیصلہ کر سکتا ہے اُس کی ضرورت کا اور ایک آنکھ کی پیدائش کا خود کے اپنے جسم میں۔ اِس صورت حال کی وجہ سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ وہاں ایک اعلیٰ ذہانت کا وجود ہے جو پیدا کرتا ہے جانداروں کو، نظر اور سننے وغیرہ کے شعبہ جات کے ساتھ۔ بعض لوگ جو اللہ کی صحیح قدرت کا اندازہ نہیں کر سکتے ہیں، دعویٰ کرتے ہیں کہ بے شعور خلیات، نظر اور سننے وغیرہ کے شعبہ جات، اس طرح حاصل کر سکتے ہیں کہ وے پاتے ہیں شعور اُن کے اِرادہ اور ذہانت سے۔ بہر حال، یہ بات صاف ہے کہ ایسا ممکنہ لحاظ سے نہیں ہو سکتا ہے۔ قرآن بتلاتا ہے کہ کس کے ذریعہ نظر کی صلاحیت جانداروں کو عطا کی گئی ہے:

''تو کہہ وہی ہے جس نے تم کو وجود میں لایا ہے اور بنا دیئے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل، یعنی تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو۔'' (سورۃ الملک،23)

جیسا کہ دیکھا گیا ہے بالا آیت میں، یہ اللہ ہی ہے جو پیدا کرتا ہے یہ تمام نظام ہمارے جسم میں اور دوسرے جانداروں میں پیش کرتے ہیں اللہ کی طاقت اور قدرت کو، اور ہم پر سچائی آشکار کرتے ہیں کہ اللہ اپنے علم کے ساتھ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ پھر بھی بجائے اس کے وے اپنے حمد وثنا کا اظہار کریں بعض لوگ اس حقیقت سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ بہر حال، اللہ حوصلہ افزائی کرتا ہے انسان کی کہ وہ اپنے اطراف واکناف کا جائزہ لے اور اللہ کی بڑائی کی تعریف وتوصیف کرے۔

''یہ اللہ ہے جس نے بنایا ہے ساتوں آسمان اور زمین بھی، اُتنا ہی اترتا ہے اُس کا حکم اُن کے اندر تا کہ تم جانو کہ وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اللہ کے علم میں ہر چیز شامل ہے۔''

(سورہ اطلاق،12)

کبھی نہ بُھولو کہ کس قدر اللہ تمہارے قریب ہے اور وہ احاطہ کیا ہوا ہے ہر چیز کا۔

اس فوری لمحہ میں جو کچھ بھی چل رہا ہوتا ہے تمہارے دماغ میں، جو کچھ تم کئے ہوئے ہوتے ہو تمہارے بچپن میں ساتھ ساتھ تمہارے آنے والے دو سالوں کے منصوبہ جات، یہ سب ہوتے ہیں اللہ کے علم میں۔ اُس کی مطلق العنانی تمام جاندروں پر ہمیشہ قائم رہتی ہے، دن او ررات۔ اللہ اِس سچائی کے بارے میں ہمیں مطلع کرتا ہے قرآن میں، جیسا کہ پیش ہے:

''اور البتہ ہم نے بنایا ہے انسان کو اور ہم جانتے ہیں جو باتیں آتی رہتی ہیں اُس کے جی میں اور ہم اُس کے شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں''۔ (سورہ ق،16)

اللہ تمام چیزوں کے پوشیدہ حصوں سے بخوبی واقف ہے بشمول رازوں اور خیالات سے جن سے خود انسان ناواقف ہیں۔ اللہ جو انسانیت کو ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہے، ہوتا ہے ہمارے ساتھ اس بات کی پرواہ نہیں کہ ہم جہاں کہیں بھی ہو یا ہم کیا کچھ کر رہے ہوں۔ آیت پیش ہے:

''اور نہیں ہوتا ہے تو کسی حال میں اور نہ پڑھتا ہے تو اس قرآن میں سے کچھ اور نہ کرتے ہوتے تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے موجود تمہارے پاس، جب تم مصروف ہوتے ہو کسی بھی کام میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرّہ بھی زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا جو نہیں ہے واضح کتاب میں۔''

(سورہ یونس،61)

اس حقیقت کے باوجود، بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اللہ دور کہیں موجود ہے۔ اُن کے عیب دار تخیل کے مطابق، اللہ رہتا ہے کہیں ایک دور کے سیارہ سے بھی آگے، کبھی کبھار دُنیاوی معاملات میں اثر انداز ہوتا ہے، یا کبھی بھی مداخلت مطلق نہیں کرتا۔ وے خیال کرتے ہیں کہ اللہ نے پیدا کیا ہے کائنات کو اور تب کُھلا چھوڑ دیا ہے۔ جسے بے لگام۔ بہر حال یہ ہے اے ک صاف جھوٹ۔ اللہ ہر جگہ موجود ہے اور اُس کی موجودگی ہر ایک کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ وہ ہر جگہ کا احاطہ کئے ہوئے ہے، مشرق سے مغرب تک، اور شمال سے جنوب تک۔ آیت پیش ہے:

"اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں، اللہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔" (سورہ نساء،126)

جہاں کہیں تم جاتے ہو، وہاں اللہ موجود ہوتا ہے، حتٰی کہ اگر وہ بہت ہی دور واقع زمین کا کونا ہی کیوں نہ ہو، وہاں اللہ موجود رہتا ہے۔ اللہ گھیرے ہوئے ہے تم کو اسی فوری لمحہ پر بھی، تمہاری شہہ رگ سے بھی تمہارے قریب تر ہے۔ وہ تمہارے جسم پر قادر ہے، تمہارے کمرہ پر، اور اُس شہر پر جس میں تم رہتے ہو، ساری کائنات پر اور تمام جہانوں پر جن کو تم ناقابل ہو دیکھنے کے۔ وہ اُن کے ماضی اور مستقبل کے بارے میں بھی علم رکھتا ہے۔ بعض لوگ جو نظر انداز کر دیتے ہیں ان مطلق حقائق کو، کوشش کر سکتے ہیں چھپانے اپنے خیالات اور کئی ایک بے ضابطگیاں وے کرتے ہیں دوسروں کے ساتھ لیکن، وے بُھول جاتے ہیں اس حقیقت کو وے اُنھیں اللہ سے نہیں چھپا سکتے ہیں۔ حقیقت میں اللہ اُن کے قریب ہی ہوتا ہے حتکہ جب کہ وے کسی بُرے کام کی تدبیر کر رہے ہوتے ہیں۔

"وہ جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے اور پیچھے ہے، لےکن اُن کا علم اللہ کا احاطہ نہیں کر سکتا۔" (سورہ طٰہٰ،110)

تم کبھی نہیں جان سکتے ہو کہ ایک دیئے ہوئے لمحہ میں تم کیا آزمائش سے گزرو گے تاہم اللہ جانتا ہے۔ اِس لیئے تم پہلے ہی سے عاجز اور فرمانبردار ہو اللہ کے آیا یا تم ناواقف ہو اِس سے۔

آیا تم ظاہر کرتے ہو جو کچھ تم اپنے میں رکھتے ہو یا اُسے پوشیدہ رکھتے ہو اللہ اِس بات کو جانتا ہے۔ نہ تو ایک واحد لفظ جو تم چُپکے سے کہتے ہو رکھا جاتا ہے پوشیدہ اللہ سے۔ وہاں پر نہیں ہیں کچھ بھی راز اللہ کے لئے۔ وہ تمہارا راز جانتا ہے اور کوئی بات بھی جو تم سونچتے ہو یا تم چھپائے رکھتے ہو۔

کبھی نہ بُھولو کہ زمین پر موجود ہر شئے کو اللہ کی ضرورت ہے وہ ہر چیز سے بلند ہے اور ہر خامی سے دور ہے۔ اللہ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ انسانی کوتاہیوں سے بالاتر ہے جیسے نیند، بھوک پیاس اور تھکن سے۔ ہر ایک یقیناً مرے گا، لیکن اللہ، زندہ ہے،

زندہ رہے گا ہمیشہ کے لئے۔

آیت پیش ہے:

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، سب کا تھامنے والا ہے، نہیں پکڑ سکتی ہے اس کو اُونگھ اور نہ نیند، اسی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کی اجازت سے جانتا ہے جو کچھ خلقت کے رُوبرو ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے اور وہ سب احاطہ نہیں کر سکتے کسی چیز کا اس کی معلومات میں سے مگر جتنا کہ وہی چاہے، گنجائش ہے اس کی کرسی میں تمام آسمانوں اور زمین کو اور گراں نہیں ہے اس کو تھامنا ان کا اور وہی ہے سب سے برتر عظمت والا۔" (سورہ بقرہ، 255)

کبھی نہ بُھولو کہ اللہ رکھتا ہے ہر چیز کو اپنے اختیار میں۔ جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے "کوئی پتہ نہیں گرتا بغیر اللہ کے علم کے۔" (سورہ انعام، 59)

ہر چیز وقوع پذیر ہوتی ہے اللہ کی مرضی سے اور ہوتی ہے صرف اُس کے حکم کے تابع۔ وہ ہدایت دیتا ہے ہر بات کی آسمان سے زمین کی طرف۔ اکثر لوگ عادی ہوتے ہیں محدود کرنے ہر بات کو اس تصور کے کہ صرف قدرتی مظاہر اور واقعات جیسے پیدائش اور موت ہوتے ہیں تابع ہر سال، ہر واقعہ وقوع پذیر ہوتا ہے کیونکہ اللہ حکم دیتا ہے ایسا۔ اسی لحاظ سے، کوئی بھی کام انجام پاتا ہے اور سسٹم کام کرتا ہے کیونکہ اس طرح سے اللہ کی مرضی ہوتی ہے۔

ٹکنالاجیکل دریافتیں، دنیا میں کسی ملک کے نظم ونسق، سماجی اور معاشی معاملات کی باقاعدگی، فنونِ لطیفہ میں ترقیات، کسی بزنس کا قیام، اس کا سالانہ کارکردگی کا گوشوارہ، ہر بچہ جو کھولتا ہے اپنی آنکھیں اس دنیا میں، ہر لمحہ ایک شخص گزارتا ہے اُس کی زندگی کے دوران، ہوتے ہیں سب اللہ کے اختیار میں۔

کوئی بھی فیصلہ، آیا اہم ہو یا غیر اہم نہیں لیا جا سکتا ہے بغیر اللہ کی مرضی کے۔ کوئی عمل (کام) نہیں ہوتا ہے بغیر اللہ کی مرضی کے۔ اِسی لحاظ سے، کھربوں خلیوں کی کارکردگی ہماری اجسام میں ہر عضویہ کا متعلقہ کام انجام پاتا ہے اِن خلیات میں، سسٹمس جو رکھتے ہیں ان خلیات کو زندہ اور بے شمار دوسری تفصیلات ہوتی ہیں اللہ کے اختیار میں۔

اس کے علاوہ، زمین بغیر رُکے گھومتی ہے لامحدود فضائے بسیط میں اور تمام نظامِ تنفس سے لے کر تولید تک، بنائے رکھتے ہیں ایک واحد چیونٹی کی زندگی کو اس سیارہ پر ممکن محض ہمارا پروردگار رکھتا ہے اُنھیں اپنے اختیار میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے قرآن میں اس طرح:

''میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمہارا، کوئی نہیں زمین پر پاؤں دھرنے والا مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے چوٹی اُس کی۔ بے شک میرا رب ہے سیدھی راہ پر۔''

(سورہ ہود، 56)

ہر کوئی محکوم ہے اللہ کا۔ اللہ تمام جاننے والا، ہر ایک کو اپنے احاطہ میں رکھتا ہے اپنے علم میں۔ یہ اللہ ہے جو لوگوں کو علم دیتا ہے، چھوٹے بچے سے ایک سائنس دان کو۔ اللہ غیب کا علم رکھتا ہے اور ساتھ ہی ظاہر کا علم رکھتا ہے۔ اللہ ہر چیز کی تعداد کا تعین کرتا ہے، آسمانوں میں اور زمین پر، بشمول ستارے، سیارے، درخت، حیوان، لوگ اور بارش کی مقدار جو گرتی ہے زمین پر ایک معینہ مدت میں۔ آیت پیش ہے:

''کوئی نہیں آسمان میں اور زمین میں جو نہ آئے رحمٰن کا بندہ ہو کر اس کے پاس اُن کی شمار ہے اور گن رکھی ہے اُن کی گنتی ہے۔'' (سورہ مریم، 93،94) ہر واقعہ جو ہو رہا ہوتا ہے کائنات کے کسی کونہ میں، اللہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اللہ واقعات کے ہر پہلو سے واقف رہتا ہے، آیا وے ہوتے ہیں پوشیدہ یا ظاہر۔ اللہ معلومات بھی رکھتا ہے، نہ صرف ہمارے بارے میں، بلکہ ہر چیز کے بارے میں آسمانوں میں، زمین میں اور تمام چیزوں کے بارے میں جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہوتے ہیں، اللہ سارے جہانوں کا مالک ہے۔ اس لحاظ سے کبھی نہ بھولو کہ اللہ سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ معمولی اہمیت کی ادنیٰ سی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے اور وہ تمام خیالات اور تمام کام بشمول تمہارے اپنے ہوتے ہیں اللہ کے اختیار میں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ کیا ایک شخص تجربات سے گزرتا ہے اور اُس کی زندگی کے دوران، جس کا اللہ رکھتا ہے حساب، اُن کی تفصیل میں۔ اللہ کبھی بھی کسی بھی غلطی کو معاف نہیں کرتا۔

کبھی نہ بھولو کہ یہ اللہ ہی ہے جو تمہیں ہر چیز دی ہے۔ اپنے اطراف تم ایک نظر

ڈالو، ہر چیز جو تم دیکھتے ہو بہت احتیاط کے ساتھ تیار کی گئی ہے تمہاری ضرورتوں کے لحاظ سے تمہارے استعمال کے لئے بہم پہنچائی گئی ہیں۔ اب ذرا آسمان کی طرف دیکھو اور پہچاننے کی کوشش کرو ہر چیز کو جو تم اطراف میں دیکھتے ہو۔ یہ ہے ایک بہتر طریقہ عمل سمجھنے کا کہ یہ اللہ ہے جو ہم پر کئی مہربانیاں کر رکھی ہیں جن کو ہم دیکھتے ہیں یا دیکھنے نہیں پاتے اور یہ اللہ ہے جس کے لئے ہم کو ممنونیت محسوس کرنا چاہیے۔ یہ اللہ ہے جس نے انسانی جسم کو بنایا ہے، باوجود بڑی تکنالوجیکل دریافتوں کے اور اس کے تمام عضویات کو مکمل آہنگی کے ساتھ کام میں لگائے رکھنے کے ہنوز جسم ایک راز رہا ہے یہ اللہ ہی ہے جو پیدا کیا ہے مویشی اور اُنھیں انسانوں کی خدمت کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ جو انھیں بڑھاتا ہے گوشت کے لئے، ڈیری فارم کے لئے، اُون کے لئے، چمڑوں کے لئے اور اُنھیں کارآمد بناتا ہے سواری اور وزن ڈھونے کے مقاصد کے لئے، وہ پانی آسمان سے بھی بھیجتا ہے اور نکالتا ہے پھل اور فصلیں مختلف ذائقوں کی اُسی زمین سے جس پر انسان رہتا ہے، یہ اللہ ہی ہے جس نے رکھ چھوڑا ہے سینکڑوں ارب کہکشائیں جو پیچیدہ ترتیب کے ساتھ خاص نظام العملی کے تحت حرکت پذیر ہیں، اللہ دن کو موزوں بناتا ہے کام کاج کرنے کے لئے اور رات کو آرام کے لئے اور اس نے سورج کے مدار کو کچھ اس طرح بنایا ہے کہ تمام جانداروں کی ضروریات کی تکمیل ہو سکے، اللہ سمندر کو بہت ہی موزوں انداز میں بنائے رکھتا ہے تا کہ انسان اُس سے غذا حاصل کر سکیں اور اُس پر سفر کر سکیں ایک آیت میں اللہ بتلاتا ہے:

''بنایا آدمی کو ایک بوند سے پھر جب ہی ہو گیا جھگڑا کرنے والا بولنے والا اور چوپائے بنا دیئے تمہارے واسطے اِن میں جوڑا ول ہے اور کتنے فائدے اور بعضوں کو کھاتے ہو اور تم کو اُن سے عزت ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرانے لے جاتے ہو اور اُٹھالے چلتے ہیں بوجھ اِن شہروں تک کہ تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان مار کر بے شک تمہارا رب بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے اور گھوڑے پیدا کئے اور خچریں اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے اور اللہ تک پہنچتی ہے سیدھی راہ اور بعض راہ کج بھی ہے اور اگر چاہے تو سیدھی راہ دے تم سب کو، وہی ہے جس

نے اتارا آسمان سے تمہارے لئے پانی اس سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جس میں چراتے ہو، اُتارتا ہے تمہارے واسطے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے، اِس میں البتہ نشانی ہے اُن لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں اور تمہارے کام میں لگا دیا رات اور دن اور سورج اور چاند کو اور ستارے کام میں لگے ہیں اُس کے حکم سے اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں اور چیزیں پھیلائیں تمہارے واسطے زمین میں رنگ برنگ کی اِس میں نشانی ہے اُن لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں اور وہی ہے جس نے کام میں لگا دیا دریا کو کہ کھاؤ اس میں سے گوشت تازہ اور نکالو اس میں سے گہنا موتی جو پہنتے ہو اور دیکھتا ہے تو کشتیوں کو چلتی ہیں پانی پھاڑ کر اس میں اور اس واسطے کہ تلاش کرو اُس کے فضل سے اور تا کہ احسان مانو اور رکھ دیئے زمین پر بوجھ پہاڑوں کے کبھی جُھک نہ پڑے تم کو لے کر اور بنائیں ندیاں اور راستے تا کہ تم راہ پاؤ، اور بنائیں علامتیں اور ستاروں سے لوگ راہ پاتے ہیں۔ بھلا جو پیدا کرے برابر ہے اُس کے جو کچھ نہ پیدا کر سکے، کیا تم سوچتے نہیں اور اگر شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو نہ پورا کر سکو گے ان کو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' (سورہ نحل، 18-4)

ساری نعمتوں میں سے ہر ایک کو کوئی اُس کے زندگی تمام کے دوران مشکل سے شمار کر سکے، آئے ہیں وجود میں ہمارے پروردگار کے حکم سے، جو ہر چیز کو باقاعدگی عطا کرتا ہے۔ اللہ ہمیں یاد دلاتا ہے اس حقیقت کو ایک بہت ہی اہم مثال میں ایک آیت سے:

''اور اگر جتنے درخت ہیں زمین میں اُتنے قلم ہوں اور سمندر ہو اِس کی روشنائی اس کے پیچھے سات سمندر تو بھی نا تمام ہوں باتیں اللہ کی، بے شک اللہ زبردست ہے حکمت والا''۔
(سورہ لقمان، 27)

کبھی نہ بھولو کہ یہ اللہ ہے جس نے تم کو دیا ہے ساری ملکیتیں اور اشیا تم رکھتے ہو اور یہ کہ اللہ ہی اصل مالک ہے تمام املاک اور اشیاء کا جو تمہارے پاس ہیں۔

کیونکہ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان ہر چیز کا اقتدار اعلیٰ صرف اللہ کو حاصل ہے۔ وہ دیتا ہے جو کچھ کہ وہ چاہتا ہے جس کسی کو وہ چاہتا ہے۔ جب وہ خاتمہ کر دیتا

ہے تمام زندگیوں کا تو وہی دوبارہ وارث ہوتا ہے۔ یہ کھلی سچائی ہے۔ کہ اللہ حقیقی مالک ہے تمام مال و متاع کا ساری املاک کا۔

''اللہ کے لئے ہی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (سورہ مائدہ 120)

ایک دفعہ تم پر موت آتی ہے۔ تم اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہو ہر چیز جو تم رکھتے ہو۔ تمہارا مال و متاع رتبہ شخصی مقبوضات، اختصار میں، تمہاری اس دنیا میں دل پسند چیزوں میں سے کچھ بھی نہ ہوگی تمہارے ساتھ، تمہارا برہنہ جسم لپٹا ہوا ہوگا ایک سادا کپڑے میں رکھا جائے گا ایک گڑھے میں، اس دوران تمہاری روح اللہ کی طرف لوٹ جائے گی اکیلی، نہ تمہارا سماجی رتبہ، تمہارا نام اور نہ تمہاری دولت، تمہارے بیٹے کسی کام کے نہ ہونگے۔ یہ سب ایک محض تمہاری آزمائش کے لیے تھے۔ تم نہیں ہوتے ہیں ان کے مالک۔ تم رکھتے ہو ہر چیز کیونکہ اللہ انھیں تمہیں دیتا ہے۔ اور اگر اللہ کسی وجہ سے لے لیتا ہے انہیں واپس تو تم کبھی بھی قابل نہیں ہو پاتے حاصل کرنے انہیں دوبارہ۔

کبھی نہ بھولو کہ تم کو کچھ ہونے نہیں پاتا سوائے اس کے اللہ تمہارے لئے مختص کر رکھا ہے۔ اللہ رکھتا ہے معلومات ہر چیز کے بارے میں جو وقوع پذیر ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر چیز کا ہونا اللہ سے طے شدہ ہوتا ہے۔ تمام جو کچھ وقوع پذیر ہوتا ہے ہر ایک کی تقدیر کے مطابق ہوتا ہے۔ ایک شخص جو ایک نئے دن کی صبح پر بیدار ہوتا ہے کبھی نہیں جان سکتا ہے کہ اس دن کے دوران، کیا واقع ہونے والا ہے۔ حتیٰ کہ وہ ویسے بناتا ہے ایک منصوبہ اس کے اس دن کے لئے اسی لحاظ سے ہو نہیں پاتا ہو جیسا کہ وہ منصوبہ تیار کیا ہوتا ہے۔ مزید براں، اس کا ہوسکتا ہے کہ سامنا ہو جائے اسے واقعات سے جو بالکلیہ غیر متوقع ہوں۔

اس قسم کے غیر یقینی صورت حال سے گھرا ہوتا ہے ایک شخص یہ تسلیم کر کے سکون پا سکتا ہے کہ ہر واقعہ کا جو وہ سامنا کرتا ہے اللہ کی طرف سے طے کردہ ہوتا ہے، خصوصی طور پر اس کے لیے اللہ پر بھروسہ کر کے اور تقدیر کے ہر فیصلہ پر راضی ہو کر اپنے لیے سکون کا

سامان حاصل کرتا ہے۔

اللہ رکھتا ہے علم وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا جن کو کہ تم نے پلان نہیں کیا تھا اور وہ تمام اللہ کے اختیار کے لحاظ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں اسی لحاظ سے بہر حال، وہ منصوبہ جات جو تم نے تیار کئے ہوتے ہیں وہ بھی اللہ کے اختیار میں ہوتے ہیں۔حقیقت میں کائنات میں کوئی جگہ یا لمحہ اللہ کی گرفت سے آزاد نہیں ہوتا۔کوئی بھی اللہ کے اقتدار اعلیٰ کے باہر نہیں ہوتا ہے۔

تو کہہ دے ہم کو ہر گز نہ پہنچے گا مگر وہی کچھ جو لکھ دیا ہے اللہ نے ہمارے لئے وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسہ کریں مسلمان سارے'' (سورہ توبہ 51)

کبھی نہیں بھولو کہ جو کچھ بھی واقع ہوتا ہے تم کو سو وہ ہوتا ہے اللہ کی مرضی سے اور یقینی طور پر طے ہوتا ہے ایک مقصد کے تحت۔ یاد رکھو کہ انسان نہیں رکھتا ہے کوئی اور جس سے وہ رجوع ہو سوائے مانگے پناہ اللہ سے اور یہ کہ انسان نہیں رکھتا ہے کوئی محافظ یا مددگار سوائے اللہ کے۔

آیت پیش ہے:

''کیا تجھ کو نہیں معلوم کہ اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور نہیں ہے تمہارے واسطے کوئی حمایتی یا مددگار سوائے اللہ کے۔'' (سورہ بقرہ 107)

یہ اللہ ہے جو ہماری مدد کرتا ہے اور حل کرتا ہے کوئی بھی مسلہ کسی بھی دن کے دوران میں یا جبکہ ہم چاہتے ہیں انجام دینا کوئی کام۔باوجود کہ ہم ہوتے ہیں تنہا وہ بناتا ہے ہمارے کسی کام کو آسان تر ہمارے لئے یہ اللہ ہی ہے جو پیدا کرتا ہے وہی کام اور قابل بناتا ہے ہم کو پورا کرنے اسے۔ برخلاف اس کے ایک شخص جو بھول جاتا ہے اللہ کی عظمت کو، خیال کرتا ہے اور اس کے ساتھی، اس کا خاندان یا اس کا استاد ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اس کی مدد کر سکتے ہیں۔۔۔یقیناً یہ لوگ قابل ہو سکتے ہیں مہیا کرنے کوئی مدد ان کے اپنے علم اور تجربہ کے ذریعہ،لیکن ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ان لوگوں میں سے ہر ایک صرف ذرائع ہیں۔نتائج اللہ کے ہاتھ ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے ایک نظام

علّت ومعلول (Cause and effect) کا اس دنیا میں۔مثال کے طور پر''سیپ کی کاشت کرنے کی خاطر، ایک کسان پہلے بیج بوتا ہے پانی سے سینچتا ہے اور زمین کو کھاد دیتا ہے۔دیکھ ریکھ کرتا ہے

یہ وجوہات ہوتی ہیں یعنی علّت کے جن کے ذریعہ اللہ پیدا کرتا ہے ایک نتیجہ صرف ان تمام ابتدائی شرائط کو پورا کرنے کے بعد ایک کسان توقع رکھ سکتا ہے ایک بھرپور فصل کاٹنے کی۔جب ایک کام کیا جاتا ہے تو ہم کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنا ہوتا ہے کہ ہم حاصل کر سکتے ہیں توقع کے مطابق نتیجہ جو صرف اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے یہ کہ ہم کو اظہار کرنا چاہیے پرخلوص ممنونیت اللہ کے لیے واسطے جو کچھ اللہ کے حکم سے نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ کبھی نہ بھولو کہ یہ صرف اللہ ہی ہوتا ہے جو تمہیں خطرات سے، امراض سے، مصائب سے اور مشکلات سے بچاتا ہے۔ورنہ صرف ایک ہی لمحہ کی بات ہوتی ہے کہ ایک مصیبت کا پہاڑ تم پر ٹوٹ پڑ سکتا ہے۔

تم ٹھیک سے سوچ سکتے ہیں کہ تمہارا ڈاکٹر اور دوائیں جو تم رکھتے ہو استعمال میں، شفا دیتے ہیں۔بے شک، یہ سارے وجوہات ہیں جن کے ذریعہ اللہ تمہیں شفا دیتا ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کے وہ نہ تم کو ان وجوہات سے فائدہ اٹھانا چاہیے بلکہ اس دوران تم کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ آخرش اللہ ہے جو تم کو صحت عطا کرتا ہے۔جب تک اللہ نہیں چاہتا، نہ تو بہترین صلاحیت کے ڈاکٹر، انتہائی قیمتی دوائیاں اور نہ بہترین کارکرد ہسپتال کسی طرح کی تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔کبھی نہ بھولو کہ اللہ کسی پر بھی بغیر کسی وجہ کے بیماری لا سکتا ہے۔ٹھیک ویسے ہی وہ صحت لوٹا سکتا ہے کسی کو بھی اگر وہ چاہتا ہے دینا صحت بغیر کسی وجہ کے پیغمبر ابراہیم (AS) کے الفاظ میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔''......اور جب میں بیمار پڑ جاتا ہوں یہ اللہ ہوتا ہے جو مجھے شفا دیتا ہے۔

(سورۃ الشعرا، 80)

یہ بھول کر کے کہ اللہ رکھتا ہے ساری طاقت اور اس کے نتیجہ میں تم تلاش کرتے ہو مدد کسی اور سے جو کسی کام کے قابل نہیں ہوتا صحیح معنوں میں یا تو خود کے لئے یا کسی اور

کے لئے بھی ،نتیجہ میں صرف اِسے ناکامی ہوتی ہے، اِس جہاں میں اور بعد کی زندگی میں گویا دونوں جہانوں میں۔

’’اور جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوا، وہ نہیں کر پاتے ہیں تمہاری مدد اور نہ وہ اپنی جان بھی نہیں بچا سکتے ہیں‘‘۔ (سورہ اعراف، 197)

کبھی نہ بُھولو کہ تم کو صرف اللہ سے ڈرنا ہے اور اُس کی خوشنودی حاصل کرنا چاہیے۔ کوئی بھی جس کو تم عزت دیتے ہو یا خیال کرتے ہو اہم یا طاقتور جو حقیقت میں نہیں رکھتا ہے کوئی بھی حقیقی طاقت اور نہیں ہوسکتا ہے تمہارے لئے قابل صحیح معنوں میں مگر اللہ کے حکم سے۔ یہ کیفیت اگر رہے تو خوف کھانا یا محبت کرنا کسی سے ڈر کے ساتھ، تعظیم کے ساتھ جو صرف اللہ کے لیئے سزاوار ہے۔ کیونکہ یہ کیفیت بُت پرستی کو ظاہر کرتی ہے۔ اور یہ حقیقت میں دیکھا جائے تو ایک بڑا گناہ ہے۔ اگر کوئی کام کرنا ہو تو پہلے اللہ سے اُس کے خیر و خوبی سے انجام پانے کی دُعا مانگنا، پھر جائز وسائل سے کام لینا اور نتائج اللہ پر چھوڑنا۔ نتیجہ اچھا ہو یا تمہاری دانست میں بُرا، ہر دو صورت میں اللہ سے ممنونیت کا اظہار کرنا ہوتا ہے ایک بندہ کا فرض۔ کیونکہ بظاہر ایک بڑے نتیجہ کے پیچھے بندہ کی کیا بھلائی پوشیدہ ہوتی ہے بندہ نہیں جانتا۔

’’بعض لوگ کسی کو اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں، اُس سے محبت کرتے ہیں جیسا کہ اُنھیں اللہ سے محبت کرنا چاہئے۔ لیکن وے جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر رکھتے ہیں اعلیٰ محبت اللہ کے لئے۔ اگر دیکھ لیں یہ غلط کار اس وقت کو جبکہ دیکھیں گے عذاب اور بے شک ساری قوت اللہ ہی کے لیے ہے۔ اور یہ کہ اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔ (سورۂ بقرہ ۱۶۵)

پیغمبر محمد (Saas) بھی متنبہ کرتے ہیں لوگوں کو خلاف میں بُت پرستی کے اس قسم سے ’’جو کوئی اللہ کی ذات میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا وہ پالیتا ہے اللہ کو اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور جو کوئی اللہ سے بوقت محشر ملتا ہے بحیثیت ایک شخص کے جو اللہ کی ذات میں کسی اور کو شریک کرتا ہے وہ داخل ہوتا ہے آگ میں دوزخ میں۔‘‘ (صحیح مسلم)

یہ سمجھنے کا بہت ہی اہم خیال ہے۔ اگر ایک شخص اس کو بنیاد بنا کر ساری زندگی جیتا ہے وہ اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ وہاں پر ایسا کوئی نہیں ہے کہ جس سے ڈریں، جس کے

آگے جھک جائیں یا ضرورت پر حاضر رہے۔ سوا اللہ کے، اس طرح کا عمل رکھنے سے وہ شخص حاصل کرتا ہے آزادی صحیح معنوں میں اور ناقابل تسخیر ہوجاتا ہے ہوتے ہوئے حفاظت میں اللہ کے قادر مطلق کے۔ اس قسم کا شخص امید کرتا ہے حاصل کرنے اللہ کی خوشنودی اللہ جو تمام جانداروں کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ تحفظ فراہم کرتا ہے اپنے بندوں کو مدد کرتا ہے۔ مظلوموں کی اور ضرورت مندوں کی۔ پورا پورا بدلہ دیتا ہے جو کچھ کہ کوئی کماتا ہے۔

آیت پیش ہے:

کون بھلا بہتر ہے وہ جس نے رکھی اپنی بنیاد عمارت کی اللہ سے ڈرنے پر اور اس کی رضامندی پر یا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی کنارہ پر ایک کھائی کے جو گرنے کو ہے پھر اس کو لے کر گر پڑا دوزخ کی آگ میں اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو۔‘‘ (سورہ توبہ، ۱۰۹)

بڑی غلطیوں میں سے جو اکثر لوگ کر گذرتے ہیں وہ یہ ہے: وہ رکھتے ہیں اپنی تمام زندگیوں کی بنیاد دوسروں کی رضامندی کی جستجو پر ہوتی ہے۔

بہر حال، ہر لمحہ گذارا جاتا ہے اور ہر کام کیا جاتا ہے کمانے دوسروں کی خوشی بھولتے ہوئے خود کے خالق کو جو واقعتاً صرف نہیں لے جاتی ہے اذیت کی طرف صاحب سمجھ لوگوں کے لیے اللہ دیتا ہے ذیل کی مثال قرآن میں:

’’اللہ نے بتلایا ہے ایک استعارہ ایک مرد ہے کہ اس میں شریک ہیں کئی ایک اضداد اور ایک مرد ہے پورا ایک شخص، کیا برابر ہوتی ہیں دونوں مثل، سب خوبی اللہ کے لیے ہے۔ پر وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔۔‘‘ (سورہ زمر، 29)

اللہ عطا کرتا ہے اس کے ان بندوں کو جو اس کے احکامات کے لحاظ سے زندگی گذارتے ہیں بہتر زندگیاں اس دنیا میں اور بعد کی زندگی میں بھی بہر حال، جو کہ ان احکامات سے جو اللہ کی خوشنودی عطا کرتے ہیں، سے دور ہیں اور جو ایسے لوگ سے مدد حاصل کرتے ہیں جو ہیں تو اللہ کے بندے تاہم ٹھیک اسی لحاظ سے ایمان میں کمزور ہوتے ہیں جتنا کہ ان سے مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ یہ بھی اخرش پریشانی میں مبتلا ہوسکتے ہیں۔ اس کیفیت سے متعلق آیت پیش ہے:

"اللہ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ بھی لیکن لوگ اپنے اوپر اپنے آپ ظلم کرتے ہیں"
(سورہ یونس، 44)

مزید برآں، وہ جو عبادت کرتے ہیں دوسروں کی سوائے اللہ کے، کثرت میں ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو ذلت اور تنگدستی میں پاتے ہیں۔

"مت ٹھہرا اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم پھر بیٹھ رہے گا تو الزام کھا کر بیکس۔
(سورہ اسراء 22)

وہ جو لاپرواہ اور اللہ کے وجود سے غافل ہوتے ہیں اس دنیا میں گذارتے ہیں ایک زندگی مشکلات سے بھرپور۔ ان کے دل کبھی بھی نہیں پاسکتے سکون اور خوشی اس زندگی میں۔ حقیقت میں یہ مشکلات ہوتے ہیں محض ایک بدلہ ان کی اس دنیا میں اللہ کے مکمل نظاموں کی موجودگی کو حادثہ سے تعبیر کرنے پر ان کی اس ناشکری کے بدلہ میں ایک جھلسا دینے والا شعلہ ان کا انتظار کرتا ہے بعد کی زندگی میں۔

کبھی نہ بھولو کہ اللہ کا ڈر اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اللہ اپنے انعامات صرف ان لوگوں کو عطا کرتا ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور جو صحیح اور غلط کے درمیان تمیز کی بصیرت رکھتے ہیں۔ یہ بصیرت حقیقت میں ہے ایک بڑا انعام جو کسی بندے کو عطا کیا جاتا ہے۔

"اے ایمان والو!، اگر تم ڈرتے رہو اللہ سے تو کردے گا تم میں فیصلہ اور دور کردے گا تم سے تمہارے گناہ اور تم کو معاف کردے گا اور اللہ کا فضل بڑا ہوتا ہے۔" (سورہ انفال، 29)

قرآن بھی تذکرہ کرتا ہے ان لوگوں کا جو اللہ وتعالی کی تعریف وتوصیف نہیں کرتے جو اللہ کے شایان شان ہو، اور جو اللہ سے نہیں ڈرتے باوجود اللہ کے وجود سے واقفیت رکھنے کے۔

آیت پیش ہے۔

"تو پوچھ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے اور کون مالک ہے تمہارے کان اور آنکھ کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے کاموں کی سو بول اُٹھیں گے کہ اللہ، تو کہہ تو، پھر ڈرتے نہیں ہو، سو یہ اللہ

ہے رب تمہارا سچا، پھر کیا رہ گیا ہے سچ کے پیچھے مگر بھٹکنا سو کہاں سے لوٹے جاتے ہو۔"
(سورہ یونس، 31-32)

بعد آیت میں جس شخص کی وضاحت کی گئی ہے۔ وہ اللہ کی موجودگی سے بخوبی واقف ہے اور اس کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ لیکن وہ اللہ کے لئے کوئی ڈر محسوس نہیں کرتا۔ سچے ایمان والے بہرحال ان کے پروردگار کے لئے دل کی گہرائی سے احترام رکھتے ہیں۔ انصاف کے دن کا ڈر رکھتے ہیں۔ وے اللہ کے احکامات کی پابجائی میں حساس ہوتے ہیں۔

نتیجہ میں ایک شخص چاہے رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اللہ کے احکامات اپنے دماغ میں اور ہو جاتا ہے ایک اللہ کا بندہ، یا نظرانداز کرجاتا ہے اللہ کے احکامات کو تاہم یہ بات اس آخری حقیقت کو نہیں بدل سکتی کہ وہ تیزی سے اس دن کے جانب بڑھ رہا ہے جب کہ وہ اپنے پروردگار کے پاس لوٹے گا۔ "اے آدمی تجھ کو تکلیف اٹھانی ہے اپنے رب تک پہنچنے میں برداشت کر کر کے پھر اس سے ملنا ہے۔" (سورہ الانشقاق، 6)

یہ کیفیت کے ساتھ کبھی نہ بھولنا کہ کوئی بھی طاقت نہیں ہے ماسوا قادر مطلق کے جو مطلق طاقت کا مالک ہے۔ وہ جو ناواقف ہیں اس حقیقت سے اللہ کے ماسوا کسی اور کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے علاوہ اپنے معبود سے ڈرتے ہیں جیسا کچھ انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی مرضی کے دائرۂ عمل میں پڑتی ہے اور تمام ہیں رضامندی سے یا نارضامندی سے اللہ کے اختیار میں ہیں۔ ایک اکیلا خلیہ سے اربوں کہکشاؤں تک، انسانوں سے تمام حیوانوں تک، پہاڑوں سے ہواؤں تک، تمام جاندار و بے جان اس کے تابع ہیں۔ اس لیے کبھی نہ بھولو ادا کرنا شکر یہ اللہ کا جیسا کے صلاح دی گئی ہے ذیل کی آیت میں۔

"اور چوپائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ چڑھ بیٹھو تم اس کی (چوپائے) پیٹھ پر پھر یاد کرو اپنے رب کا احسان جب بیٹھ چکو اس پر اور کہو پاک ذات ہے وہ جس نے اختیار میں کردیا ہمارے اس کو (چوپائے کو) اور ہم نہ تھے اس کو قابو میں لا سکے۔"
(سورہ زخرف ۱۳)

جب تک کہ اللہ کی مرضی نہ ہو۔کوئی بھی نہ ایک کام کرسکتا ہے یا نہ ایک واحد لفظ کہہ سکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر کوئی ہر لفظ جو تم کہتے سنتے ہو یا ہر واقعہ تم مشاہدہ کرتے ہو۔ ہوتا ہے اللہ کی مرضی سے، یہ ایک وہ ہے جو تمہارا محافظ ہے تمہارا صرف حقیقی دوست........ اگر تم ایک شخص صاحب عقیدہ ہو تب تم جان پاتے ہو کہ ایک قطعی اچھائی اور خوبصورتی پوشیدہ ہوتی ہے حتٰی کہ پیچھے ان اشیا کے جو برخلاف اس کے تمہیں دکھائی دیتے تھے خراب، اللہ اس چیز کو جانتا ہے اگرچہ کہ تم اسے نہیں جان سکتے ہو۔

اس کا خیال کئے بنا کہ تم کیا اور کیسے سامنا کرتے ہو زندگی میں کبھی نہ بھولو گذارتے ہوئے زندگی اپنی رکھتے ہوئے علم اس حقیقت کا اپنے دماغ میں کبھی نہ بھولو کہ اللہ معاف کرنے والا ہے ہمیشہ اور وہاں رہتا ہے ہمیشہ ایک موقع ندامت کا اس بات کی پرواہ نہیں کہ کیا غلطی تم نے کی ہے اگر تم موڑ لیتے ہو اپنے آپ کو اللہ کی طرف پرُخلوص پشیمانی کے ساتھ اور ایک پکّے ارادہ کے ساتھ کہ نہیں کروگے دوبارہ ایسی غلطی زندگی میں کبھی، تب ہمیشہ پاؤگے اللہ کو جو بڑا بخشنے والا بہت ہی مہربان ہے۔اللہ بیان کرتا ہے وہ معاف کرتا ہے تمام غلطیوں اور گناہوں کو بشرطیکہ اس کے بندے انہیں تیاگ دیں ہمیشہ کے لئے۔

آیت پیش ہے:

''کہہ دے اے بندو میرے! جنہوں نے زیادتی کی ہے اپنی جان پر، امید مت توڑو اللہ کی مہربانی سے، بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی گناہ معاف کرنے والا مہربان۔'' (سورہ زمر، 53)

اس دنیا میں وہاں ہے موقع ہمیشہ ندامت کا اور امید رکھنے معاف کئے جانے کا کسی کی غلطیوں اور گناہوں پر۔اللہ کے مذہب میں کسی شخص کو اس کی ماضی کی غلطیوں کا بوجھ ڈھونا نہیں ہوتا ہے۔اللہ سے مغفرت کی دعا مانگنا اور اپنا رخ اس کی طرف خلوص سے موڑ لینا ندامت سے نہ کرنے دوبارہ کے عہد کے ساتھ اس کو اس کے گناہ کے بوجھ سے چھٹکارا دلاتا ہے۔اس لمحہ پر ہی وہ ذمہ دار ہو جاتا ہے اپنے کاموں کا اور خیالات کا تب سے زندگی تمام، اس دوران کبھی نہ بھولو کہ اللہ قبول لیتا ہے صرف ایک پرُخلوص پشیمانی اور نہ وہ

پشیمانی جو ایک شخص جبکہ وہ قریب المرگ ہوتا ہے، معافی کی التجا کرتا ہے۔

حتٰی کہ فرعون جس کی خوفناکی اور ہٹ دھرمی بیان کی گئی ہے قرآن میں فیصلہ کرتا ہے ایمان لانے کا جبکہ وہ جان لیتا ہے کہ وہ ڈوبنے کے قریب ہے۔اللہ ذیل کی ایات میں ظاہر کرتا ہے ندامت کے بارے میں موت کے لمحہ پر۔

''اور ایسوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو کئے جاتے ہیں برُے کام یہاں تک کہ جب سامنے آجاوے موت ان میں سے کسی کے سامنے تو کہنے لگے کہ میں توبہ کرتا ہوں اب ایسوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی ہے جو کہ مرتے ہیں حالت کفر میں؟ ان کے لئے تو تیار کئے ہیں عذاب دردناک۔'' (سورہ نسا17-18)

کبھی نہ بھولو کہ اللہ بے انتہا صابر ہوتا ہے۔بعضوں کو مہلت عطا کرتا ہے حتٰی کہ ان کے غلطی کر گذرنے کے بعد بھی۔پھر بھی اگر ایک گناہگار کو فوری سزا نہیں دی جاتی ہے۔ غلط کار کو چاہئے کہ اس مہلت سے خود کو دھوکہ نہ دے۔یہی وجہ ہے اس کی غلطیوں کے فوری بعد، اللہ اپنے بندے کو کچھ دیر کے لئے ایک موقعہ عطا کرتا ہے۔اگر وہ شخص اپنی غلطیوں کو صحیح ڈھنگ سے سمجھ پاتا ہے اور معافی کے لئے اللہ سے رجوع ہوتا ہے وہ اللہ کو ہمیشہ معاف کرنے والا پاتا ہے۔اگر برخلاف اس کے وہ اپنے غلطیوں پر قائم رہتا ہے اور باغیانہ طرز عمل اختیار کرتا ہے وہ یقیناً اپنے کاموں کے برُے نتائج بھگتے گا۔

''اور اگر پکڑے گا اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر ایک چلنے والا لیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو ایک وقت موعود تک پھر جب آپہنچے گا ان کا وعدہ نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے۔'' (سورہ نحل 61)

کبھی نہ بھولو کہ تم اللہ کے بندے کے سوا اور کچھ ہو نہیں سکتے۔کیونکہ اللہ نے پیدا کیا ہے انسان کو اپنی عبادت کے لئے۔

''میں نے صرف پیدا کیا ہے جن اور انسان کو میری عبادت کے لئے۔''

(سورہ ذٰریٰت، 56)

ہمارے پروردگار کے فرمانبردار ہونے پر وہ دیتا ہے ہم کو ہر چیز جو ہم رکھتے ہیں وہ

پیدا کیا ہے،ہم کواور عطا کی ہے ہم کوایک مقررہ زندگی جس کووہ ختم کر دیتا ہے جب کبھی وہ چاہتا ہے ہوتا ہے مشل رکھتے ہوئے مظبوط گرفت کے،کوئی بھی کبھی بھی من موجی نہیں رہ سکتا ہے۔

"اور جوکوئی تابع کرے اپنا منہ اللہ کی طرف اور وہ نیکی پر سو اس نے پکڑ لیا ہے مظبوط کڑا (Hand Hold)اور سونپ دیا ہے اللہ کو نتیجہ ہر کام کا۔" (سورہ لقمان 22)

اس لئے کبھی نہ بھولو بارے میں "اللہ ہمارے پروردگار" کے "یہی اللہ تمہارا رب ہے۔نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے پیدا کرنے والا ہر چیز کا سو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر کارساز ہے۔نہیں پا سکتے ہیں—اس کو آنکھیں مگر وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو اور نہایت لطیف اور خبردار ہے۔" (سورہ الانعام،102-103)

☆ کبھی نہ بھولو کہ ہمارا واحد رہبر قرآن ہے۔

"الف لام را۔یہ ہے ایک کتاب ہم نے بھیجا ہے تم کو تاکہ تم لاسکو انسانیت کو تاریکی سے روشنی کی طرف، ان کے پروردگار کی اجازت سے راستہ پر اللہ کے قادر مطلق کے، جو ساری تعریف کا مستحق ہے۔" (سورہ ابراہیم، 1)

اللہ بھیجتا ہے قرآن لوگوں کے لئے تاکہ ان پر اثر انداز ہو۔اس طرح سے وے جان سکیں کہ اللہ ہی ہے ایک خدا اور سیکھیں کہ کس طرح اس کی عبادت کی جائے اور ہو جائیں ذمہ دار،قرآن ہمارا واحد رہبر ہمیں فراہم کرتا ہے وضاحتیں ہر چیز کے لئے جن کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے۔ بتلاتا ہے ہمیں راستہ جس سے اللہ خوش ہوتا ہے اور دیتا ہے خوشخبری بڑے نتائج کی اگر ہم فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہیں بحیثیت ایک بندے کے اس کے حضور میں۔

"——اور اُتاری ہم نے تجھ پر کتاب، کھلا بیان ہے ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری حکم ماننے والوں کے لئے۔" (سورہ نحل، 89)

قرآن ہے ایک کتاب سچائی کی جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے بھیجا ہے یہ ایک ہدایت ہے۔ایک درستگی ہے اور ایک مہربانی ہے تمام ایمان والوں کے لئے۔

ایمان والے اس اہم حقیقت کو دل سے اپناتے ہیں اور ہر آیت پر اپنے گہرے

تاثرات کا اظہار کرتے ہیں اور اپنی ساری زندگیوں کو قرآنی ہدایات کو پورا کرنے میں گذارتے ہیں۔ہر سوال کا جواب وے تلاش کرتے ہیں جو مہیا کیا جاتا ہے قرآن سے۔

آیت پیش ہے:

"اور ہم نے ان لوگوں کے پاس پہنچادی ہے کتاب جس کو مفصل بیان کیا ہے خبرداری سے، راہ دکھانے والی اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔" (سورہ اعراف، ۵۲)

چونکہ قرآن صاف طور سے واضح کرتا ہے ہر چیز کو، ایک اللہ کے بندے کو، انسان ذمہ دار ہے گذارنے کے لئے زندگی قرآنی لحاظ سے خیال رکھتے ہوئے قرآنی حدود کا اور انجام دیتے ہوئے اس کے احکامات کو، روزِ قیامت پر صرف اس کتاب کی بنیاد پر لوگوں سے پوچھا جائے گا۔اس لئے کبھی نہ بھولو کہ وہ راستہ جس پر تم خود چلتے ہو، تمہارے خیالات اور فیصلے، اختصار میں، تمہاری ساری زندگی صرف قرآنی لحاظ سے ہونا چاہئے اور نہ کہ اس لحاظ سے جو لوگوں کی اکثریت چاہتی ہے۔قرآنی لحاظ سے جینا ہوتا ہے ایک ہی راستہ پر نجات کے۔

اس کے علاوہ، یہ ضروری ہوتا ہے کہ پڑھیں اور سمجھیں قرآن کو تاکہ زندگی گذاریں قرآنی لحاظ سے (اگر چہ کہ وہ لوگ جو) اطراف میں، اس طرزِ زندگی سے بہت دور ہوں، اِن لوگوں کی اکثریت ہوسکتا ہے کبھی قرآن نہ پڑھا ہو۔ان میں سے جو قرآن سے واقف ہیں۔دوسرے لحاظ سے وہاں پر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو عربی آیات کو یاد کرتے ہیں بغیر ان کے معنوں کا لحاظ کئے۔وے حتی کہ خیال کر سکتے ہیں قرآن کو بطور گنڈہ تعویذ کی ایک قسم کے (یقیناً اللہ ان تمام واہیات سے بہت آگے ہے جن کو وے جھوٹ موٹ لحاظ سے اللہ سے منسوب کرتے ہیں) اور اس لئے رکھتے ہیں قرآن کو الماریوں یا کلوزٹس میں یا ان کے اوپری حصوں پر۔لیکن اگر جو کچھ تم چاہتے ہو پورا کرنے نجات کے لئے۔تم کو ضرورت ہے بجالانے اللہ کے احکامات کو، نہ کہ وہ جو کہ اکثر لوگ کرتے ہیں۔تم کو ضرورت ہے پڑھنے کی احکامات کو جو بھیجے گئے ہیں۔اللہ سے اور اس کے احکامات کو اچھی طرح سے سمجھو اور یاد رکھو۔وجہ اس بات کی کہ کیوں قرآن نازل ہوا تھا واضح کی جاتی ہے ذیل کی آیت میں:

''یہ خبر پہنچادینی ہے لوگوں کو چونک جائیں اس سے اور جان لیں وہی ہے ایک
معبود اور تا کہ سوچ لیں عقل والے۔'' (سورہ ابراہیم 52)

''ایک کتاب ہے جو اتاری ہم نے تیری طرف برکت کی تا کہ دھیان کریں اور
عقل والے۔'' (سورہ ص، 29)

اور جیسا کہ دیکھا جاتا ہے اوپر درج کردہ آیات میں اللہ ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ صرف ذہین لوگ جو رکھتے ہیں عقیدہ جیسا کہ واضح کیا گیا ہے قرآن میں اثر لیتے ہیں اور یاد رکھتے ہیں کہ قرآن ہمارے لئے آسان بنایا گیا ہے متاثر ہونے اور ہدایت حاصل کرنے میں۔

آیت پیش ہے:

''سو کیا اب اللہ کے سوا کسی اور کو منصف بناؤں حالانکہ اس سے اتاری ہے
کتاب واضح اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہے
تیرے رب کی طرف سے ٹھیک اس لئے تو مت ہو شک کرنے والوں میں سے۔''
(سورہ ال۔انعام،114)

''اور یوں ہم نے اتارا ہے کھلی دلیلوں کے ساتھ اور یہ ہے کہ اللہ ہدایت دیتا
ہے جس کو چاہئے۔ (سورہ الحج، 16)

ان آیات میں دئے گئے بیانات کے علاوہ وہاں ہے اور بھی دوسری حقیقت جس کو ہمیں اپنے دماغوں میں رکھنے کی ضرورت ہے یعنی قرآن ایک رہنما ہے ایمان والوں کے لئے وہاں پر منکریں کو ان کے لحاظ سے رہبری نہیں کرسکتا ہے کیونکہ وہ یقین نہیں رکھتے کہ وے جمع ہوں گے قیامت کے دن اللہ کے حضور میں اور یہ کہ قرآن سچی کتاب ہے جو بھیجی گئی ہے پروردگار سے، جو قرآنی آیات کا خدائی مقصد سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں۔ وے قرآنی آیات کے تعلق سے بہرے اور اندھے ہوتے ہیں۔

آیت پیش ہۓ:

''اور جب تم پڑھتے ہو قرآن رکھ دیتے ہیں تیرے اور منکرین کے درمیان پردہ
جو آخرت کو مانتے نہیں اور ہم ان کے دلوں پر رکھ دیتے ہیں پردہ کہ وہ نہ سمجھیں اس کو

اور ان کے کانوں میں رکھ دیتے ہیں ایک بوجھ سا اور جب تم ذکر کرتے ہیں قرآن میں اپنے
رب کی وحدت کا وے اپنی پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔'' (سورہ اسرا، 45-46)

بے شک یہ طرز عمل منکرین کا ظاہر کرتا ہے ان کے روکھے پن کو اور ان کے رجحان کو پیروی کرنے ان کے ترنگ اور خواہشات کی۔ یہ پیدائشی کج فہمی کی مثالیں منکرین سے تعلق رکھتی ہیں ذیل کی آیت میں:

''اور جو ہم نے رکھ چھوڑے ہیں دوزخ پر داروغہ، وے فرشتے ہی ہیں اور ان
کی گنتی رکھی ہے سو وہ منکرین کو جانچنے کے لئے ہے تا کہ ایمان میں وہ لوگ اور مستحکم
ہو جائیں جن کو ملی ہے کتاب اور ایمان میں بڑھیں اور شک میں نہ رہیں جن کو ملی ہے کتاب،
اور مسلمان اور تا کہ کہیں وہ لوگ جن کے دل میں روگ ہے اور منکرین کہہ سکیں۔ اس تمثیل
سے اللہ کا کیا مطلب تھا؟ اس طرح سے اللہ بے راہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے
جس کو چاہے اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکر کو سوائے اس کے اور وہ تو یاد دلاتا ہے
واسطے سارے لوگوں کو۔'' (سورہ المدثر، 31)

ایمان والے برخلاف اس کے ہوتے ہیں ایک بالکلیہ مختلف دماغی حالت کے۔ جیسے ہی وے سنتے ہیں اللہ کی آیات کو وے تصدیق کرتے ہیں اس بہت ہی خوبصورت پیام کی اور اس طرح حاصل کرتے ہیں نجات اس دنیا میں اور بعد کی دنیا میں ایک ایمان والے کا اللہ کے نشانیوں کی جانب، خصوصی طرزِ عمل بیان کیا گیا ہے ذیل کی آیات میں:

''اللہ نے اتاری بہتر بات، کتاب آپس میں ملتی ہوئی، دوہرائی ہوئی، بال
کھڑے ہوتے ہیں کھال پر ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر نرم ہوتی ہیں
ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر، یہ ہے راہ دینا اللہ کا، اس طرح راہ دیتا ہے جس کو
چاہئے اور جس کو راہ بھلائے اللہ اس کو کوئی نہیں سنبھالنے والا۔'' (سورہ زمر، 23)

کبھی نہ بھولو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے ڈرتے ہو تمہارا دل نرم ہو جانا چاہئے جب تم سنتے ہو اس کے آیات۔ یہی وجہ ہے اللہ ہمیں مطلع کرتا ہے کہ ایمان والے مخلصانہ عقیدہ کے ساتھ رکھیں گے سمجھنے کی قوت قرآن کو، جو ہے ایک سچی کتاب، صرف منکرین

رکھتے ہیں شکوک قرآن کی صداقت کے بارے میں۔

آیت پیش ہے:

اور اس واسطے کہ معلوم کرلیں وہ لوگ جن کو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اس پر یقین لائیں اور نرم ہوجائیں اس کے آگے دل ان کے اور اللہ سمجھانے والا ہے یقین لانے والوں کو راہ سیدھی اور منکروں کو ہمیشہ رہے گا اس میں دھوکہ جب تک آپہنچے ان پر قیامت بے خبری میں یا آپہنچے ان پر آفت ایسے دن کی جس میں راہ نہیں خلاصی کی۔'' (سورہ الحج، 55-54)

کبھی نہ بھولو کہ تم بھی پرکھے جاؤ گے قرآن کے مطابق انصاف کے دن اللہ اس سچائی کا اظہار کرتا ہے ذیل کی آیت میں:

''سو تو مضبوط پکڑے رہ اسی کو جو تجھ کو پہنچا ہے حکم تو ہے بے شک سیدھی راہ پر اور یقیناً یاددہانی ہے تیرے لئے کہ تیری اور تیری قوم کی آگے پوچھ ہوگی۔''

(سورہ زخرف، 44-43)

کہ لوگوں کی اکثریت ہیں بہت دور قرآن سے اور یہ کہ وے تقریباً چھوڑ چکے ہیں قرآن کو، تمہیں دھوکہ نہ دینا چاہئے۔ یہی وجہ ہے جیسا کہ لوگ رکھتے ہیں زندگی کا Span 70-60 بطور یقین کے وے مائل ہوتے ہیں انتظار کرنے اپنے زندگیوں کے آخری سالوں کے لئے لیتے ہوئے انہیں مناسب وقت قرآن کے مطابق چلنے کا۔ وے غلط طور پر اس نتیجہ پر پہنچے ہوتے ہیں کہ مذہب کے لحاظ سے جینا انہیں محروم رکھتا ہے جوانی کی جائز خوشیوں سے۔

اس غیر سنجیدہ توجیہہ سے بہرحال وے تیار کرتے ہیں ایک تلخ خاتمہ خود سے اپنے لئے۔

ایک حتمی رہبر قرآن واضح کرتا ہے تمہارے لئے کہ کس طرح ہوسکتے ہو اللہ کے صحیح بندے، تم کو بنانا چاہئے تمہاری اپنی زندگی اللہ کے احکامات کے مطابق۔ یہی وجہ ہے کہ انصاف کے دن ایمان والے اور منکرین ایک ساتھ پرکھے جائیں گے ان کے

فرمانبرداری کے مطابق جو ان کو قرآن سے ہوتی ہے۔ کبھی نہ بھولو کہ تم صرف امید کرسکتے ہو پانے جنت اور نجات حاصل کرنے دائمی سزا سے بشرطیکہ تم خلوص دل کے ساتھ قرآنی احکامات پر عمل پیرا رہے ہوں ساری زندگی۔

☆ نہ بھولو کہ ہر لمحہ جو تم گذارتے ہو ہے ایک حصّہ تمہاری تقدیر کا

''ہم نے پیدا کیا ہے سب کو ایک معینہ قانون کے مطابق۔'' (سورہ القمر 49)

جیسا کہ کہا گیا ہے آیت بالا میں ہر چیز پہلے سے ہی طے کی گئی ہے۔ اللہ سے قادر مطلق سے اللہ کے لئے جس کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف حکم دیتا ہے کہ 'ہوجا' اور بس وہ چیز ہوجاتی ہے۔ اللہ نہ صرف پہلے سے بنادی ہے لوگوں کی تقدیر، بلکہ تمام جانداروں کی بھی۔ وے جو حقیقت میں اس مطلق سچائی میں یقین رکھتے ہیں غیر مشروط طور پر مان لیتے ہیں تقدیر کو جو اللہ نے سب کے لئے لکھ رکھی ہے اپنے بے پایاں فہم و ادراک سے۔ کبھی نہ بھولو کہ آیا رضا کے یا بغیر رضا کے، ہر چیز اللہ کے اختیار میں ہے اور تابع ہے اس کے۔ بہرنوع لوگ رکھتے ہیں کئی غلط رائے تقدیر کے بارے میں۔ یہ رائے مجموعی طور پر پیدا ہوتی ہے مختلف ناسمجھ نکات نظر کے حامل شخصیتوں سے۔ آواز بلند ہوتی ہے بغیر زیادہ سوچ بچار کے۔ اس کے علاوہ وے نظرانداز کرتے ہیں یہ جان کر بھی کہ یہ ہے ایک چیز جو اللہ کو ناراض کرتی ہے، وے ترک نہیں کرتے استعمال کرنا مقبول عام Phrases کو، غنائی نظمیں جو دلالت کرتی ہیں تقدیر کے ایک انکار کی۔ اس غلط سمجھ کی تائید میں، احمقانہ Phrases جیسے ''تقدیر پر قابو پانا'' یا تقدیر بدل ڈالنا، منظر عام پر آتے ہیں۔ لوگ جو یقین رکھتے ہیں ایسے اظہارات پر مانتے ہیں ان کے توقعات اور تمناؤں کو بطور تقدیر کے اور ان کے ناکامیوں میں وہ جان پاتے ہیں کہ وے محض توقعات ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ تقدیر ناکام ہوگئی ہے آگے بڑھنے سے جیسا کہ وہ طے شدہ تھی اور اس لئے وہ تبدیل ہوگئی ہے۔ اس قسم کے نامعقول توجیہات عجیب ہوتے ہیں ان لوگوں کے جو ناکام ہوتے ہیں رکھنے ایک صحیح سمجھ تقدیر کی۔

تقدیراللہ کی تخلیق ہے اورتمام واقعات کے بارے میں لامحدودعلم ہے۔آیا ماضی کا یا مستقبل کا۔اللہ پیدا کرتا ہے زمان اور مکان کو بغیر کسی وجود کے رکھتا ہے انہیں اپنے اختیار میں خود ان سے آزاد رہتا ہے۔لمحہ بہ لمحہ ہر چیز کی ہر تفصیل جو ہوتی ہے یا ہوچکی ہوگی، پہلے ہی سے ہوچکی ہوتی ہے اللہ کی نظر میں۔

کبھی نہ بھولو کہ اللہ نے پیدا کیا ہے زمان (وقت) کو اور اس لئے زمان کی گرفت سے وہ آزاد ہے۔اس لئے وہ نہ صرف دیکھتا ہے جو کچھ کہ ہو رہا ہوتا ہے اور انتظار کرتا ہے دیکھنے ان کے نتائج کو۔

اس کی نظر میں ہر واقعہ کی ابتدا اور انتہا ہوتی ہے اور اس کا متعلقہ قیام ابدیت کے نظام العمل میں اللہ کو معلوم رہتا ہے۔ہر چیز طے کی جاتی ہے اور بنائی جاتی ہے تقدیر میں۔ اس لئے ایک شخص طاقت نہیں رکھتا ہے کسی قسم کے بدلاؤ لانے اس میں اس کے برخلاف، تقدیر ہے ایک فیصلہ کن صلاحیت کا حامل عنصر، جو انسان کو اپنے تحت رکھتا ہے۔انسان کی زندگی کا ہر لمحہ بندھا ہوا ہے تقدیر میں۔

ایک شخص تقدیر کے احاطہ سے ایک قدم بھی باہر نہیں رکھ سکتا لانے اکیلے اس میں تبدیلی۔یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک واقعہ ہوتا ہے، ایک Actor جو نکل آتا ہے ایک Vedeo Cassettes سے حاصل کرتے ہوئے ایک جداگانہ وجود کرنے کچھ کمی یا اضافہ اس فلم کے مناظر میں جس میں وہ ایک کردار ہے۔یہ یقینی طور پر ہے ایک غیر منطقی اور ناممکن کیفیت، جو توقع کی جاتی ہے، کھلے طور پر Phrases جیسے ''تقدیر پر قابو پانا'' یا ''تقدیر کے ڈھرے کو بدل دینا'' ہیں محض غلط ایقان کبھی نہ بھولو کہ ایک شخص جو کہتا ہے کہ اس نے بدل دیا ہے اس کی تقدیر کو وہ واقعتاً کہہ رہا تھا ایسی بات جو مقدر ہوچکی تھی اس کے لئے ایسا کہنے کے لئے۔مثال کے طور پر وہاں پر نہ ہوسکے امید کی ایک کرن بھی کہ ایک شخص دوبارہ صحت یاب ہوسکے۔لیکن اس کی غیر متوقع صحت یابی کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنی تقدیر پر قابو پالیا ہے اور نہ کہ اس کی تقدیر بدل دی گئی تھی اس کے ڈاکٹروں سے۔یہ بات محض ظاہر کرتی ہے کہ وقت جو شخص کے لئے طے شدہ تھا ابھی نہیں آیا تھا۔

ہر چیز کی طرح یہ بھی ہے طے شدہ اللہ کی نظر میں اور ہے ایک حصہ تقدیر کا آیت پیش ہے:

'اور اللہ نے تم کو بنایا ہے مٹی سے پھر بوند پانی سے پھر بنایا تم کو جوڑے جوڑے اور نہ پیٹ رہتا ہے مادہ کو اور نہ وہ جنتی ہے بن خبر اس کے، اور نہ عمر پاتا ہے کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر مگر جو لکھا ہے کتاب میں، بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔''

(سورہ فاطر، 11)

''اور کوئی مر نہیں سکتا ہے بغیر اللہ کے حکم کے، لکھا ہوا ہے۔ایک مقررہ وقت——

(سورہ آل۔عمران، 145)

ہوتے ہوئے پابند زمان اور مکان کے ہمارے لئے غیر موقع ہوتا ہے رکھنا قسمت کو اپنی ایک پوری گرفت میں کیونکہ اللہ پیدا کرتا ہے ہم کو اور ہماری تقدیروں کو، اور اللہ ہر چیز سے آزاد ہے۔جو کچھ تمہارے ساتھ ہوتا ہے وہ تقدیر ہے، یقین رکھو کہ اللہ پوری طرح سے آزاد ہے زمان و مکان سے۔

وہاں ہے اور بھی دوسرا سچ، تم کو ضرورت ہے رکھنے اسے اپنے دماغ میں کہ تمام واقعات Plan کئے جاتے ہیں پہلے ہی سے اللہ سے ایک لحاظ سے فائدہ بخش ہوتے ہیں مذہب اور ایمان والوں کے لئے۔یہ صورت حال ہوتی ہے تو ایک صاحبِ عقیدہ شخص ظاہر کرتا ہے ہمیشہ انکسارانہ احترام ان واقعات کے ساتھ جن کا وہ سامنا کرتا ہے زندگی میں۔

بھولنا یا نظر انداز کرنا اس حقیقت کو کہ تمام کیفیات پہلے ہی سے طے کئے جاتے ہیں زندگی میں، اللہ سے، ہوتا ہے ایک بڑا نقصان جو شائد کوئی شخص خود کو پہنچا سکتا ہے۔یہ بھول یا لاپروائی صرف زبردست تباہی کے سوا ایک شخص کو کچھ اور نہیں لا پاتی۔کسی صورت میں بھی آیا کوئی تسلیم کرتا ہے اس حقیقت کو یا نہیں، وہ کچھ نہیں بدلتا جو پہلے ہی سے طے شدہ ہوتا ہے کسی شخص کے لئے۔انجام کار تمام واقعات یا معاملات کا طریقہ کار پہلے ہی سے طے شدہ ہوتا ہے تقدیر سے۔

''کوئی آفت نہیں پڑتی ملک میں اور نہ تمہاری جانوں پر جو نہ لکھی ہو ایک کتاب

میں پہلے !اس سے کہ پیدا کریں ہم اس کو دنیا میں، بے شک یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔''

(سورہ حدید، 22)

جیسا کہ اس آیت سے بھی صاف ظاہر ہے۔ جو کچھ واقع ہوتا ہے کسی پر وہ یقیناً پہلے ہی سے اللہ سے طے کردہ ہوتا ہے اور آیا کوئی اس پر یقین رکھتا ہے یا نہیں رکھتا ہو حقیقت تو نہیں بدلتی ہے۔

تمام واقعات جو وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اس زمین پر بشمول پیدائش اور موت ہر شخص کی، ہوتی ہیں اللہ کی مرضی سے ٹھیک پہلے سے طے شدہ ٹائم پر——نہ تو ایک لمحہ پہلے یا بعد۔

''وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر مقرر کر دیا ایک وقت اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک پھر بھی تم شک کرتے ہو۔'' (سورہ انعام، 2)

چونکہ کچھ بھی واقع نہیں ہوتا آیا زمین پر یا لوگوں کے دلوں میں بغیر اللہ کی مرضی کے اس لئے ہمیشہ ہر کوئی رکھے بھروسہ اللہ پر ہے ایک عہد جو اللہ مانگتا ہے اپنے بندوں سے اور یہ ہے جو ایک شخص پیدائشی طور پر مائل ہوتا ہے ایسا کرنے کے لئے۔

آیت پیش ہے:

''تو کہہ دئے ہم کو ہر گز نہ پہنچے گا مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہمارے لئے وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں مسلمان۔'' (سورہ توبہ، 51)

جیسا کہ ذیل کی آیت میں بیان کیا گیا ہے——اور ہم تم کو جانچتے ہیں برائی سے بھلائی سے آزما کر اور ہماری طرف تم لوٹ کر آجاؤ گے۔'' (سورہ الانبیاء، 35)

اللہ ایمان والوں کو آزمائشوں سے گذارتا ہے، مختلف طریقوں سے۔ ایسا کرنے کے لئے، علاوہ ان چیزوں کے جن کو وے اچھا سمجھتے ہیں، اور دوسری چیزیں جو دکھائی دیتی ہیں نقصان دہ ایمان والوں کے لئے، ان سب سے وے لوگ گذرتے ہیں۔ لیکن کبھی نہ بھولو کہ چونکہ ہر چیز اللہ کی مرضی سے تخلیق ہوتی ہے، وے ہمیشہ دیتی ہیں اچھے نتائج۔

آیت پیش ہے:

''——اور شائد کہ بُری لگے تم کو ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شائد تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بُری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو حق بات۔'' (سورہ بقرہ، 216)

وے جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چلتے ہیں، رکھتے ہیں تحفظ اور ذہن کا سکون مانتے ہوئے تقدیر کو۔

کوئی بھی چیز خوف زدہ یا تباہ حال نہیں کر سکتی ہے ایک شخص کو جو خود کو سرنگوں کرتا ہے اس کی تقدیر کے سامنے۔ اللہ عطا کرتا ہے اس کے ماننے والوں کو اچھی زندگیاں اس دنیا میں اور بعد کی دنیا میں بھی۔ الغرض دونوں جہانوں میں، اور انہیں رکھتا ہے اپنی حفاظت میں اس وقت تک جب تک کہ وے اللہ کی خوشنودی میں لگے رہتے ہیں۔ بہر حال اللہ ہمیشہ کسی چیز کا انجام اس دنیا میں اچھا ہی رکھتا ہے، ظاہر نہیں کرتا ہے پھر بھی۔ تاہم یہ اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ جو ہو سکتا ہے بظاہر ناموافق ہو وہ ایک ایمان والے کے لئے موقع فراہم کرتا ہے حاصل کرنے ایک بہتر انعام بعد کی زندگی میں۔ ایک ایمان والا جو کہ بہت ہی بیمار ہے۔ رنجیدہ نہیں ہوتا ہے جو کچھ کہ تکلیف سے وہ گذرتا ہے۔ اس کے برخلاف، وہ دیکھتا ہے کہ اس کا مرض ایک ذریعہ ہے اپنے معبود سے قریب ہونے کا۔ زیادہ اہمیت کی بات یاد رکھنا ہے کہ اللہ تمام واقعات کو پلان کرتا ہے حفاظت کرنے اس کے سچے بندوں کی اور قابل بنانے انہیں حاصل کرنے جنت کو۔

''میرا حمایتی تو اللہ ہے جس نے اتاری کتاب، اور وہی حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی۔'' (سورہ اعراف، 196)

وے جو کبھی نہیں بھولتے ہیں کہ وہاں ہوتا ہے ایک خدائی مقصد جو کچھ کہ واقع ہوتا ہے ان پر وے محسوس کرتے ہیں قربت اللہ سے قریب تر ہر قدم پر جو وے اٹھاتے ہیں اللہ کی راہ میں۔ جہاں کہیں بھی وے ہوتے ہیں، یا جو کچھ وے کر رہے ہوتے ہیں، وے کبھی نہیں بھولتے کہ اللہ جانتا ہے ہر ایک بات کو اچھی طرح سے۔

اس لئے کبھی نہ بھولو کہ ہر چیز ماضی اور مستقبل میں تمام اس کی تفصیل کے ساتھ

ریکارڈ ہے اللہ کی نظر میں، کہ کوئی واقعہ وقوع پذیر نہیں ہوتا ہے ایک شخص پر بغیر اللہ کی مرضی سے ،اللہ علم رکھتا ہے ہماری ہر حرکت کے بارے میں جہاں کہیں ہم ہیں یا جو کچھ کہ ہم کررہے ہوتے ہیں، اور یہ کہ ہم تمام بندھے ہوئے ہیں اپنی اپنی تقدیروں میں جو پہلے ہی سے طے کردہ ہوتے ہیں اللہ سے ہمارے لئے۔

کبھی نہ بھولو شیطان کے وجود کے بارے میں جو تم کو گمراہ کرنے میں لگا رہتا ہے۔

''میں نے نہ کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجیو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا، اور یہ کہ پوجو مجھ کو، یہ راہ ہے مستقیم، اور وہ بہکا لے گیا تم میں سے بہت خلقت کو، پھر کیا تم کو سمجھ نہ تھی۔'' (سورہ یٰسین، 62-60)

ہمیشہ ہر بات دماغ میں رکھو کہ تم رکھتے ہو ایک دشمن جس کا صرف ایک ہی مقصد ہے، تمہیں اللہ سے دور رکھنا ہے، اللہ کے مذہب اور قرآن سے دور رکھنا ہے۔

وہ کبھی بھی نہیں چوکتا اپنے منصوبہ سے حتٰی کہ ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں، حملہ کرنے کے لئے گھات میں لگا رہتا ہے۔ وہ موقعہ کا انتظار کرتا ہے تا کہ اس کے کام کو پورا کرسکے۔ وہ قابل ہوتا ہے تمہیں دیکھ پانے وہاں سے جہاں سے تم اسے نہیں دیکھ پاسکتے ہو، اور وہ تمہیں اپنے جال میں پھنسانے کی ہزار ہا طریقوں سے کوششیں کرتا ہے۔ اس کے خصوصیات میں ایک، وہ ہر کام ہوشیاری سے کرتا ہے۔ اس کے طریقہ، موقعہ شناسی اور دھوکہ دہی بدلتے رہتے ہیں ایک شخص سے دوسرے شخص تک۔ موقعہ شناسی کا انحصار وقت، جگہ اور حالات پر ہوتا ہے۔ یہ دشمن، ہمارا شیطان ایسا وجود ہے جو اللہ کی نظروں سے دور کردیا گیا تھا۔ اس کے برخلاف، جو کچھ لوگوں کی اکثریت سونچتی ہے کہ شیطان ایک تخیلاتی وجود نہیں ہے، بطور آزمائش کے ایک جز کے اس دنیا میں ہوتا ہے اس لئے ایک ضرورت ہوتی ہے ہونے ہمیشہ چوکنا شیطان کے خلاف۔ کیونکہ اس نے اللہ کے خلاف بغاوت کی تھی۔ شیطان نے قسم کھائی تھی کہ اللہ کے بندوں کو گمراہ کرے گا۔ شیطان کا باغیانہ طرزِ عمل قرآن میں پیش کیا گیا ہے:

''اور ہم نے تم کو پیدا کیا اور پھر صورتیں بنائیں تمہاری پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرے آدم کو، پس سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نہ تھا سجدہ کرنے والوں میں۔ کیا تجھ کو

کیا منع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا، بولا کہ میں اس سے بہتر ہوں، مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور آدم کو بنایا مٹی سے، کہا تو اُتر نیچے یہاں سے تو اس لائق نہیں کہ تکبّر کرے یہاں، پس باہر نکل تو ذلیل ہے، بولا کہ مجھے مہلت دے اس دن تک کہ لوگ قبروں سے اُٹھائیں جائیں گے فرمایا کہ تجھ کو مہلت دی گئی، بولا تو جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور بیٹھوں گا ان بندوں کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر، پھر ان پر آؤں گا ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے، اور نہ پاؤ گے اکثروں کو ان میں شکر گذار، کہا نکل یہاں سے بُرے حال کے مردود ہوکر، جو کوئی ان بندوں میں سے تیری راہ پر چلے گا تو میں ضرور بھردوں گا دوزخ کو تم سب سے۔'' (سورہ اعراف، 18-11)

جیسا کہ بالا آیات سے یہ بات صاف ہوچکی ہے کہ شیطان ہے انتہائی کھُلا قبولا دشمن ہے انسانیت کا۔ یہ وجود کوشش کرتا ہے تمہیں بھٹکانے کی بیدار کرکے تم میں گناہوں کے خواہشات، بہرحال، ایک اہم بات سمجھنا ہے یہاں پر جیسا کہ وہ بیان کی گئی ہے بالا آیات میں شیطان کا اہم مقصد تم کو اور ساتھ میں باقی انسانیت کو اس کے نقش وقدم پر چلانا ہوتا ہے۔ معتوب شیطان اس وقت تک خاموش نہیں بیٹھے گا جب تک کہ تم دوزخ میں داخل نہیں ہوجاتے۔ اس لئے کبھی نہ بھولو کہ تم کو رہنا چاہئے ہمیشہ محتاط تا کہ شیطان اور اس کے ترغیبات کے شکار نہ ہونے پاؤ۔

وہاں اور بھی ایک مزید زیادہ اہمیت کی حامل یاد رکھنے کی سچائی ہے کہ شیطان اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے آزاد رہ کر کوئی طاقت اپنے میں نہیں رکھتا ہے۔ وہ رب العزت سے پیدا کیا گیا ہے بالکلیہ اللہ کے کنٹرول میں ہوتا ہے۔ وہ اللہ کا بندہ ہے اور وہ اللہ کی اجازت کے ساتھ ہی کام کرسکتا ہے۔ اسے دیا گیا ہے کام مدد کرنے تمیز کرنے ان لوگوں کی جو حقیقت میں یقین رکھتے ہیں اللہ پر، ان لوگوں سے جو حقیقت میں یقین نہیں رکھتے اللہ پر، وہ اپنا کام کرتا ہے صرف اللہ کی مرضی کے تحت جب اس کا وقت موعود ختم ہوجاتا ہے، اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ ان لوگوں کے ساتھ جن کو اس نے گمراہ کیا تھا۔

اللہ قرآن میں کہتا ہے ''میں بھردوں گا دوزخ کو تم سے (شیطان سے) اور ساتھ

میں ان لوگوں میں سے ہر ایک کو جو تیری پیروی کرتے ہیں۔" (سورہ ص، 85)

اس لئے ہمیشہ یاد رکھو کہ شیطان حقیقت میں ایمان والوں پر کوئی قدرت نہیں رکھتا ہے۔جیسا کہ زور دیا گیا ہے وہ رکھتا ہے قدرت صرف ان لوگوں پر جو سچ میں اور خلوص کے ساتھ اللہ پر یقین نہیں رکھتے۔

آیت پیش ہے:

"شیطان نے کہا کہ اے رب جیسا تو نے مجھ کو گمراہ کیا ہے میں بھی ان سب کو ترغیبات دکھلاؤں گا زمین پر اور راہ سے گمراہ کردوں گا ان سب کو ،سوائے جو تیرے مرغوب بندے ہیں۔" (سورہ ال۔حجر، 40-39)

شیطان ان اشخاص کو بھٹکا نہیں سکتا جو پیدا کئے گئے ہیں اللہ سے بطور اطاعت گذار بندوں کے جو نہیں ہوتے ہیں گمراہ سیدھے راستے سے۔بے شک ،ایمان والے ہمیشہ غلطی کرنے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔بہر کیف! وے کبھی بھی اللہ کے کرم سے مایوس نہیں ہوتے۔البتہ فوری اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اور اخلاص کے ساتھ پشیمان ہوتے ہیں۔
ہمیں قرآن میں بتلایا جاتا ہے ان کے بارے میں جن پر شیطان اپنی طاقت کا اثر ڈالتا ہے۔ شیطان کا زور نہیں چلتا ہے ان پر جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں؟ اس کا زور تو انہی پر ہوتا ہے جو اس کو رفیق سمجھتے ہیں اور جو دوسروں کو اللہ کے ساتھ شریک مانتے ہیں۔

کبھی نہ بھولو کہ شیطان خواہش کرتا ہے تمہیں گمراہ کرنے ،ہونے گستاخ خود پسند اور نافرمانبردار اللہ کے جیسا کہ وہ خود شیطان ہے۔وہ تمہیں برائی کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور ایسے کام کراتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتے ہیں۔

اور کہتا ہے اللہ کے بارے میں وہ کچھ جس کا علم تم نہیں رکھتے ہو۔وہ کوشش کرتا ہے روکنے ،تم کو اندازہ کرنے اللہ کی صحیح عظمت کا اللہ کی قدرت کا۔

اللہ توجہ دلاتا ہے اس خطرہ کی طرف ،قرآن میں جیسا کہ ذیل میں درج ہے:

"اے لوگو! کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال اور پاکیزہ ،اور پیروی نہ کرو

شیطان کی بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے،وہ تو یہی حکم کرے گا تم کو کرنے برے کام اور بے حیائی اور جھوٹ لگائے اللہ پر وہ باتیں جن کو تم نہیں جانتے ہو۔" (سورہ بقرہ،168-169)

شیطان کی اہم کوشش ہوتی ہے ساری انسانیت کو غربت کے مستقل خوف سے بھر دینے کی ،ایک ایسا مقصد ہے جس کو وہ پورا کرنے کے قابل ہوتا ہے۔جبکہ ایک بار وہ ان کو بعد کی زندگی سے بھلا دیتا ہے۔اس بات سے ناواقف ہوتا ہے کہ ہر چیز اللہ کے اختیار میں ہوتی ہے اور یہ کہ کوئی بھی روک نہیں سکتا ہے۔کسی بھی نیکی کو اگر اللہ ایسا چاہتا ہے"

وہ لوگ مکمل طور پر غیر ذمہ دارانہ زندگیاں گذارتے ہیں جو سبب بنتے ہیں ان کے لئے کرنے تمام اقسام کی بے ضابطیاں اللہ کے خلاف۔

"----شیطان دھمکی دیتا ہے تم کو تنگدستی کی اور حکم دیتا ہے تم کو بے حیائی اور اللہ یقین دلاتا ہے تم کو اپنی بخشش ،اور فضل کا اور اللہ بہت ہی کشائش والا ہے۔سب کچھ جانتا ہے" (سورہ بقرہ، 268)

شیطان کی ابتدائی حکمت عملی مکاری ہوتی ہے۔حقیقت میں اللہ بیان کرتا ہے اس کے پوشیدہ کام کو:

"-----عیار سرگوشی کرنے والا جو بری باتوں کی سرگوشی کرتا ہے لوگوں کے دلوں میں۔" (سورہ النسا5-4)

جیسا کہ آیت واضح کرتی ہے،شیطان جو کہ پہنچ پاتا ہے لوگوں تک فریب سے، مصروف رکھتا ہے انہیں فضولیات میں اور معمولی معاملات میں اور ان کے غلط کام کو خود انہیں اچھے دکھاتا ہے۔

"پھر کیوں نہ گڑگڑائے جب آیا ان پر عذاب ہمارا،لیکن سخت ہو گئے دل ان کے، اور جو کام وے کر رہے تھے انہیں شیطان نے بھلے کر دکھلائے تھے (سورہ انعام،43)

بہت اہمیت کے ساتھ یہ لوگ ،جن کے دل سخت ہو گئے ہوتے ہیں اور جو خود کو خیال کرتے ہیں کہ وے سیدھی راہ پر ہیں ویسے حقیقت میں،وے گمراہ ہو چکے ہوتے ہیں، وے اپنے آپ کو اللہ کے اظہارات سے بہت آگے لے گئے ہیں۔بھول کر اللہ کو،وے

شیطان کو اپنا عزیز سمجھتے ہیں اس کی راہ پر چلتے ہیں اور اس طرح بڑھ جاتے ہیں حتٰی کہ زیادہ گستاخ و بے ادب۔ اللہ انسانیت کو اس طرح آگاہ کرتا ہے:

''سنا دے ان کو حال اس شخص کا جس کو ہم نے دی تھی اپنی آیتیں پھر وہ ان کو چھوڑ نکلا پھر اس کے پیچھے لگا شیطان تو وہ ہو گیا گمراہوں میں۔'' (سورہ الاعراف، 175)

یاد رکھو کہ شیطان استعمال کرتا ہے مختلف ہتھکنڈے مختلف لوگوں کے لئے اور نشانہ بناتا ہے تمہاری کمزوریوں کو تاکہ تم کو گمراہ کر دے۔

ساری تاریخ میں شیطان پہنچا ہے ہر شخص کے پاس ایک مختلف عیاری کے ساتھ وہ یقین دلاتا ہے کہ ایک شخص جو پہلے ہی سے مذہب سے دور ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو اور دور رکھتا ہے اس دنیا کی زندگی کو بنا کر دکھائی دیتے ہوئے زیادہ دل لبھا خود کے لئے۔ شیطان بناتا ہے شخص کو غافل روزِ قیامت سے، اور اس طرح بندوبست کرتا ہے رکھنے اس کو دور مذہب سے اس کی زندگی تمام۔

اس تمام عرصہ کے دوران، وہ نظرانداز نہیں کرتا ایمان والوں تک پہنچنے کو۔ تاکہ روک سکے ایمان والوں کو اللہ کی مخلصانہ عبادت سے، وہ کوشش کرتا ہے ان کو روکنے مصروف رہنے سے ان کاموں میں جو کئے جاتے ہیں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے۔ وہ کوشش کرتا ہے ان کے اقدار کو کمزور کرنے کی ان برائیوں کے روپ بدل کر وہ ورغلاتا ہے ایمان والوں کو مغلوب ہونے تکبّر سے، خود غرضی سے، غفلت سے، لاپرواہی سے، فریب سے، اور طیش سے۔

ان کی توجہ کو ہٹانے کی خاطر، شیطان حوصلہ بڑھاتا ہے لوگوں کا بنانے طویل المدتی منصوبے جس میں ان کے دماغوں کو مصروف رکھ سکے۔

اس طرح وہ کوشش کرتا ہے روکنے انہیں لگائے رکھنے سے ان کے دماغوں کو اللہ کی یاد میں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ بناتا ہے لوگوں کو منہمک رکھنے اپنے آپ کو روزمرہ کے مسائل میں یا اشکاتا ہے انہیں کرنے ہیلے بہانے، صحیح قرار دینے ان کی لاپروائی کو جو اللہ کی یاد میں وہ کر گذرتے ہیں۔

ایمان والے جو اللہ کے تابع دار ہوتے ہیں جو اللہ کو شب و روز یاد کرتے ہیں، جو

جانتے ہیں کہ ہر چیز ہوتی ہے اللہ کے اختیار میں اور جو اپنا رخ خلوص کے ساتھ موڑتے ہیں اللہ کی طرف، ہوتے ہیں بہت ہی کم حساس شیطان کے اثر سے۔ جیسا پیغمبر محمد (pbuh) نے بھی کہا تھا۔

''جب ایک گروہ لوگوں کا جمع ہوتا ہے واسطے یاد کرنے اللہ کو۔ اللہ کی مہربانی اس حقیقت کو جان کر، شیطان خاص طور پر کوشش کرتا ہے کہ بنا دے لوگوں کو غافل خدا کی یاد سے۔''

حقیقت میں وہ رکھتا ہے ایک خاص اثر ان لوگوں پر جو اللہ سے نہیں ڈرتے ہیں۔

آیت پیش ہے:

''قابو حاصل کر لیا ہے ان پر شیطان نے، پھر بھلا دیا ہے ان کو اللہ کی یاد سے، وہ لوگ ہیں گروہ شیطان کے، سنتا ہے جو گروہ شیطان کا وہی خراب ہوتے ہیں''

(سورہ المجادلہ،19)

منکرین وہ لوگ ہیں جو بنا لیتے ہیں شیطان کو اپنا دوست اور اپنا لیا ہے شیطان کے دستور العمل کو۔ اس قسم کے دماغ کی استواری کے ساتھ وے لگے رہتے ہیں شیطان کی راہ پر اور جو نفرت وے محسوس کرتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ وہ ناگزیر طور پر جھگڑوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ بہرحال، شیطان بھی ایمان والوں کے درمیان نفرت کو ہوا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے ایمان والوں کے ارادہ کو کمزور کرنے کا مقصد رکھتا ہے۔ اور اس طرح ایمان والوں کو اللہ کی فرمانبرداری سے روکے رکھتا ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو اس خطرے کے خلاف آگاہ کرتا ہے اور انہیں اس خطرے سے بچنے کا راستہ بتلاتا ہے۔

آیت پیش ہے:

''اور کہہ دے میرے بندوں کو کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہوتی ہے، شیطان آپس میں جھڑپ کرواتا ہے، شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔'' (سورہ اسراء، 53)

کبھی نہ بھولو کہ ہر لمحہ پر، شیطان اپنی عیاری سے تمہیں ورغلانے کی کوشش کرتا ہے۔ عام تصور کے خلاف، شیطان ایسا وجود نہیں ہے جو ظاہر ہوتا ہے کبھی کبھار، بلکہ وہ تمہارا پیچھا کرتا ہے۔ جہاں کہیں بھی تم ہوتے ہو یا جاتے ہو، ہر کام میں جو کچھ تم کرتے ہو وہ ارادہ

کرتا ہے کہ اپنی اس کوشش کو تمہارے زندہ رہنے تک جاری رکھے۔ایک شخص جو شیطان کے وجود کو بھول جاتا ہے۔وہ شیطان کے ترغیبات کے غلط پہچان کے لئے موزوں ہو جاتا ہے۔اس لئے آسانی سے دھوکہ کھا جاتا ہے۔یہ جان کر کے ہر ترغیبات ہی اس کے اپنے خیالات ہیں وہ آسانی سے غلطی کر بیٹھتا ہے۔

ایمان والے یہ عیارانہ اندرونی آواز کو شیطان کی آواز کے طور پر سمجھ لیتے ہیں، کیونکہ وے اللہ کی عطا کردہ ذہانت اور بصیرت رکھتے ہیں۔

تمیز کرنے شیطان کی آواز کو ان کے ضمیر سے۔اللہ مطلع کرتا ہے ان کو کہ کس طرح تحفظ کریں اپنے آپ کا شیطان کی سرگوشیوں اور اشتعال انگیزیوں سے۔''اور اگر ابھارے تجھ کو شیطان کی چھیڑ، تو پناہ مانگ اللہ سے، وہی ہے سُننے والا جاننے والا، جن کے دل میں ڈر ہے جہاں پڑ گیا ہے ان پر شیطان کا گذر چوک گئے پھر اسی وقت ان کو سوجھ بھی آجاتی ہے۔'' (سورہ اعراف، 201-200)

کبھی نہ بھولو کہ شیطان کوشش کرتا ہے تم کو بھلانے ان سچائیوں کو جن کی ضرورت ہوتی ہے تم کو رکھنے دماغ میں ہمیشہ۔

جیسا کہ پہلے تذکرہ آیا ہے، بہت زیادہ متاثر کن طریقوں میں سے ایک جس پر شیطان اکثر تکیہ کرتا ہے۔تا کہ گمراہ کر سکے لوگوں کو وہ ہوتا ہے بنا دینا لوگوں کو غافل، شیطان کی اصل حکمت عملی اس لئے ہوتی ہے لوگوں کو بنانے غافل ان کی ذمہ داریوں سے جو اللہ سے ہے۔وہ کوشش کرتا ہے روکنے اچھے کاموں سے ہمیں، غافل بنا کے اللہ کے ان باتوں سے کہ وہ احاطہ کرتا ہے ہمارا ہر طرف سے، کہ ہم تابع ہیں تقدیر کے اور کہ ہم مریں گے اور دیں گے حساب ہمارے اعمال کا اللہ کے حضور میں۔

شیطان نہیں چاہتا ہے لوگ شکر گذار ہوں اللہ کے۔اس لئے کوشش کرتا ہے بنا دینے لوگوں کو غافل کہ ہر چیز جو ہمارے اطراف ہے، مہربانی ہے اللہ کی۔بناتے ہوئے اس دنیا کی زندگی دکھائی دے دل لبھا، اور بنا دے ان کو غافل بعد کی زندگی کے وجود سے وہ کوشش کرتا ہے دھوکہ دے لوگوں کو۔وہ کوشش کرتا ہے لوگوں کو بنانے غافل کہ وہاں ہے

ایک مطلق سچائی ہر چیز میں جو وقوع پذیر ہوتی ہے اور خاص طور سے غیر متوقع واقعات میں۔تقدیر کی حقیقت اور ضرورت ایک کے بھروسہ کی اللہ میں ہوتے ہیں دوسرے اور اہم عناصر جن کو وہ کوشش کرتا ہے کہ لوگ انہیں بھلا دیں۔

قرآن میں، اللہ ہماری توجہ بار بار مبذول کراتا ہے۔اس حقیقت کی طرف کہ اس کی دل نشینی کے ساتھ شیطان ایک انسانی دماغ کو متاثر کرتا ہے اور اس طرح بناتا ہے انسان کو غافل:

''اور جب تو دیکھے ان لوگوں کو جھگڑتے ہیں ہماری آیتوں میں تو ان سے کنارا کر یہاں تک کہ مشغول ہو جاویں کسی اور بات میں اور اگر بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت بیٹھ یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ۔'' (سورہ انعام، 68)

''-----کوئی بھی نہیں مجھے بھلا سکے یاد رکھنے اس کو سوائے شیطان کے۔مچھلی پالی اپنا راستہ سمندر میں ایک عجیب طریقہ سے۔'' (سورہ ال۔کہف، 63)

-----سو بُھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے آقا سے، پھر رہا قید میں کئی سال،
(سورہ یوسف، 42)

باوجود ان تمام اعمال کے شیطان کے، کبھی نہ بھولو کہ شیطان ہے ایک وجود جو بالکلیہ اللہ کے اختیار میں ہی ہے اور وہ کوئی طاقت نہیں رکھتا ہے اللہ کے سچے بندوں پر بہر صورت، شیطان کو اللہ نے پیدا کیا ہے، اور رضامندی سے یا نارضامندی سے وہ اللہ کے تابع ہے۔وہ اپنے کام انجام دے سکتا ہے صرف اللہ کی اجازت سے۔جب تک کہ اللہ راضی نہیں ہوتا ہے، وہ نا قابل ہوتا ہے کرنے کوئی کام۔اس کی پرواہ نہیں کہ شیطان کیا کرتا ہے۔وہ گمراہ کر سکتا ہے صرف منکرین کو، دوسری طرف اس کے اعمال ان لوگوں کے خلاف جو عقیدہ رکھتے ہیں، صرف مدد کرتے ہیں بڑھانے ان کی ایمان داری کو۔

''-----اس واسطے کہ جو کچھ شیطان ملایا ہے اس سے جانچے ان کو کہ جن کے دل میں روگ ہیں اور جن کے دل سخت ہیں اور گناہگار، تو ہیں مخالفت میں دور جا پڑے، اور اس واسطے کہ معلوم کر لیں وہ لوگ جن کو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے

پھر اس پر یقین لائیں اور نرم ہو جائیں اس کے آگے دل اُن کے اور اللہ سمجھانے والا ہے یقین لانے والوں کو راہ سیدھی۔'' (سورہ الحج، 54-53)

اللہ نے ہمیں بتایا ہے کہ شیطان حقیقت میں کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ صرف محض منکرین ہی ہوتے ہیں جن کو وہ زیر کرتا ہے اپنے اثر کے تحت۔ اس چیز کو واضح کیا گیا ہے ذیل کی آیت میں:

''اور سچ کر دکھلائی ان پر ابلیس نے اپنی اٹکل پھر اس کی راہ چلے مگر تھوڑے سے ایماندار اور اس کا ان پر کچھ زور نہ تھا مگر اتنے واسطے کہ معلوم کر لیں ہم اس کو جو یقین لاتا ہے آخرت پر جدا کر کے اس سے جو رہتا ہے اخرت کی طرف سے دھوکہ میں اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔'' (سورہ سبا، 21-20)

دوسری طرف، ایمان والے شیطان کے ترغیبات کو اہمیت نہیں دیتے ہیں بلکہ فوری طور پر اللہ کی پناہ میں آجاتے ہیں۔ جیسا کہ انہیں کہا جاتا ہے ایسا کرنے کے لئے قرآن میں:

''اور جو کبھی چوک لگے تجھ کو شیطان کے چوک لگانے سے تو فوری پناہ میں آتا ہے اللہ کے۔ بے شک وہی ہے سننے والا جاننے والا۔'' (سورہ فُصِّلَت، 36)

وے واقف ہیں کہ اللہ کے پناہ میں آنے کی وجہ سے وے شیطان کے حرکات پر روک لگا سکتے ہیں اور اگر اللہ کی پناہ میں آنے میں ناکام ہوتے ہیں تو وے خود کو کرتے ہیں زیادہ غیر محفوظ شیطان کی ترغیبات کے لئے۔ اس طرح سے شیطان اپنے پیروکاروں سے اعتماد میں آجاتا ہے اور لے جاتا ہے انہیں اللہ سے دور اور اللہ کی یاد سے محروم کر دیتا ہے۔

''اور جو کوئی آنکھیں چرائے رحمن کی یاد سے ہم مقرر کر دیتے ہیں اس پر شیطان، پھر وہ رہتا ہے اس کا قریبی ساتھی۔'' (سورہ الزخرف، 36)

مذکورہ بالا آیت سے یہ بات صاف ہے کہ وہاں کوئی وجہ نہیں ہوتی کہ کیوں لوگ جو خاطر خواہ عقیدہ رکھتے ہیں شیطان کے ترغیبات سے فکرمند ہوں۔ بغیر کسی شک کے، ایمان والے کو شیطان سے واقف رہنا چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ بھی انہیں

خوشخبری دیتا ہے ایک بہت ہی اہم حقیقت کی:

''وہ جو میرے بندے ہیں ان پر نہیں ہے تیری حکومت اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے والا۔'' (سورہ اِسرا، 65)

کبھی نہ بھولو کہ شیطان کردار میں یکسانیت نہیں رکھتا ہے وہ اپنے تمام پیرو کو انصاف کے دن اکیلا چھوڑ دیتا ہے۔

اس دنیا میں ہماری زندگی کے اختتام پر، شیطان اپنے پیرو کو چھوڑ دیتا ہے جبکہ اپنے پیرو کو بتلاتے ہوئے کہ وہ ان کو دھوکہ دیا تھا، شیطان کا بیان ذیل کی آیات میں درج ہے:

''جب فیصلہ ہو چکا تو شیطان کہتا ہے بے شک اللہ نے تم کو دیا تھا سچا وعدہ اور میں نے تم سے وعدہ کیا تھا لیکن توڑ دیا تھا اپنا وعدہ، میں تم پر کوئی حکومت نہیں رکھتا تھا سوائے یہ کہ میں نے بلایا تھا تم کو، تم نے مان لیا تھا میری بات کو، اس لئے الزام نہ دو مجھ کو اور الزام دو اپنے آپ کو، نہ تو میں تمہاری فریاد کو پہنچوں گا اور نہ تم میری فریاد کو پہنچو گے، میں منکر ہوں جو تم نے مجھے شریک بنایا تھا اس سے پہلے، البتہ جو منکر ہیں ان کے لئے ہے دردناک عذاب۔' (سورہ ابراہیم، 22)

اس بدلتے رہنے والے شیطان کے پیرو پورے طریقہ سے مان لیتے ہیں ان کی خطاؤں کو انصاف کے دن۔ وے غیر معمولی تاسف اور مایوسی محسوس کرتے ہیں غیر ذمہ دار رہنے پر اللہ کی طرف سے ان کی ساری زندگی کے دوران اور اللہ کے راستہ کو نہ اپناتے ہوئے۔ پھر بھی ان کی یہ پشیمانی اپنی غلطیوں پر کافی تاخیر سے تھی۔

''اور جس دن کاٹ کاٹ کھائے گا گناہگار اپنے ہاتھوں کو، کہے گا اے کاش میں پکڑا ہوتا رسول کا سیدھا راستہ، اے خرابی میری کاش کہ نہ پکڑا ہوتا میں نے فلانے دوست کو، اُس نے تو بہکا دیا مجھ کو، نصیحت سے مجھ تک پہنچنے کے بعد اور ہے شیطان، آدمی کو وقت پر دغا دینے والا۔'' (سورۃ الفرقان، 29-27)

کبھی نہ بُھولو کہ آخری ٹھکانہ، اُن لوگوں کا جو اِس دُنیا میں برائی کے پیچھے رہتے تھے، یقیناً ہوگا دوزخ، روز قیامت شیطان کے حامی ایک دوسرے کو ملامت کریں گے اللہ کے حضور میں۔

"یہاں تک جب آئے ہمارے پاس، کہے کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں فرق ہوتا مشرق مغرب کا سا کہ کیا بُرا ساتھی ہے شیطان۔"

(سورہ الزخرف،38)

اُس دن پر، آدمی حقیقت میں سمجھ لیتا ہے کہ شیطان اُس کا کُھلا دشمن تھا۔ لیکن جیسا کہ اوپر ذکر آیا ہے، یہ کافی تاخیر کی بات ہوگی اور آسکا انجام کا سمجھنا حقیقت کو بچا نہیں سکتا اُس کو دوزخ کی دائمی سزا سے۔ شیطان اور اُس کے حامی یقیناً طلب کیئے جائیں گے حساب کے لئے واسطے جو کچھ کے وے کیئے تھے دُنیا میں۔

"سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بُلائیں گے اُن کو اور شیطانوں کو پھر سامنے لائیں گے گرد دوزخ کے اُن کے گُھٹنوں پر۔" (سورہ مریم،68)

"دتحقیق شیطان تمہارا کُھلا دشمن ہے سو تم بھی سمجھ رکھو اس کو دشمن، وہ تو بُلاتا ہے اپنے گروہ کو اِس واسطے کہ وے ہوں دوزخ والوں میں۔"

(سورہ فاطر،6)

نتیجہ میں، کبھی نہ بُھولو کہ تم رکھتے ہو ایک دشمن جو چاہتا ہے کہ تم مُبتلا ہو تکلیف اور تباہی میں اور اِس کے علاوہ چکھیں ذائقہ دوزخ کی سزا کا جو تمام دوزخیوں کے لئے دائمی ہے۔ اللہ دیکھ رہا ہے تم کو حتّٰی کہ اِس لمحہ پر بھی، تم پڑھ رہے ہوتے ہو یہ کتاب۔ یہ بات یاد رکھو کہ اگر تم صحیح معنوں میں اللہ میں یقین رکھتے ہو، تم اللہ کی پناہ میں لگے رہو تا کہ رد کر سکیں برائی کی دلنشینی کو......

☆کبھی نہ بھولو کہ دُنیا ہے ایک عارضی جگہ آزمائش کی۔

"دُنیا کی زندگی سوائے ایک کھیل کے اور ایک تنوع کے کچھ بھی نہیں ہے۔ بعد کی زندگی کا ٹھکانہ—جو ہوتا ہے سچی زندگی کا اگر وے جان لیں"

(سورہ عنکبوت،64)

کبھی نہ بُھولو کہ ہر چیز جو زمین پر ہے ایک مقصد کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ یہ ایک

بہت زیادہ قطعی حقیقت ہے کہ ہر چیز جو تم دیکھتے ہو اپنے اطراف ایک خاص مقصد کو پورا کرتی ہے۔ وہاں پر بھی ہوتا ہے ایک مقصد جس کے لئے تم اور باقی انسانیت وجود رکھتی ہے۔

"جس نے بنایا ہے مرنا اور جینا تا کہ تم کو جانچے کون تم میں اچھا کام کرتا ہے اور وہ زبردست ہے بخشنے والا۔" (سورۃ الملک،2)

جیسا کہ بالا آیت واضح کرتی ہے، اللہ نے رکھا ہے انسان کو عارضی طور پر اِس دُنیا میں اُس کی آزمائش کے لئے۔ وہ ہماری آزمائش کرتی ہے جو کچھ کہ ہم کرتے ہیں اپنی زندگی میں وہ پیدا کرتا ہے یہ زندگی تا کہ ایمان والوں کی پہچان ہو سکے، منکروں سے۔ اِس طرح وے برائیوں سے پاک ہو سکیں اور مستحق ہو سکیں جنت کے انعام کے لئے۔ دوسرے الفاظ میں، دُنیا ہے صرف ایک آزمائش کا مقام جہاں پر ہم اللہ کی خوشنودی کما سکیں صحیح معنوں میں۔

اللہ نے اِس بات کو واضح کیا ہے کہ چند ایک حدود پر عمل کرنا ساری اِنسانیت کے لئے ضروری ہوتا ہے، علاوہ ازیں اُن اُصولوں کو اپنانا جن سے اللہ خوش ہوتا ہے اور جن سے ناخوش ہوتا ہے اُن سے دور رہنا ہوتا ہے۔

اِس لحاظ سے ایک شخص کا مزاج اِس دنیا میں طے کرتا ہے اُس کے انعامات کو یا سزا کو بعد کی زندگی میں۔

اس لئے ہر واحد گزرنے والا لمحہ لاتا ہے ہم کو قریب تر، آیا جنت کے یا دوزخ کے۔ ایسا ہو تو، کبھی نہ بُھولو کہ تم آزمائش سے گزر رہے ہو، حتّٰی کہ اِس لمحہ پر بھی، اور نتیجہ اِس آزمائش کا فیصلہ کرے گا تمہاری بعد کی زندگی کا۔ اور کبھی نہ بُھولو کہ یہ نتیجہ ہے بہت قریب۔

اللہ ہمیں یاد دلاتا ہے اِس حقیقت کو کئی ایک آیات میں اور آگاہ کرتا ہے اپنے بندوں کو آنے والے انصاف کے دن سے۔

"اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیئے کہ دیکھ لے ہر ایک شخص کہ کیا بھیجتا ہے کل کے واسطے اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔"

(سورہ حشر،18)

اللہ آگاہ کرتا ہے لوگوں کو نہ ہونے حریصانہ طور پر لگے رہنے عارضی، ترغیبی اور تحریصی خوشیوں میں اِس دنیا کی۔ کیونکہ نہ تو دولت، خوبصورتی اور نہ سماجی رتبہ، کوئی بھی چیز جو ایک شخص رکھتا ہے اِس دنیا میں، مددگار ثابت نہیں ہوتے بعد کی زندگی میں۔

ایک شخص چھوڑ دیتا ہے اپنے پیچھے ہر وہ چیز جو وہ رکھتا تھا، بشمول اپنے جسم کے۔ اُس کا جسم سڑ جاتا ہے زمین میں، مقبوضات جن پر اُسے غرور رہا کرتا تھا قابل نہیں ہوتے ہیں مزاحمت کرنے، نہ رُکنے والے وقت کے نقصان سے۔

وہ بالکل اکیلا لایا جاتا ہے حضور میں اپنے آقا کے دینے ایک حساب اپنے اعمال کا۔ بہر حال، باوجود اِس واضح حقیقت کے، وے مشغول رہتے ہیں روز مرہ کے معمولات میں، لوگوں کی اکثریت بالکلیہ بُھلائے ہوتی ہیں موت کی سچائی کو اور بعد کی زندگی کو، وے خیال کرتے ہیں اُن کی زندگی محدود ہوتی ہے صرف اِس دنیا تک۔

اس طرزِ عمل کو سمجھایا گیا ہے قرآن میں جیسا کہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے:

وے کہتے ہیں اور کچھ نہیں بس یہی سب کچھ ہے ہمارا جینا اِس دنیا کا، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم جو مرتے ہیں سو زمانے سے اور اِن کو کچھ خبر نہیں اِس کی محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔'' (سورۃ الجاثیہ،24)

بہر حال، یہ لوگ ایک اہم حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اِس دُنیا کی زندگی واقعتاً بالکلیہ مختصر ہوتی ہے۔ خیال کرو کہ ایک شخص اپنی عمر کے تیسرے دہے میں ہے۔ اگر وہ سونچا ہوتا اپنی زندگی کے بارے میں، وہ یقیناً دِکھائی دیتی، ایک تیز رفتار بحری بیڑے کی طرح۔ اگر اُس سے پوچھا جاتا کہ وہ کیا خیال کرتا ہے بارے میں اِن 30 سالوں کے، وہ سادگی سے کہا ہوتا کہ ہر چیز اِس قدر تیزی سے گزر گئی کہ کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ اگر اُس سے پوچھا جاتا کہنے اُس کی زندگی کی کہانی، اُس کے بیتے دنوں کی یادیں صرف جمع کرتی ہوتی چند ہی گھنٹوں کی گفتگو۔ یہ شخص شائد رکھے گا اور 30 سالہ تجربہ اور وہ بھی گزر جائے گا ایسے ہی جلدی سے جیسا کہ اُس کے گزرے ہوئے دن تھے۔ کئی آیات میں، اللہ ہماری توجہ کو مبذول کراتا ہے اِس زندگی کے اختصار کی طرف اور ہمیں بتلاتا ہے کہ لوگ مانیں گے اس

حقیقت کو بعد کی زندگی میں۔

''اور جس دن کو جمع کرے گا گویا وہ نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی دن، ایک دوسرے کو پہچانیں گے، بے شک خسارے میں پڑے ہوں گے جنھوں نے جُھٹلایا اللہ سے ملنے کو اور نہ آئے تھے وہ راہ پر۔'' (سورہ یونس،45)

''اور جس دن قائم ہوگی قیامت قسم کھائیں گے گناہگار کہ ہم نہیں رہے تھے ایک گھڑی زیادہ، اِسی طرح سے وے ہوتے ہیں دھوکے میں۔'' (سورہ روم،55)

روکے رکھنے انسان کو اِس دُنیا کے ساتھ غیر ضروری لگاؤ سے، اللہ نے قائم کیا ہے گونا گوں عیب دار اور ناخوشگوار عناصر اِس دُنیا کی زندگی میں، اور اِس طرح اِس دُنیا کی عارضی فطرت پر زور دیتا ہے۔ یہ یقیناً کئی ایک موضوعات میں سے ایک ہے جس پر ایک شخص کو اپنے تاثرات کو ظاہر کرنا ہوتا ہے، کوئی بھی چیز جس کو تم چاہتے ہو یا قیمتی سمجھتے ہو اِس زندگی کے عمر کے مختلف ادوار میں، تمہارے چہیتے یکے بعد دیگرے گزر جاتے ہیں، حتّٰی کہ خوبصورت ترین لوگ تمہارے اطراف میں ہوجاتے ہیں بوڑھے، پڑ جاتے ہیں بیمار یا کمزور..... لمحات جن میں تم بہت کچھ خوش رہے ہو یا جن کو تم کبھی رکھتے تھے پاس اُن کو دیکھنے کی اُمید کے ساتھ انتظار میں، یہ سب تمام اب ہوگئے ہیں ماضی کے حصّے۔ اِن لمحات میں بہت ہی مشکل کی گھڑیاں بھی ہوں گی جن سے تم گزرے ہوں گے۔ یہ بھی شائد سچ رہے تمہارے مستقبل کے تجربات کے لحاظ سے بھی، یہی سلسلہ تمہاری ما باقی زندگی کے ساتھ بھی رہے۔ جو دکھائی دیتا ہے ایسا ہی مختصر جیسا کہ آنکھ کی ایک جھپک۔

تم مسلسل آزمائش سے گزرتے ہو۔ یہ آمائش ہوتی ہے تمہارے ساتھ زندگی کی آخری سانس تک...... تب جیسا کہ ہر شخص جو کبھی داخل ہوتا ہے اِس دنیا میں آزمائش سے گزرتا ہے زندگی بھر، جو کچھ کہ تم اِس زندگی تمام کرتے ہو اُس کا پورا پورا معاوضہ پاتے ہو آخر میں، اور اِس طرح تمہاری دائمی زندگی بعد از مرگ شروع ہوتی ہے۔ بہر حال، ایک شخص کبھی خواہش نہیں کرتا ہے کہ کوئی خوبصورت یا خوشیوں سے بھری کوئی چیز مرجھا جائے۔ تاہم اِس تیز رفتار زندگی میں اِنسان کی اِس قسم کی خواہش پوری نہیں ہوسکتی ہے اِس دُنیا میں۔

تو پھر کیسے ایک شخص اپنی خواہشات کو پورا کر سکتا ہے۔ جنت ہی صرف ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر وہ اپنی ان خواہشات کو پورا کر سکتا ہے۔

کبھی نہ بُھولو کہ یہ دُنیا نہیں ہے ایک موزوں جگہ کرنے اِن خواہشات کو پورا۔ اگر تم سچ میں حاصل کرنا چاہتے ہو ہمیشہ رہنے والی نعمتیں، تو پھر بعد کی زندگی کا سامان کرو، تیار کرو اپنے آپ کو اُس کے لئے۔

محدود ہر چیز کو جو وے چاہتے ہیں اس عارضی دُنیا میں۔

ایسے مقاصد کو حصول کی کوشش کرتے ہیں اِس بگڑے ہوئے عقیدہ کے ساتھ کہ موت کے ساتھ ہی سب کا اس دنیا کا خاتمہ ہو جاتا ہے آگے کچھ نہیں رہتا۔ اِس لئے وے اِس دُنیا میں حاصل کر لینا چاہتے ہیں ساری نعمتیں اور خوشیاں، موت سے ڈرتے ہوئے کہ موت محروم کر دے گی اُنھیں اُن کی خواہشات سے، وے کوشش کرتے ہیں اِس زندگی سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں اور اپنی تسکین کا سامان کریں۔ بہرحال، ان کی کوششیں بے کار ہو جاتی ہیں، کیونکہ یہ دنیا بالکلیہ طور پر ادھوری ہے۔ انسان کا صحیح خوشیوں کا ٹھکانہ، بعد کی زندگی میں ایسی جگہ ہے جو پیش کرتی ہے بہترین اور جائز انعامات جن کا ایک شخص ممکنہ حد تک لُطف اٹھا سکتا ہے۔ بہرکیف، یہ تمام انعامات (خوشیوں بھری چیزیں) ہوتے ہیں سچّے ایمان والوں کے لئے جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں دُنیاوی زندگی میں۔ اور نعمتیں جو منکرین حاصل کرتے ہیں اِس دنیا میں وہ صرف محدود ہوتی ہیں۔ منکرین اپنے بداعمال کی بدولت دوزخ کی آگ کا سامنا کرتے ہیں۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے قرآن میں:

''اور جس دن لائے جائیں گے منکر لوگ، آگ کے کنارے پر، ضائع کئے ہو تم نے اپنے مزے دُنیا کی زندگانی میں اور اِن سے لُطف اُٹھا چکے ہو، اب آج سزا پاؤ گے ذلت کے عذاب سے، یہ بدلہ ہے اُس کا جو تم غرور کیا کرتے تھے ملک میں ناحق اور اُس کا جو تم نافرمانی کرتے تھے اللہ کی۔'' (سورہ احقاف، 20)

اس لئے بھی، کیوں پیغمبر (Saas) نے مبذول کیا ہے ہماری توجہ کو حساب کی

اہمیت کی طرف جو ہم کو دیتا ہے ہمارے اعمال کے لحاظ سے۔

''ایک عقلمند شخص وہی ہوتا ہے جو اپنے حساب کے لئے تیاری کرتا ہے (اور اپنے آپ کو رُوکے رکھتا ہے بُرے کاموں سے) اور شریفانہ کام کرتا ہے جو اُس کے لئے فائدہ مند ہوتے ہیں، موت کے بعد اور بے وقوف شخص وہ ہوتا ہے جو اُس کے گمراہ کُن ترغیبات کے آگے گھٹنے ٹیک دیتا ہے اور اللہ سے دعا مانگتا ہے کہ اُس کے بُرے خواہشات کو پورا کرے۔'' (ترمدی)

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہاں پر، کوئی بھی چیز اتنی اہمیت کی حامل نہیں ہو سکتی جتنی کہ اُس کے اچھے کام ہوتے ہیں جو کئے جاتے ہیں اِس کوشش کے ساتھ کہ محفوظ رہیں دوزخ کی آگ سے۔ بعض صورتوں میں، ایک طالب علم سخت محنت کرتا ہے ہونے گریجویٹ، ایک کاروباری آدمی کوشش کرتا ہے حاصل کرنے کافی دولت اور بھی دوسرا دیتا ہے کسی چیز کی قربانی حاصل کرنے عزت۔ بہرحال، وہاں پر حاصل کرنے اُن کے مقاصد کو، مثلاً ہو سکتا ہے کہ طالب علم زندہ نہ رہے گریجویشن ڈے تک۔ لیکن ایک بات یقینی ہے، وہ لوٹے گا ضرور اُس کے رب کے پاس اور دے گا اپنا حساب اپنے کاموں کا حساب کے دن پر آیت پیش ہے:

''البتہ جو لوگ اُمید نہیں رکھتے ہمارے سے ملنے کی اور خوش ہوتے ہیں دنیا کی زندگی پر اور مطمئن ہوتے ہیں اُسی پر اور یہ لوگ ہیں ہماری نشانیوں سے بے خبر ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ہے آگ جو بدلہ ہے اُس کا جو وہ کماتے تھے دُنیا میں یعنی جو وہ کرتے تھے بُرے کام دُنیا میں۔'' (سورہ یونس، 7,8)

بیماریاں، حادثات یا بڑھاپا جن کا ہم کو خیال کرنا چاہیے، ہوتے ہیں شہادتیں محض اِس بات کے لئے کہ یہ دُنیا ایسی جگہ نہیں ہے جس کے لئے ہم لگاؤ کا احساس محسوس کرتے ہیں۔ آیت پیش ہے:

''کیا نہیں دیکھتے ہیں کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر برس میں ایک یا دو بار پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں''۔ (سورہ توبہ، 126)

"تم چاہتے ہو اسباب دنیا کا اور اللہ کے ہاں چاہیے آخرت....."

(سورہ انفال،67)

اللہ بار بار یاد دلاتا ہے ہمیں کہ یہ دنیا ہے دھوکہ تاکہ اللہ کے بندے حاصل کریں بہتر جگہ بعد کی زندگی میں۔

کبھی نظر انداز نہ کرو اِن یاددہانیوں کو اور یہ بات ذہن میں رکھو ہمیشہ کہ تم کو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہیے یہاں پر تاکہ لائق ہو سکیں حاصل کرنے بے پایاں خوشیاں تمام دوام کے لئے۔ اللہ نے اِس بات کو واضح کیا ہے قرآن میں کہ جو لگاؤ رکھتے ہیں اِس دُنیا کی مختصر زندگی سے، کھودےں گے خوبصورت دائمی زندگی بعد کی زندگی میں۔"

"جو کوئی چاہتا ہے آخرت کی کھیتی، ہم زیادہ کریں اُس کے واسطے اُس کی کھیتی اور جو کوئی چاہتا ہے دنیا کی کھیتی اس کو دیویں ہم کچھ اس میں سے اور اِس کے لئے نہیں ہے آخرت میں کچھ حصّہ"۔ (سورہ شوریٰ،20)

"اور مت پسار اپنی آنکھیں اُس چیز پر جو فائدہ اُٹھانے کو دی ہے ہم نے اُن طرح طرح کے لوگوں کو، رونق دُنیا کی زندگی کی، اُن کو جانچنے کو اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی۔" (سورہ طٰہٰ،131)

ہر وقت، کبھی نہ بھولو کہ اللہ عطا کرتا ہے سچے ایمان والوں کو جو تمنا کرتے ہیں بعد کی زندگی کی اور ایک اچھی زندگی اِس دنیا میں۔ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو حاصل کرتے ہیں اللہ کے بہترین انعامات اِس دُنیا میں اور بعد کی زندگی میں بھی دونوں میں بھی۔ "اِن کے لئے خوشخبری ہے دُنیا کی زندگانی میں اور آخرت میں......." (سورہ یونس،64)

اِس بات کو کبھی نہ بھولو کہ موت تم کو کسی لمحہ پر بھی آسکتی ہے۔

"تو کہہ موت وہ جس سے تم بھاگتے ہو، سو وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے پھر تم پھیرے جاؤ گے اُس چھپے اور کھلے جاننے والے کے پاس پھر جتلا دے گا تم کو جو تم کرتے تھے"۔

(سورہ جمعہ،8)

وہ تمام جن کو تم دیکھتے ہو اطراف میں تمہارے، تمہارے دوست، رشتہ دار،

بنیادی طور پر ہر کوئی جو زندہ ہے اِس سیارہ پر، یقیناً ایک دن انتقال کر جائے گا، جیسا کہ اربوں دوسرے جو اِن سے پہلے زندہ تھے، مر گئے تھے۔ اِس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے ایک آیت میں:

"ہر شخص چکھے گا ذائقہ موت......." (سورۃ الانبیاء،35)

اِس حقیقت کو بھول جانا ظاہر کرتا ہے ایک بڑے فقدان کو شعور کے۔ ایک شخص جو اِس قابل نہیں ہوتا ہے رُوکنے موت کو، بہت ہی یقین کے ساتھ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ مر جائے گا ایک نہ ایک دن، کسی نہ کسی وجہ سے، ایک خاص وقت پر اور جگہ پر جس سے وہ ناواقف ہوگا۔

یہ بات ذہن میں رکھو کہ، نہ تو خوبصورتی، نہ شہرت، رتبہ، دولت اور نہ جوانی کبھی نہیں رُوک سکتی اُس کی موت کو۔ اگرچہ اکثر لوگ اِن حقائق سے اچھی طرح واقف ہونے کے باوجود، وے نظر انداز کرتے ہیں سوچنا موت کے بارے میں اور تا آنکہ بھول جاتے ہیں اِس کو۔ بہر نوع، یہ طریقہ عمل سوائے خود فریبی کے کچھ اور نہیں ہوتا ہے، اِس لئے پیغمبر ﷺ نے بھی یاد دلایا ہے ایمان والوں کو، "بکثرت یاد کریں موت کو" (ترمذی)

آیا ایک شخص اِس ناگزیر واقعہ کے بارے میں سوچتا ہے یا نہیں، موت یقیناً اُس سے ضرور ملے گی ایک دن۔

"اور وہ آئی، بے ہوشی موت کی تحقیق، یہ وہ ہے جس سے تو ٹلتا رہتا تھا"

(سورہ ق،19)

یہ سطور تم کو یاد دلاتی ہوں گی موت کے قربت کی۔ پھر بھی کوشش کرو غور کرنے کی اِس مسئلہ پر زیادہ گہرائی کے ساتھ۔ کون جانتا ہے، موت آسکتی ہے تم پر قبل اِس کے تم رکھتے ہو ایک موقعہ ختم کرنے اِس کتاب کو۔ اِس لئے کبھی نہ بھولو کہ موت تمہارے بہت ہی قریب ہے، جیسا کہ وہ رہی ہے قریب تمام کے۔ اِس عام تصّور کے برخلاف کہ موت آخری مرحلہ نہیں ہے واقعات کے ایک منطقی سلسلہ کا۔ ایک دفعہ جب کہ ایک وقت ہوتا ہے، اللہ بھیجتا ہے اُس کے فرشتہ کو اُس کے پاس جس کی موت طے کردہ ہوتی ہے اور قبض کرنا ہوتا ہے اُس کی رُوح کو فوری ایک خاص غیر متوقع لمحہ پر۔

وہ واقع ہوسکتی ہے اُس لمحہ مقررہ وقت پر، قبل اِسکے تم رکھتے ہوایک موقع تمہاری کرسی سے اُٹھنے کا۔ موت کا فرشتہ تمہارے سامنے ظاہر ہوسکتا ہے، یکا یک۔ جبکہ تم تمہارے دوستوں سے گھِرے ہوئے ہوسکتے ہوں گے یا تمہارے خاندان کے افراد سے---- یہ صُورت حال بدل نہیں سکتی اِس اِمکان کو کہ وے کسی طرح سے تم کو موت سے بچا نہیں سکتی اِس لئے، کبھی نہ بُھولو کہ ہر روح کو قبض کیا جائے گا موت کے فرشتہ سے جو مقرر کیا گیا ہوتا ہے اِس کام کو انجام دینے کے لئے اور اِس طرح روح واپس ہوتی ہے اپنے پروردگار کے پاس۔

پھر بھی، خیال کہ تم مر سکتے ہو کسی لمحہ دکھائی دے سکتا ہے مشکل۔ ضرورت پورا کرنے دیتی ہے تم کو ایک احساس کہ یہ بہت ہی جلد ہوگا مرنا تمہارے لئے۔ حقیقت، بہر حال، یہ ہے کہ صرف اللہ ہی ہے جو موت کے وقت کا تعین کرتا ہے۔ نہ تو ایک منٹ آگے یا کم ایک شخص جی سکتا ہے، مر سکتا ہے کوئی اور وقت بجائے اُسکے لئے تعین کردہ وقت کے، ہوتا ہے ناممکن۔ موت روح سے ملتی ہے ایک شخص سے ٹھیک طے شدہ وقت پر جو اُس کی تقدیر میں ہوتا ہے۔

آیت پیش ہے:

''اور ہرگز نہ ڈھیل دیگا اللہ کسی شخص کو جب آ پہنچے گا اُس کا وعدہ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔'' (سورۃ منافقون، 11)

کیا تم نے کبھی خیال کیا ہے، کیا تمہارے جسم پر کیا گذرتی ہے موت پر؟

اِس کی کوئی اہمیت نہیں کہ تم خوبصورت ہو یا دولت مند، تمہارا اکڑا ہوا جسم رکھا جاتا ہے ایک کمرہ میں یا مردہ خانہ برائے شناخت میں۔ لپٹا ہوتا ہے کفن میں، تمہارا مردہ جسم رکھا جاتا ہے ایک تنگ تابوت میں۔ جنازہ گاڑی لے جاتی ہے تمہارے جسم کو بعد نماز جنازہ قبرستان کو۔ جہاں پر تمہاری میت کو رکھا جاتا ہے ایک گڈھے میں۔ مٹی سے تمہارے جسم کو ڈھانک دیا جاتا ہے۔ تمہارا جسم جو ہوتا ہے ایک ڈھیر ہڈیوں اور گوشت کا جلدی گڈھے میں سڑنے اور گلنے لگتا ہے۔ آخرش، سوائے ہڈیوں کے ایک ڈھیر کے وہاں کچھ بھی نہیں ہوتا۔

کبھی نہ بُھولنا کہ تم یقیناً ایک ایسے دن سے گذروگے، حقیقت میں تمہارا جسم ہوگا بالکل اکیلا، زمین کے اندر۔

ایک مُردہ ہی انسانی جسم ہوتا ہے ایک object جس سے ہمیں سبق سیکھنا ہے۔ اقربا کے لئے ایک میت کا برداشت کرنا حتیٰ کہ چند منٹوں کے لئے بھی مشکل ہوتا ہے۔

کیا تم نے کبھی حیرت کا اظہار کیا ہے کہ کیوں ایک انسانی جسم جو قابل ہوتا ہے قائم رکھنے اپنے ہوشمندی کو ساری زندگی کے دوران ہو جاتا ہے نا قابل برداشت موت کے بعد؟ یہ واقعتاً غور طلب ہوتا ہے، چونکہ خیال تمہارے سڑے جسم کا بحیثیت اجسام کے تمہارے چہیتے لوگوں کے، مدد کرتے ہیں نہ بُھولنے دینے بعد کی زندگی کو اور اس دُنیا سے لگاؤ کو بُھلا دینے کے لئے۔

باوجود ان حقائق کے، بہر حال، لوگوں کی اکثیریت خود کو منہمک کر لیتے ہیں اپنی روزمرہ کی زندگی کے معمولات میں اور پیٹھ پلٹائے رہتے ہیں اِس ناگزیر واقعہ موت کی طرف سے۔ اور یہ بھی ہوتی ہے یقینی غلطی، اُن کی ناکامی، اپنے آپ کو تیار کرنے میں بعد کی زندگی کے لئے، آخرش لے جاتی ہے ایک کو دائمی اَذیت میں۔ اِس لئے، رہتے ہوئے واقف کہ موت یقیناً ملے گی ایک دن اُس سے، ایک شخص کو کوشش کرنا چاہیے، کرنے اچھے کام تا کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کر سکے۔ ہمارا پروردگار، قادر متعلق اور منصف عطا کرتا ہے مناسب وقت ہر ایک کو، جس میں اللہ کی ہدایت پر عمل کرے۔ یہ مہلت ویسے محدود ہے اِس دُنیا کی زندگانی تک۔ یعنی ایک شخص صرف خلوص دِل سے پشیمان ہوتا ہے اپنی غلطیوں پر اِس دُنیا میں ساتھ نہ کرنے ایسی غلطی پھر دوبارہ بعد عہد کے۔ ایک بار جب موت آ جاتی ہے اُس کے لئے وہاں پر کوئی موقع بچا نہیں رہتا ہے اپنی غلطیوں کو سدھارنے کا— بجائے اِس کے وہ محسوس کرتا ہے تاسف سارے دوام کے لئے۔ ''وہ چلاّئیں اِس میں، اے رب ہم کو نکال کہ ہم کچھ بھلا کام کر لیں، وہ نہیں جو ہم کرتے رہے تھے پہلے، کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو اتنی کہ جس میں سوچ لیں جس کسی کو سوچنا ہو اور اب پہنچا ہے تمہارے پاس ڈرانے والا، اب چکھو مزہ اپنے کیئے کا، کوئی نہیں ہے گنہگاروں کا مددگار۔'' (سورۃ فاطر، 37)

کبھی نہ بُھولو کہ موت سے خاتمہ نہیں ہوتا۔ برخلاف عام طرز فکر کے، موت ہر چیز کو نہیں ختم کرتی ہے اور نہ یہ ایک نہ ختم ہونے والی پُرسکون نیند ہے، جیسا کہ کئی جُھلا ایسا خیال

کرتے ہیں۔ موت ایک حقیقی اور دائمی زندگی کی ابتداء ہے۔ یہ ایک زندگی ہے جو طے کی جاتی ہے اِس بات کے مطابق کہ کس طرح ایک شخص پیش کرتا ہے اپنے آپ کو اِس دُنیا میں، اور یہ بعید از قیاس ہے کہ تبدیل ہونا جب ایک بار موت آ جاتی ہے ایک شخص پر۔ موت ایک دروازہ ہے خوشیوں بھری زندگی کا اور نجات کا، اگر وہ شخص گزارتا ہے اپنی زندگی اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں۔ وہ لوگ جو اللہ سے منہ موڑ لیتے ہیں اُنکے لئے، بہر حال، موت ہوتی ہے اِس دُنیا میں، اللہ پیدا کرتا ہے اسباب اِنسان کے لئے گذرتے واقعات سے جو ذریعہ بنتے ہیں موت کے اور بعد کے زندگی کے بارے میں یاد دہانیوں کا، اُن کے لئے جو اللہ کی وارننگس کو اپنانے میں دلچسپی رکھتے ہیں ۔ یہ یاد دہانیاں اُنھیں تیار کرتی ہیں سنجیدگی سے اُنکی زندگیوں میں تبدیلی لانے اور دوبارہ غور کرنے اُنکے نقطہ نظر کو اللہ کے وارننگس کے لحاظ سے ۔ وہ جو پرواہ نہیں کرتے ان وارننگس کو بہر حال، ہوتے ہیں بڑے خسارے میں۔

کبھی نہ بھولو کہ جو لوگ پہلے ہی سے مر گئے ہیں، توقع نہیں رکھتے تھے موت کی، ٹھیک مانند اُن لوگوں کے جو ابھی زندہ ہیں، اور شائد موت اُنھیں آئیگی ایک بہت ہی غیر متوقع لمحہ پر، جیسے کھانے کے میز پر یا جبکہ وے بنا رہے ہوتے ہیں منصوبے، چھٹیاں منانے کسی تفریحی مقام پر۔

اِس لئے کبھی نہ بھولو کام کرنا ہے تمہاری آنے والی زندگی کے واسطے قبل اِس کے کہ موت تمہیں آ جائے، جس کے بعد تم کو کوئی موقع نہیں رہے گا، قبل اِس کے کہ موت تمہیں آ جائے، جس کے بعد تم کوئی موقع نہیں رکھیں گے انجام دینے آگے اچھے کام اللہ کی خوشنودی کے خاطر۔

قرآن میں اللہ بیان کرتا ہے اِس حقیقت کو کہ موت ایسا واقعہ ہے کہ وہ کسی حال ملتوی نہیں ہو سکتا اور بیان کرتا ہے اُن لوگوں کے بارے میں جو گہرے تاسف کے ساتھ گزرے تھے اِس دُنیا سے طے شدہ وقت پر۔

''اور خرچ کرو ہمارا دیا ہوا اِس سے پہلے کے آ پہنچے تم میں سے کسی کو موت، تب کہے کہ اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے ہمیں تھوڑی سی مدت کہ میں کرتا نیکی کے کام اور

ہوجاتا شمار نیک لوگوں میں، اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ کسی شخص کو جب آ پہنچا ہوگا اِس کا وعدہ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔'' (سورہ منافقون،10،11)

☆کبھی نہ بُھولو کہ قیامت کا دن اور یوم حساب یقیناً آئے گے۔

''اور یہ کہ قیامت آنی ہے اِس میں کچھ دھوکہ نہیں ہے اور یہ کہ اللہ اُٹھائے گا قبروں میں پڑے لوگوں کو۔'' (سورۃ الحج،7)

اب ٹھیرو اور دیکھو اپنی گھڑی، ہر سکنڈ کے ساتھ جو گذرتا ہے، تم دوڑ رہے ہوتے ہو اُس آخری لمحہ کی طرف—وہ لمحہ، تم پلٹو گے تمہارے پروردگار کی طرف دینے حساب تمہارے کاموں کے لئے جو تم کرتے تھے اِس دُنیا میں۔ وہ یومِ حساب کا پہلے سے تعین کردہ وقت کسی حال ضرور آئے گا۔ یہ بہت زیادہ اغلب ہے کہ وہ آئے گا بالکلیہ غیر متوقع لمحہ پر، ایک لمحہ جس پر موت کا فرشتہ تمہاری رُوح قبض کرے گا۔ اُس کے بعد تم اپنے آپ کو پالیتے ہو روزِ محشر میں۔ دفعتاً، کوئی بات جو اِس دُنیا سے متعلق ہونی ہے اُسکی اہمیت تمہارے لئے باقی نہیں رہتی ہے اور تم صاف طور سے دیکھتے ہو کہ جو حقیقت میں اہمیت رکھتی ہے وہ کسی کا عقیدہ اور اللہ کی خوشنودی ہوتا ہے۔

اِس لئے جبکہ تم ابھی رکھتے ہو موقع، نہ بُھولو کرنی تیاریاں قیامت کے دن کی، جب کہ اِس دُنیا کی ہر چیز ختم ہو جائے گی اور ساری اِنسانیت اپنے اپنے قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوگی دینے حساب اپنے اپنے اعمال کا اپنے پروردگار کے حضور میں اُس دن پر جبکہ ہر واحد کام جو کیا جاتا ہے دُنیا میں سامنے لایا جاتا ہے، وے جو اچھے کام کرتے ہیں اِس دُنیا میں پاتے ہیں پورا پورا معاوضہ، جبکہ گناہگار چاہیں گے رہنے دور اپنے گناہوں سے، اکیلا اللہ کے حضور بندہ جانچا جائیگا اِنصاف کے ساتھ اور کسی حال اُسکے ساتھ غیر منصفانہ سلوک نہیں کیا جائے گا۔

جیسا کہ وقت تیز رفتار ہوتا ہے، گذرنے گنتی کرنے کے انصاف کے دن کی جیسا کہ وے جو اللہ کی وارننگس کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اپنے ترنگ اور خواہشات کے لحاظ سے

چلتے ہیں، ہوتے ہیں ایک بڑے خسارے میں۔ اِس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے قرآن میں جیسا کہ قرآن کے لحاظ سے ذیل میں درج کیا گیا ہے:

''نزدیک آ گیا ہے لوگوں کے، اُن کا حساب کا وقت اور بے خبر ہو کے ٹل رہے ہیں، کوئی نصیحت نہیں پہنچتی اُن کو اُن کے رب سے نئی، مگر اِس کو سُنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے۔''

(سورۃ الانبیاء، 1،2)

کبھی نہ بُھولو یہ بڑا دن حساب کا دوڑ رہا ہے تمہاری طرف، اور اس دن اللہ بتائے گا تمہیں تمہارے سارے کاموں کے بارے میں، بشمول اُنکے جو تمہیں یاد ہو اور اُن کے جو تمہیں یاد نہ ہو۔

اُس دن پر، ایک شخص کے تمام اعمال رکھے ہوتے ہیں اللہ کے لامحدود حافظہ میں، پیش کئے جاتے ہیں ہر شخص کو ہر خیال، ہر عمل حتیٰ کہ وہ سب جن کو وہ یاد نہیں رکھ سکتا تھا، ظاہر کیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں قرآن ہمیں مطلع کرتا ہے کہ ہر چیز سے جو ہر کوئی رکھتا ہے ریکارڈ کی جاتی ہے اُسکے ایک ایک منٹ کی تفصیل کے ساتھ:

''ہر چیز جو اُنھوں نے کی ہے لکھی گئی ہے اوراق میں کتاب کے اوپر ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھا جا چکا ہے۔'' (سورۃ قمر، 52،53)

انسان غافل ہے، لیکن اللہ کبھی نہیں بُھولتا ہے اور نہ کبھی غلطی کرتا ہے۔ اِس لئے گناہگار لوگ کبھی قابل نہیں ہوتے رکھنے اپنے آپ کو دور اُن کے گناہوں سے۔ ایک شخص بُھول سکتا ہے ایک لفظ جو اللہ کے لئے ناخوشگواری میں وہ بولا تھا، ۱۰ سال پہلے ایک بدبختانہ خیال جو اُسکے دماغ میں پیدا ہوا تھا عرصہ پہلے۔ لیکن اللہ، قادرِ مطلق واقف کرائے گا اُسکو اُسکے الفاظ سے اور خیالات سے اور اعمال سے حساب کے دن آیات پیش کرتے ہیں:

''تو کہہ اگر تم چُھپاؤ گے اپنے دِل کی بات یا اِسے ظاہر کرو گے، اِس کو اللہ جانتا ہے اور اِس کو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے، جس دن موجود پاوے گا ہر شخص جو کچھ کہ کی ہے کہ مُجھ میں اور اُس میں پڑ جائے فرق دور کا، اور اللہ ڈراتا ہے تم کو اپنے سے، اور اللہ بہت ہی مہربان ہے بندوں پر۔''

(سورۃ آل عمران، 29،30)

اُس دن پر اللہ اُٹھائے گا اُنھیں ایک ساتھ، وہ بتلائے گا اُنھیں اُن کے اعمال:

جس دن کہ اُٹھائے گا اللہ اِن سب کو پھر بتلائے گا اُنکو اُنکے کیئے گئے کام کو، اللہ نے وہ سب گِن رکھے ہیں اور وہ بُھول گئے ہیں، اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز۔''

(سورہ مجادلہ، 6)

کبھی نہ بُھولو کہ اللہ، جو دیکھتا ہے ہر چیز کو، جو کبھی نہیں بُھولتا اور کبھی غلطی نہیں کرتا ہے، پیش کرتا ہے تمہارے سامنے تمہارے سارے اعمال اور خیالات حساب کے دن پر۔

اِس حقیقت سے ناواقف ہوئے کہ ہر شخص کو ضرورت ہو گی دینے ایک حساب اپنے اعمال کا، ہر عمل ایک شخص کرتا ہے لاعلمی میں یقیناً لاتا ہے مایوسی اور ناقابلِ تلافی تاسف۔ کسی اور چیز کو کیا ایک بندہ نہیں بھولتا ہے اِس زندگی میں جو لا سکتی ہے اُس کے لئے ایک خطرناک سزا۔

یہ صورت حال رہی ہو، کبھی نہ بُھولو اس حقیقت کو، جو تباہ کر سکتی ہے تمہاری دائمی زندگی کو، کیونکہ یہ ایک بڑا گناہ ہوتا ہے کرنا کوئی کام اللہ کی مرضی کے خلاف:

''۔۔۔۔۔۔جو لوگ گمراہ ہوتے ہیں اللہ کی راہ سے اُن کو سخت سزا ہے اِس بات پر کہ اُنھوں نے بُھلا دیا ہے دِن حساب کا'' (سورہ ص، 26)

قرآن فراہم کرتا ہے واضح بیان یوم قیامت کا تا کہ لوگوں کو بخوبی واقف کرا دیں اِس دن سے۔ یوم قیامت ہے ایسا دن جب ہر ایک غیر اہم ہو جائے گا۔ جیسا کہ اللہ بتلاتا ہے کہ:

''پھر وہ دن مشکل دن ہو گا منکروں پر نہیں آسان۔'' (سورہ المدثر، 9،10)

جب بگل بجایا جاتا ہے، ساری دُنیا کا خاتمہ ہو جاتا ہے، اور روز قیامت شروع ہوتا ہے، حتیٰ کے دوران میں ایک ہلکا سا زلزلہ کا جھٹکا ہوتا ہے جو لوگوں کو مجبور کرتا ہے کہ نکل پڑیں اپنے گھروں سے دہشت میں۔ اُس دن ہوتے ہیں دہشتناک جھٹکے جو ہلا کر رکھ دیتے ہیں حتیٰ کہ مضبوط جمے ہوئے پہاڑوں کو:

''سو تو ہٹ آ اُن کی طرف سے جس دن پکارے گا پکارنیوالا ایک ناگوار چیز کی طرف۔'' (سورہ قمر، 6)

''اُس دن نا قابل قیاس شور شرابہ کائنات کے ہر کونے میں نفوذ کرنے لگتا ہے۔
سمندر طوفانی حالت میں ایک دوسرے میں جھونکے جاؤ گے۔'' (سورہ تکویر،6)

آسمان پگھلے ہوئے پیتل کی طرح ہوجاتا ہے، ستارے بُجھ سے جاتے ہیں، چاند کو گہن لگ جاتا ہے، سورج اور چاند باہم مل جاتے ہیں۔ (سورہ القیامہ،8،9)

آسمان کُھل سا جاتا ہے تو اِس میں دروازے سے ہوجاتے ہیں۔
(سورہ نبا،19)

اور پہاڑ اُڑنے لگتے ہیں۔ (سورہ المرسلات، 10)

اور پہاڑ ہوجاتے ہیں جیسے رنگی ہوئی اُون دھنی ہوئی۔ (سورہ القارعہ،5)

اور نہ دکھائی دے کہیں زمین میں موڑ اور نہ ٹیلا اور زمین دکھائی دے چپٹی سی۔
(سورہ طٰہٰ، 107)

جب بگل زور سے پھونکا جاتا ہے، ایک دوسری بار لوگ زندہ ہوتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں دینے حساب اپنے اعمال کا۔

اور پُھونکا جاتا ہے جب صُور میں پھر بے ہوش ہوجاویں ہے جو کوئی ہے آسمانوں اور زمین میں، مگر جس کو چاہے اللہ، پھر پھوکی جاتی ہے بگل دوسری بار تو لوگ فوراً کھڑے ہوئے جاویں، ہر طرف دیکھتے ہوئے، اور چمکے زمین اپنے رب کے نور سے اور لا دھریں کتاب حاضر ہو، وہی پیغمبر، گواہ اور فیصلہ ہوا اُن میں انصاف سے اور اُن پر ظلم نہ ہوگا۔
(سورہ زمر،68،69)

منکرین اُنکے قبروں سے نکل پڑتے ہیں نظریں جُھکائے جیسے ٹڈی ڈل پھیلی ہوئی ہو۔ گردنیں تنی ہوئی، آنکھیں حیرت زدہ، مبہوت، دوڑتے جائے اُس پکارنے والے کے پاس، کہتے ہیں یہ منکرین یہ دن بڑا مشکل آیا ہے۔ (سورہ قمر،7،8)

اور سامنے آئیں تیرے رب کے پاس صف باندھ کر، آ پہنچے ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار، نہیں تم کہتے تھے کہ مقرر نہ کرے گے ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ حساب کتاب کے لئے۔ (سورہ کہف 48)

جب وقت آتا ہے، وہ جو ایمان رکھتے ہیں، دوبارہ اُٹھائے جائیں گے، اور موت نہیں ہے محض ایک دائمی نیند، وے جانتے ہیں کہ اللہ کے آگاہی، وارننگس، سچے رہے تھے۔ ''لوگ کہتے ہیں کیا ہم آوے گے اُلٹے پاؤں، کیا جب ہم ہو چکے ہوں گے ہڈیاں کھوکھری۔'' (سورہ ونازعات،10،11)

''کہیں گے اے خرابی ہماری کس نے اُٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے، یہ وہ وعدہ ہے جو کیا تھا رحمٰن نے اور سچ کیا تھا پیغمبروں نے۔'' (سورہ یٰسین،52)

''کہے گا آدمی اُس دن کہاں چلا جاؤں بھاگ کر کوئی نہیں کہیں نہیں ہے بچاؤ، تیرے رب تک ہے اُس دن جا ٹھہرنا۔'' (سورہ القیامہ 12-10)

انصاف کے دن، وہ جو ایمان والے ہیں اور وہ جو منکرین ہیں صاف طور سے پہنچانے جائیں گے ایک دوسرے سے۔ جبکہ ایمان والوں کا فخر اُن کے چہروں سے ظاہر ہوگا، منکرین کے چہرے اُداس سے ہوں گے۔ ''کتنے منہ اُس دن تازہ ہیں اپنے رب کی طرف دیکھنے والے اور کتنے منہ اُس دن اُداس ہیں، خیال کرتے ہیں کہ اُن پر وہ کچھ آتے ہے جس سے ٹوٹے کمر۔'' (سورہ القیامہ،۔25۔22)

اُس دن، وہ جو اقرار کرتے ہیں کہ اُنھیں دینا ہوگا حساب اپنے اعمال کا، اور اِس طرح، دے دی تھی اِس دُنیا کی زندگی بدلے میں بعد کی زندگی کے لئے، حاصل کرے گے اپنا اعمال نامہ سیدھے ہاتھ سے۔ وے جو صاف ضمیر سے مصروف تھے اپنے اعمال میں کمانے اللہ کی رضامندی، ہوں گے خوشی کے ساتھ کہیں گے، ''یہاں ہے میری کتاب''۔ بدلہ میں اُن کی سپردگی کے لئے۔ وے حاصل کریں گے دائمی خوشی۔

وہ جو کہ حاصل کرتے ہیں اُن کی کتاب بائیں ہاتھ سے، بہر حال محسوس کریں گے ایک افسوس ناک تاسف اور رنج اسلئے کہ اُن کے غیر تعلق رہنے پر یوم حساب سے، اور کہتے ہیں:
''اور جس کو ملا اِس کا لکھا بائیں ہاتھ میں وہ کہتا ہے کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے حساب میرا۔'' (سورہ الحاقۃ،26،25)

جیسا کہ کہا گیا ہے اِن آیات میں، منکرین کی زندگی ہوجاتی ہے تاریک اور

مصیبت زدہ اُن کے چہرے ہو جاتے ہیں مغموم اور ذلّت زدہ، سراپا تاریکی میں ۔ اللہ اِن لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا، اُنکے چہرے پتلے پڑے ہوئے، اندھے، گونگے اور بہرے کیفیت میں ۔ (سورہ اسراء،97)

الفاظ اُن لوگوں کے جو اُٹھائے جاتے ہیں اندھے کیونکہ وے اپنے آپ کو اللہ کی یاد میں لگائے نہیں رکھا تھا، پیش کیئے جاتے ہیں ذیل میں :

’’وہ کہے گا اے رب کیوں اُٹھا لایا تو مجھ کو اندھا اور میں تو تھا دیکھنے والا ہم سے فرمایا یو نہی پہنچی تھیں تجھ کو ہماری آیتیں پھر تو نے اُنکو بُھلا دیا اور اُسی طرح آج تجھ کو بُھلا دیں گے۔‘‘ (سورۃ طٰہٰ،126،125)

تاکہ بچائے رکھنے نہ پائے اپنے آپ کو اِس قسم کی حالت میں یوم حساب پر، کبھی نہ بُھولو کہ تم کو کوشش کرنی چاہیے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کی تمہاری تمام زندگی کے دوران۔

یوم الحساب ایک ایسا دن ہے جب کہ ہر ایک، سوائے اُن کے جن کو اللہ پسند کرتا ہے، خوف زدہ ہوں گے گنہگار ایک دوسرے کو لعن طعن کریں گے اور نا قابل برداشت رنج محسوس کرے گے ۔ اُس دن ، صرف وہی لوگ جو خلوص دِل سے تعمیل کی تھی اللہ کے احکامات کی، کوئی خوف محسوس نہیں کریں گے۔

جتنا زیادہ غیر تعلق اور لا پرواہ ایک شخص اِس دنیا میں ہوتا ہے، اُسی لحاظ سے زیادہ وہ خوفزدہ ہوتا ہے، بروز قیامت۔

اللہ یاد دلاتا ہے ہم کو اُس دن کی دہشت سے جیسا کہ ذیل میں درج ہے :

’’لوگو ڈرو، اپنے رب سے، بیشک زلزلہ قیامت کا ایک بڑی چیز ہے، جس دن اِس کو دیکھو گے بُھول جائے گی ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلائے کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور دیکھے لوگوں پر نشہ سا اور اُن پر نشہ نہیں، پر آفت اللہ کی جو سخت ہے۔‘‘

(سورہ الحج،2،1)

کبھی نہ بُھولو کہ اُس دن کوئی بھی اپنے کسی دوست کے لیئے فکر مند نہ ہوگا۔ کوئی بھی پاس میں مددگار نہ ہوگا۔ قیامت کے روز، ہر کوئی کوشش کرے گا دے دینے حتّٰی کہ

اپنے قریبی رشتہ دار کو بطور تعاوان کے خود کے اپنے نجات کے لئے ۔ پھر بھی، کچھ بھی نہیں قبول کیا جائے گا کسی سے۔

’’سب نظر آ جائے گے اُن کو، چاہے گا گنہگار کسی طرح چُھڑائی میں دے کر اُس دن کے عذاب سے، اپنے بیٹے کو اور اپنی ساتھ والی کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے گھرانے کو جس میں رہتا تھا اور جتنے زمین پر ہیں سب کو۔ پھر اپنے آپ کو بچالے، ہرگز نہیں، وہ تپتی ہوئی آگ سے۔‘‘ (سورہ المعارج،15۔11)

اختصار میں، وہاں نہیں ہے کوئی طریقہ یا جگہ بھاگ نکلنے کے لئے ۔ وہ ہو گا دن جبکہ ایک شخص یاد کرتا ہے اُن ہدایات کو جو دی گئی تھیں اُسے اِس دنیا میں ۔ ویسے وہ صرف ہیں یاد دیں جو اُس کی مطلق مدد نہیں کرتی : ’’سو پکارے گا موت موت اور پڑے گا آگ میں وہ رہا تھا اپنے گھر میں بے غم اُس نے خیال کیا تھا کہ پھر کہ نہ جائے گا، کیوں نہیں، اُس کا رب اُس کو دیکھتا تھا۔‘‘ (سورۃ الاِنشقاق،15۔11)

قیامت کے دن، انصاف کی ترازو تولی جائے گی اور کسی کے ساتھ ذرہ برابر بھی نا اِنصافی نہ ہوگی۔ حتّٰی کہ اگر وہ زیادہ نہیں ہوتا مٹر کے بیچ کے دانہ سے بھی، تو وہ لایا جاتا ہے حساب کے دن۔ (سورۃ الانبیا،47)

وے جنکا پلڑا اچھائی کا بھاری ہوتا ہے وہ حاصل کرتے ہیں خوشگوار زندگی ۔ البتہ جیسا کہ اُن کا جن کا پلڑا اہلکا ہوتا ہے، اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہوتا ہے۔

(سورۃ القارعہ،11۔6)

’’اُس دن ہو پڑیں گے لوگ طرح طرح کے کہ اُن کو دکھا دیئے جائیں گے اُن کے سو جس نے کی ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھ لے گا اُسے اور جس نے کی ذرہ بھر بُرائی وہ دیکھ لے گا اِسے۔‘‘ (سورۃ الزلزال،8،6)

یاد رکھو کہ وہ ہوگا ایک دن جب نہ تو رتبہ، خطابات، مال و زر یا اولاد جو رکھتے تھے کچھ بھی، کسی بھی اہمیت کے حامل نہ ہوں گے۔

اُس دن صرف ایک ہی چیز اہمیت کی حامل ہوگی، جو لوگوں میں تمیز کرے گی، وہ

ہوں گے اُن کے اعمال۔ ہر شخص سے پوچھا جائے گا کے آیا وہ عبادت کیئے تھے اُس کے خالق کا یا نہیں۔

اُس دن تمام چُھپی ہوئی باتیں منظر عام پر آ جائے گی۔ کوئی شخص بھی اِس حالت میں نہیں ہوگا کہ وہ اپنے گناہوں کے لئے حیلے بہانے تراشے۔

''جس دن جانچے جائیں بھید تو کچھ نہ ہوگا کوئی اُسکو زور اور نہ کوئی مدد کرنے والا ہوگا۔''

(سورۃ الطّارق،10،9)

بُرے کام، گناہیں اور منکرین کے خیالات، لائے جاتے ہیں اُن کے سامنے ایک کے بعد ایک تمام کو دیکھنے کے لئے۔

ایک تحقیر اور تذلیل حالت میں، وے جس نے کیئے تھے بہت ہی بڑے گناہ جیسے اللہ کی ذات سے انکار، جس نے اُنھیں تخلیق کیا ہے اور دی ہے زندگی، وے سب انتظار کرتے ہیں فیصلہ کے لئے:

''خرابی ہے اُس دن جُھٹلانے والوں کی، یہ وہ دن ہے کہ نہ بولیں گے وہ، اور نہ اُنکو حکم ہو کہ توبہ کریں، خرابی ہے اُس جُھٹلانے والوں کی یہ ہے دن فیصلہ کا، جمع کیا ہے ہم نے تم کو اور اگلوں کو پھر اگر کچھ داؤ ہے تمہارا تو چلا لو مجھ پر، خرابی ہے اُس دن جُھٹلانے والوں کی۔'' (سورۃ الامرسلات،40۔34)

ایمان والے رکھیں گے، بہر حال، ایک آسان حساب، وے اُس دن کی دہشت سے محفوظ رہیں گے، ہوتے ہوئے بہت دور آگ کی سزا سے، وے حاصل کریں گے جنت کے انعامات۔

حتٰی کہ ایک مُنکر کو پہچان جانا چاہیے اُس دن کو ہوتے ہوئے یقین کے ساتھ کہ وہ ملے گا یوم حساب کو۔ یہ وجہ ہوگا یہ کہنا کہ ''میں نہیں مِلوں گا یوم حساب کو کیوں کہ میں یقین نہیں رکھتا ہوں کہ یہ ممکن ہے۔'' حتٰی کہ اگر وہ یقین نہ رکھتا ہوتا اِس پر مطلق، اُسکو کم از کم دینا چاہیے تھا اِسے ۵۰،۵۰، کے امکان کا موقع۔

ایک دفعہ قیامت کے دن کا خوف اور دوزخ کی دہشت کے بارے میں خیال کیا

جاتا ہے تو ایک شخص کو ڈرنا چاہیئے اور اُس سے نکل بھاگنے کے کوشش کرنا چاہیے، حتٰی کہ اگر اُس کے موجودگی کے امکانات ایک فی صدی کیوں نہ ہوتے ہو۔

اِس کے علاوہ، ہر گھنٹہ جو گذرتا ہے لاتا ہے ہم کو موت کے قریب تر، اِس دُنیا کے خاتمہ کے قریب تر، اور اُس دن کے قریب تر جس دن ہماری پُرسش ہوگی۔ یہ ناگزیر اختتام ہوتا ہے ہم سب کا ایک دن۔

''کبھی نہ بُھولو، کسی وقت یہ مُنکر لوگ آرزو کریں گے کہ کیا یہ اچھا ہوتا کہ وے ہوتے مسلمان۔'' (سورۃ الحجر،2)

اِن لوگوں کے بارے میں اللہ کہتا ہے:

''سو چکھو اب مزہ جیسے تم نے بُھلا دیا تھا اِس دن کے ملنے کو، ہم نے بھی بُھلا دیا ہے تم کو اور مزہ چکھو عذاب ہمیشہ کا اپنے کیئے کے عوض میں۔'' (سورہ سجدہ،14)

☆ کبھی نہ بُھولو کہ منکرین کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو ایک جگہ ہے دائمی سزا کی

''۔۔۔۔۔۔میں بھروں گا دوزخ کو پوری طرح سے جن اور انسان سے۔''

(سورۃ سجدہ،13)

دوزخ دائمی سزا کی جگہ ہے اُن لوگوں کے لئے جو اللہ کی ذات سے انکار کرتے ہیں، صرف کرتے ہیں اپنی زندگیاں ڈانواڈول حالت میں۔ سچائی یہ ہے کہ دُنیا جسکو وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے ہیں بعد کی زندگی میں، غیر معمولی پسند کرتے ہیں، یقیناً ختم ہو جائے گی، جبکہ دوزخ ہمیشہ رہے گی، دوزخ کے ساتھی رہیں گے اِس میں ہمیشہ دائمی طور پر بطور ایک سزا کے، وے کبھی بھی اِس سے بچ نکلنے کی قابل نہیں ہوں گے، یہ سزا کسی اور سزا سے کوئی مماثلث نہیں رکھتی ہے۔

''پھر اُس دن کوئی بھی نہ دے سکے گا سزا سوائے اللہ کے۔'' (سورہ فجر،25)

''اور تو کیا سمجھے کیسی ہے وہ آگ، نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے۔ جلا دینے والی ہے دوزخیوں کو۔'' (سورۃ الموثر،29۔27)

بعض لوگ بدل کے قائل ہوتے ہیں کہ وے داخل ہوں گے جنت میں ، کچھ ایک معینہ وقت دوزخ میں رہنے کے بعد۔ ہیبت ناک حقیقت دوزخ کے بارے میں ، بہر حال، یہ ہے کہ دوزخ کی سزا کبھی ختم نہیں ہوتی ، اور یہ کہ وہاں پر اُس سے نکلنے کا کوئی راستہ کبھی نہیں ہوسکتا۔قرآن اِس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ ایک بہت بڑی غلطی ہوگی ، اِس قسم کے بدل کے بارے میں سونچنا بھی:

''اور کہتے ہیں ہم کو ہرگز آگ نہ لگے گی مگر چند روز گنتی کے، کہہ دو کیا تم لے چکے ہو اللہ کے یہاں سے قرار واقعی کہ اب ہرگز خلاف نہ کرے گا اللہ اپنے قرار کے یا جوڑتے ہیں اللہ پر جو تم نہیں جانتے ۔ کیوں نہیں جس نے کمایا ہے گناہ اور گھیر لیا ہے اُس کو اُس کے گناہ نے ، سو وہی ہیں دوزخ کے رہنے والے وہ اِس میں ہمیشہ رہیں گے اور جو ایمان لائے اور عمل کیئے نیک وہی ہیں جنت کے رہنے والے، وہ اُسی میں ہمیشہ رہیں گے۔''

(سورہ بقرہ،82_80)

''بیشک دوزخ ہے تاک میں، شریر لوگوں کا ٹھکانہ، رہا کریں اِس میں قرنوں۔''

(سورہ نبا،23،21)

جب تک کہ اللہ کی مرضی نہیں ہوتی ، یہ ناممکن ہے چھوڑنا دوزخ کو۔ایک دفعہ گناہگار داخل ہوتے ہیں دوزخ میں، اِس کے دروازے دائمی طور پر بند ہوجاتے ہیں اور آگ اُن کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے۔

''اور جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے وہ ہیں کمبختی والے اُن ہی کو آگ میں موند دیا ہے۔'' (سورۃ البلد،20،19)

پرافِٹ محمد(saas) بھی کہتے ہیں کہ وہاں پر دوزخیوں کے لئے موت نہیں ہوتی ، (اللہ داخل کرتا ہے جنتیوں کو جنت میں اور دوزخ کے رہنے والوں کو دوزخ میں ہی داخل کرتا ہے۔ایک اعلان کرنے والا اِن دونوں کے درمیان کھڑے ہوکر اعلان کرتا ہے: او جنت کے رہنے والو !، وہاں پر تمہارے لئے موت نہیں ہے ، اور دوزخ کے رہنے والو!، وہاں پر تمہارے لئے موت نہیں ہے۔تم وہاں پر ہمیشہ رہوگے) (مسلم) کبھی نہ بھولو کہ ہر فرد جو

گذارتا ہے معینہ وقت، جو دیا گیا ہے اُسکو اِس دُنیا میں، لاپرواہی سے، وہ دوزخ کا حق دار ہے جہاں پر دوزخ کی آگ گھیر لیتی ہے اُس کو ہر طرف سے تمام دوام کے لئے۔

یہ مشکل ہوتا ہے اندازہ کرنا مصیبت کی سختی کا ، دوزخ کے بند دروازوں سے آگے۔قرآنی حساب سے، ہم سمجھتے ہیں کہ دوزخ ہے ایک محدود جگہ شور شرابہ کی، تاریکی اور دھویں سے بھری جگہ کی۔دوزخ آخری منزل ہے، یہ ایک جگہ ہے کرب و اذیت کی، جہاں حرارت اُس کے مکینوں کے ہر ایک خلیہ کو گھیر لیتی ہے اور جہاں بہت ہی خراب غذا اور مشروبات استعمال کیئے جاتے ہیں۔دوزخ میں ہر لمحہ اس قدر کرب و اذیت و اضطراب سے گذرتا ہے کہ جس کا اندازہ کرنا ناممکنات میں ہوتا ہے۔دوزخ کے مکین دیکھتے ہیں بہت ہی بھیانک اور نفرت انگیز شکلیں ، وے سُنتے ہیں بہت ہی وحشناک اور پژمردگی پیدا کرنے والی آوازیں، اونچی آوازیں، چیخیں، کرب ناک آہ وزاری، وے محسوس کرتے ہیں بہت ہی تکلیف دہ بدبو، بدترین ذائقہ، غذاؤں میں بہت ہی تیز کڑواہٹ کے ساتھ۔اُن کے اجسام سر سے پیر تک آگ سے جلے ہوئے اور جُھلسے ہوئے داغ رکھتے ہیں۔

دوزخ کے مکینوں کے چہرے آگ سے گھرے ہوتے ہیں، اُبلتا ہوا پانی اُنکے سروں پر ڈالا جاتا ہے۔اور اُن کے جسم کے جانبی حصّوں اور اُن کے پیٹھ پر مُہریں لگائی جاتی ہیں ۔ یہاں نہ ہوتا ہے کسی طرح کا کوئی کام آرام یا تسکین کا سامان، کرب، اَذیت پوری طور پر دوامی ہوتی ہے جُھلسا دینے والے شعلے ڈھانک لیتے ہیں دوزخ کے مکینوں کو۔

قرآن میں دوزخ کی مختلف اَذیتوں کی تفصیلات کی ایک واضح تصویر پیش کی جاتی ہے، مطلب دوزخی لوگوں پر اثر انداز ہونے والے سخت سزاؤں کی تفصیل دی گئی ہے۔شعلوں کے لباس اُن کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ (سورۃ الحج،19)

۔۔۔اور اُن کو کولتار کی قمیضیں پہنائے جاتے ہیں۔ (سورہ ابراہیم،50)

۔۔۔ہر بار اُن کے اجسام کی چمڑی جل جاتی ہے تو اُن کے اجسام نئے چمڑی سے بدلے جاتے ہیں۔ (سورہ ان۔نساء،56)

تاکہ وے مسلسل گزر سکے آگ کی نہ ختم ہونے والی اَذیت سے۔اُنھیں زنجیروں

میں جکڑا جاتا ہے اور زدوکوب کیا جاتا ہے۔ ہاتھوں سے گردنوں سے باندھ دیا جاتا ہے، وے پھینک دئے جاتے ہیں آگ کے بیچ کے گرم ترین حصوں میں

(سورۃ الفرقان،13)

وے لیٹتے ہیں دوزخ کی آگ کے بستروں میں جو ڈھکے رہتے ہیں آگ کی لٹھے کی چادروں میں۔

وے پکارتے ہیں اور التجا کرتے ہیں نجات کی، لیکن بے سُود ثابت ہوتے ہیں۔ وہاں پر اطراف میں کوئی نہیں ہوتا ہے کہ اُنھیں جواب دے سکے۔ وے پوچھتے ہیں سزا میں کمی کے لئے، حتّٰی کہ صرف ایک دن کے لئے، لیکن اُن کی التجا کے جواب میں اُنھیں ذلت اور زیادہ تکلیف سے گذارا جاتا ہے۔ آگ کا زوروشور اس قدر اونچا ہوتا ہے کہ وہ سُنا جاسکتا ہے بہت دُور سے بھی۔ دوزخ میں لوگ پھینکے جاتے ہیں بھڑکتی آگ میں۔

(سورۃ ال۔معارج،15)

اور یہ آگ بھڑکتی ہے اور خوفناک طور پر۔ (سورۃ ال۔لیل،14)

اور دوزخی جلتے تھے جیسے جیسے چیختے اور روتے تھے۔

خیال کرو کہ کتنی تکلیف ہوتی ہے جب تم جلا لیتے ہو حتّٰی کہ محض تمہاری انگلی کا سرا، اِس لئے کبھی نہ بُھولو، روکنے غلط کام کو جو تمہیں لے جاتا ہے داخل ہونے ایک ایسی جگہ جہاں آگ کی سزا اتنی سخت ہوتی ہے کہ اُس کا اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اِس آگ کے مستقل ٹھکانہ میں لوگ بے شک بُھوک اور پیاس محسوس کرتے ہیں، بہر حال، بدلہ میں اُن کی ناشکری اور اُن کے گناہوں کی وجہ سے وے دیئے جاتے ہیں پھل کڑوے اور کانٹے دار اور درخت زخم کے۔ اور پینے پیپ و اُبلتا ہوا پانی۔

(سورۃ الغاشیہ،6)

وے کوئی drink نہیں چکھتے سوائے اُبلتے پانی کے جو منہ کو جلاتا ہے۔ پیپ بھی پینے کے لئے ہوتا ہے۔ اُنھیں ڈھاٹا باندھ دیا جاتا ہے (سورہ مزمل،13)

وے غذا یا کوئی اور چیز پینے کے یا نگلنے کے قابل کے نہیں ہوتے ہیں۔

(سورہ نبا،25،24)

اور غذائیں نہ تو غذائیت رکھتی ہیں اور اُن کے کھانے سے تسکین حاصل ہوتی ہے

(سورہ الغاشیہ،7)

اُن کی تمام کوششیں آگ سے باہر نکلنے کی بے کار ثابت ہوتی ہیں۔ جب ایک بار وے دوزخ میں داخل ہوجاتے ہیں تو واپس لوٹنا ناممکن ہوجاتا ہے۔ ایسی ناقابل برداشت حالت میں نہ تو کوئی مرسکتا ہے اور نہ جی سکتا ہے۔ موت اُنھیں چاروں طرف سے گھیرے رہتی ہے لیکن وہ مرتے نہیں۔ (سورہ ابراہیم،17)

جو کچھ وے گناہیں کئے تھے اس دُنیا میں، دوزخ میں اُن کے لئے رحم نہیں ہوتا اور نہ کمی ہوتی ہے اُن کی اذیت وکرب میں۔ آگ دوزخ میں کسی کو مارتی نہیں، لیکن سبب بنتی ہے بے حد کرب واذیت کا۔

یہ کرب واذیت دائمی ہوتا ہے۔ دوزخی جان جاتے ہیں کہ کس قدر لاچار، مایوس اور شکست خوردہ وے ہوتے ہیں۔ چہرے غرور اور بڑائی جتانے والے رکھتے تھے عزت اِس دُنیا میں، آگ کے شعلوں کے لپٹ میں وے ہوتے ہیں۔ اور چہرہ جسم کا وہ حصّہ ہے جہاں پر تکلیف کا اثر واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کیوں کہ تمام حِسی اعضاء کے اعصاب یہاں ایک دوسرے سے منقطع ہوتے ہیں۔

"جس دن اوندھے منہ ڈالے جائیں گے اُن کے منہ آگ میں کہہ اُٹھے گے، کیا ہی اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا۔"

(سورہ احزاب،66)

"جُھلس دیتی ہے دوزخیوں کے منہ کو آگ اور اُس میں بدشکل ہو رہے ہوں گے وہ"

(سورۃ المومنون،104)

اگر تم نہیں چاہتے ہو تمہارا چہرہ آگ سے ڈھکا رہے، کبھی نہ بُھولو کہ تمہارے وجود کے پیچھے واقع نہ رہے وجہ کہ تم یقیناً سامنا کروگے دوزخ کا اگر تم اِس دُنیا میں نہیں کماتے ہو اللہ کی خوشنودی۔ اور یہ جان لیتے ہیں کہ دوزخی لوگ جسمانی تکلیف سے ہٹ کر دوزخی اینٹھن بھی رکھتے ہیں اور روحانی اذیت بھی۔ اِس کا مطلب کہ دوزخی گذرتے ہیں

ذلت سے اور بدنامی سے۔ وے افسوس کے احساسات رکھتے ہیں، لاچاری اور مایوسی کے بھی۔ مغرور لوگ جو اِس دُنیا میں اللہ کی عبادت کر نہیں پاتے تھے، ہوتے تھے لاپرواہ اِس دُنیا میں داخل ہوتے ہیں پست کردہ دوزخ میں ذلیل ہوکر اور شرمندگی سے بھرپور کیفیت میں، وے قابل نہیں ہوتے کہ سَر اُٹھا سکے۔

''جس دن گھسیٹے جائیں گے آگ میں اَوندھے منہ چکھو مزہ آگ کا۔''

(سورہ قمر، 48)

پکڑو اِسے اور دھکیل کر لے جاؤ بیچ و بیچ دوزخ کے، پھر ڈالو اس کے سر پر جلتے پانی کا عذاب، یہ مزہ چکھ، تو ہی ہے بڑا تھا عزت والا سردار یہ وہی ہے جس میں تم دھوکے میں پڑے تھے۔ (سورہ ادخاں، 50_47)

''جس دن کے ڈھکیلے جائیں دوزخ کی طرف ڈھکیل کر۔ (سورہ طور، ۱۳)

''پھر اوندھے ڈالیں اُس میں اُن کو اور سب بے راہوں کو۔

(سورۃ الشعرا، 94)

اُس دن پر، اُن میں سے ہر ایک قبولتا ہے اُن کے گناہوں کو۔ جیسا کہ قرآن اس بات کو ہم تک پہنچاتا ہے اِن الفاظ میں:

''اور کہیں گے، اگر ہم ہوتے سُنتے یا سمجھتے تو نہ ہوتے دوزخ والوں میں۔''

(سورۃ الملک، 10)

''اور اگر تو دیکھے جس وقت کھڑے کیئے جاویں گے وہ دوزخ پر پس کہیں گے، اے کاش ہم پھر بھیج دیئے جاویں، اور ہم نہ جُھٹلاوے اپنے رب کی آیتوں کو اور ہو جاویں ہم ایمان والوں میں۔'' (سورۃ انعام، 27)

''جس دن اوندھے ڈالے جاویں گے، اِن کے منہ آگ میں کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا۔'' (سورہ احزاب، 66)

اُس دن وے ایک دوسرے کو لعن طعن کریں گے۔

وے جنت والوں سے اپنی غذا اور پانی کے لئے پوچھیں گے، لیکن وہ تمام اُن کے لئے منع ہوگا۔

''اور کہہ سچی بات ہے تمہارے رب کی طرف سے، پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے ہم نے تیار کر رکھی ہے گناہگاروں کے واسطے آگ کہ گھیر رہی ہیں اِن کو اس کی قناتیں، اور اگر فریاد کریں گے تو ملے گا پانی جیسے پیپ، بھُون ڈالے منہ کو، کیا بُرا پینا ہے اور کیا بُرا آرام۔'' (سورہ ال کہف، 29)

''وے چلّائیں گے اِس میں، اے رب ہم کو نکال کہ ہم کچھ بھلا کام کریں جو وہ نہیں کرتے تھے دُنیا میں، کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو اتنی کہ جس میں سوچ لیں جس کو سوچنا ہو اور پہنچا تھا تمہارے پاس ڈرانے والا، اب چکھو مزہ کہ کوئی نہیں گناہگاروں کا مددگار۔''

(سورہ فاطر، 37)

لیکن یہ تمام کوششیں بےکار ہوتی ہیں۔ وہ کسی مدد کی نہیں ہوتی ہیں اُن کے لئے، اور اُن کی تکلیف سے بھری قسمت کبھی نہیں بدل سکتی ہے بلکہ اور تکالیف بڑھاتی ہیں، ''مانو اپنے رب کا حُکم اِس سے پہلے کہ آئے وہ دن جس کو پھرنا نہیں، اللہ کے یہاں سے نہیں ملے گا تم کو بچاؤ اُس دن اور نہ کچھ ملے گا منکر ہو جانے سے۔'' (سورہ شوریٰ، 47)

کبھی نہ بھُولو کہ اللہ جو فیصلہ کرتا ہے لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ، بھیجا ہے ایک آگاہ کرنے والا ساری اِنسانیت کے لئے، بشمول تمہارے لئے، اور عطا کیا ہے ہر ایک کو کافی وقت پرواہ کرنے جو کچھ کہ پیغمبر کا کہنا ہوتا ہے۔ اِس لئے، بعد کی زندگی میں، وہاں پر کوئی بھی مددگار نہیں ہوتا اُن لوگوں کا جن کا حوالہ دیا گیا ہے قرآن میں بطور گناہگاروں کے۔ حقیقت بالکلیہ، ہوتی ہے کہ کسی کو بھی بدلہ نہیں دیا جائے گا سوائے اس کے کہ تم جو کچھ کماتے ہو اِس دُنیا میں۔ ''پھر کہیں گے گناہگاروں کو چکھتے رہو عذاب ہمیشگی کا، وہی بدلہ ملتا ہے جو کچھ کہ تم کماتے تھے اِس دُنیا میں۔'' (سورہ یونس، 52)

یہ دوزخ ہے جس کے بارے میں اللہ آگاہ کرتا ہے اپنے بندوں کو مختلف طریقوں سے۔ کوئی بھی اِس زمین پر دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ نہیں آگاہ کیا گیا ہے دوزخ کی دائمی سزا کے بارے میں۔ اللہ بیان کرتا ہے تلخ تاسف کو جو لوگ محسوس کرتے ہیں یوم حساب پر۔

''اور لائی جائے اُس دن دوزخ اُس دن سوچے گا آدمی اور کہاں ملے اُس کو

پہلے سوچنا، کہے کیا یہ اچھا ہوتا جو میں کچھ آگے بھیج دیا ہوتا اپنی زندگی میں۔''
(سورۃ الفجر،23،24)

کبھی نہ بھُولو کہ اُس دن پر، نہ پرواہ کرنا وارننگس کا جو تم نے حاصل کی تھی اِس دُنیا میں، کسی کام کا نہ ہوگا تمہارے لئے کوشش کرنا اب، اور یہ نہ ممکن ہوگا دوزخ سے باہر نکلنا، نہ تو ایک سال بعد، ایک ہزار سال بعد، ایک ارب سال بعد، کھربوں سال بعد—نہ کبھی ساری ابدیت بعد

☆ کبھی نہ بھُولو کہ صرف سچے ایمان والے داخل ہوتے ہیں جنت میں، ایک جگہ انعامات کی

''اور نزدیک لائی جائے گی بہشت ڈرنے والوں کے، دور نہیں، یہ ہے جس کا وعدہ ہوا تھا تم سے، ہر ایک رجوع رہنے والے سے، یاد رکھنے والے کے واسطے جو ڈرتا تھا رحمٰن سے بن دیکھے اور لاتا ہے دِل رجوع ہونے والا، چلے جاؤ اِس میں سلامتی کے ساتھ، یہ مسکن ہے ہمیشہ رہنے کا۔'' (سورہ ق،34،31)

وہ مستحق ہوتے ہیں جو بہترین طور پر حق کو سمجھنے والے ہوتے ہیں داخل ہوتے ہیں خدا کے حضور میں۔ جیسا کہ بتلایا گیا ہے قرآن میں، اُن کی کتاب جس میں ہر چیز جو وہ کرتے ہیں اِس دُنیا میں ریکارڈ کی جاتی ہے، اُنھیں دی جاتی ہے اُنکے سیدھے ہاتھ میں۔ وے کوئی مشکل نہیں محسوس کرتے رکھنے حساب اُن کے اعمال کا۔ تب اُس وقت سے، وے ہوتے ہیں ایک خوشیوں سے بھرپور زندگی میں۔ ایمان والوں کو دی جاتی ہے خوشخبری اِس خوشگوار کیفیت کی قرآن کے کئی آیات میں:

''سو جس کو ملا اعمال نامہ اُس کے داہنے ہاتھ میں تو اُس سے لیا جائے گا آسان حساب اور وہ پھر کرائے گا اپنے لوگوں کے پاس خوش ہو کر۔'' (سورۃ الانشقاق،9-7)

''سو جس کو ملا اُس کا لکھا داہنے ہاتھ میں، وہ کہتا ہے لیجیو پڑھیو میرا لکھا، میں نے خیال رکھا اِس بات کا کہ مجھ کو ملے گا میرا حساب، سو وہ ہے من مانتے گذران میں اونچے باغ میں۔ (سورۃ الحاقۃ،19،22)

ایمان والے جو کمائیں گے یہ آنے والی زندگی، استقبال کرتے ہیں اِن کا فرشتے اِن الفاظ کے ساتھ:

''سلامتی پہنچے تم پر! تم نے کیا ہے سب کچھ ٹھیک، اِس لئے داخل ہو جاؤ اِس لازماں ہمیشہ رہنے والی جنت میں۔'' (سورۃ اززمر،73)

تب وے لے جائے جائیں گے جنت میں گروہ در گروہ اور وے داخل ہوں گے جوق در جوق جنت میں سلامتی کے ساتھ اور تحفظ کے ساتھ۔

''اِن کو بدلہ ملے گا فردوس بریں میں اِس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے تھے اور لینے آئیں گے اُن کو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے فرشتے، سدا وہاں رہا کریں اُس میں، خوب جگہ ہے ٹھیرنے کی اور خوب جگہ ہے رہنے کی۔'' (سورۃ ال۔فرقان،76،75)

یہ بات یاد رکھو کہ تم کما سکتے ہو الگ ایسا خوش آمدید سلوک ہر لحاظ سے پاکیزہ اور داخل ہو سکتے ہو خوشیوں اور مسرتوں کے ٹھکانہ میں، صرف اُس صُورت میں اگر تم رکھتے ہو ساری دنیاوی زندگی میں مسلسل لاجواب عقیدہ، بعد کی زندگی کا، اور ڈرتے رہے ہو اللہ سے اور یوم حساب سے، اور کرتے رہے ہو اچھے کام۔ اللہ بتلاتا ہے قرآن میں کہ جنت کے لوگ کرتے ہیں ذیل کے اظہارات: ''ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے، ایک سختی کے دن کی اداسی سے اور پھر بچا لیا ہے ہم کو اللہ نے بُرائی سے اُس دن کی اور ملا دیا ہے ہم کو تازگی اور خوش بختی سے۔'' (سورۃ الانسان،11،10)

ایک شاندار اور منظر جھیلوں کا، دریاؤں کا خوبصورت نباتات سبزہ زاروں کے ساتھ، ہے ایک قسم جنت کی جو لوگ خیال کرتے ہیں۔

بہر حال جنت صرف اپنی خصوصیات کی حد تک محدود نہیں ہے۔ جنت ایمان والوں کی دائمی رہائش گاہ ہے، اور خوشیوں بھرا ایک مسکن ہے جو انتہائی خوبصورتی اور بہت ہی عمدہ انعامات سے آراستہ ہے، جو کچھ کہ ہم خیال کرتے ہیں یا جس کی چاہت رکھتے ہیں اُن کی تمام سے آگے بہت کچھ پوشیدہ ہے۔ ہم بناتے ہیں جنت کی ایک تخیلاتی تصویر جس کی بنیاد ہوتی ہے جو کچھ نایاب اور اعلیٰ معیار کی اشیاء جو ہم اِس دُنیا میں دیکھتے ہیں، کوئی

اشارہ جس کو ہم حاصل کر سکتے ہیں بارے میں جنت کے، اُن چیزوں سے جو ہم جانتے ہیں اِس دنیا میں کسی بھی حال ہوگا کم موزوں جنت سے۔ ہم لے کے چل سکتے ہیں بعض ایسے اشارات جن کی مدد سے ہم اُتار سکتے ہیں ایک عام تصویر۔ ہم صرف قابل ہوں گے سمجھنے جنت کی حقیقی ماہیت کو بہتر اگر ہم داخل ہوتے ہیں اِس قیاسی جنت میں ایک بار۔ حقیقت میں، جو ایک .... کھینچتی ہے ہماری توجہ کو اِس fact کی طرف، جیسا کہ ذیل کے طریق سے ظاہر ہوتا ہے جو آیت کی شکل میں پیش ہے ''سو کسی کو معلوم نہیں جو چھپا دھری ہے اِن کے واسطے ہوتا ہے آنکھوں کی ٹھنڈک کا بدلہ اُس کا جو وہ کرتے تھے نیک کام اِس دُنیا میں۔'' (سورہ سجدہ، 17)

جو کچھ تمہیں اچھا لگتا ہے اِس دُنیا میں وہ موجود ہوتا ہے جنت میں، وہ ہوتا ہے اپنی بہترین اور بہت ہی مکمل حالت میں۔ جنت ہے بے شمار انعامات کا ٹھکانہ بشمول ایک شخص، جو کچھ بھی خواہش کرتا ہے وہاں ہوتا ہے، اور اُس سے وہ حقیقی معنوں میں خوشی حاصل کرتا ہے۔ قرآن کی ایک آیت میں اللہ بیان کرتا ہے جنت کو ذیل کے طریق میں:

''جب تو دیکھے وہاں تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی۔'' (سورۃ الدہر، 20) اپنے اِرشادات میں سے ایک اللہ کے پیغمبر، حضرت محمد ﷺ جنت کی وضاحت اِس طرح کرتے ہیں: ''جب جنت کے رہنے والے جنت میں داخل ہوتے ہیں، ایک منادی کرنے والا پکارتا ہے — تم ایک وعدہ اللہ سے رکھتے ہو کہ تم زندہ رہتے ہو وہاں اور کبھی نہیں مرو گے وہاں پر، رہو گے ہمیشہ تندرست اور تم کبھی بیمار نہیں ہوتے ہیں وہاں پر، تم سدا جوان رہو گے اور تم کبھی بوڑھے نہیں ہو جاؤ گے۔ تم ہمیشہ خوشیوں میں ہی رہو گے اور کبھی نہ تم اپنے آپ کو مجبور محسوس کرو گے۔'' (مسلم)

''کھاؤ اور پیو مزے سے، بدلہ ہے اُن کاموں کا جو تم نے کیئے تھے۔''

(سورہ ال۔مرسلات، 43)

''اور تار لگا دیا ہم نے اُن پر میووں کا اور گوشت کا جس کو چاہیں۔''

(سورہ ات طور، 22)

''اور گوشت پرندوں کا، جس قسم کا جو جی چاہے اُن کا۔'' (سورۃ واقعہ، 21)

''یہ ہے روزی ہماری دی ہوئی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔'' (سورہ ص، 54)

''گہرے چمکدار سبز رنگ کے باغات۔'' (سورہ رحمٰن، 64)

''حال جنت کا جس کا وعدہ ہے پرہیز گاروں سے، بہتی ہے اِس کے نیچے نہریں، میوے، ٹھنڈک بھرے سائبان بھی، یہ بدلہ ہے اُن کا جو ڈرتے رہے، اور منکروں کا آگ ہے۔''

(سورہ الرعد، 35)

''بغیر کانٹے کے بیری کے درختوں کے سائبان میں اور کیلے تہہ پر تہہ، قابل دست رس گچھے میواؤں کے۔ رکھتے ہوں گے جنتی چاہے جنت میں۔''

(سورہ واقعہ، 28،29، سورہ الدہر، 14)

''اور تیزی سے بہنے والا پانی اور چشمے اُچھلتے ہوئے رکھیں گے جنتی۔''

(سورہ رحمٰن، 66)

''وہاں پر دریاؤں کا پانی، اَحوال کے اِس بہشت کا جس کا وعدہ ہوا ہے اللہ سے ڈرنے والوں سے اس میں بہتی ہیں نہریں پانی کی اور نہریں دودھ کی، نہریں ہیں شراب طہور کی اور نہریں ہیں شہد کی اور اُن کے لئے سب طرح کے میوے ہیں سب مزے ہیں خوشگوار۔ البتہ منکرین کے لئے ہے آگ اور اُبلتا ہوا پانی جو پیئے تو کانٹ ڈالے آنتیں۔''

(سورہ محمد، 15)

''بعض نعمتیں جنت کی مشابہ ہوتی ہیں اِس دُنیا کی نعمتوں کے اور بھی دوسری نعمتیں بالکلیہ انجانی ماہیت کی ہوتی ہیں۔ اِس لحاظ سے نعمتوں کی بہت سی شاخیں ہیں جنت میں۔''

(سورہ رحمٰن، 48)

''ایمان والے رہتے ہیں شاندار رہن سہن میں جنت میں۔''

(سورہ توبہ، 72)

''بے شمار نعمتیں اور ناقابل قیاس شاندار نعمتیں ہیں جنتی کے لئے۔''

(سورہ شوریٰ، ۲۲)

''جنتی بیٹھے ہیں جڑاؤ تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے۔'' (سورہ واقعہ،16،15)

''اور لوگ پھرتے ہیں لیتے ہوئے چاندی کے برتن اور ساغر جو بنے ہوتے ہیں آبگینہ کے، اُن کے پاس۔ اور ہم نے بدلہ دیا ہے اُنھیں اُن کی ثابت قدمی پر باغ اور ریشمی پوشاک سے بھی۔'' (سورۃ الدھر،15-12)

''اور اُن کو پہنائے جائیں گے کنگن چاندی کے اور پلائے گا اُن کا رب اُن کو شراب طہورا جو پاک کرے اُن کے دِل کو۔'' (سورۃ الدھر،21)

یقیناً، لُطف اندوز ہوتے ہیں اپنے چہیتوں کی صحبت میں، جو ہوتی ہے اِس دُنیا کی مہربانیوں میں سے ایک۔ ایمان والے اپنے بھائی اور بہنوں کے ساتھ، جو حقیقی معنوں میں خودسپردگی رکھتے ہیں اللہ سے، وقت گذارنے میں کافی خوشی حاصل کرتے ہیں۔ اِس لئے خیال کہ رہتے ہیں باہم مل کر دوبارہ بھائی بہنوں کے ساتھ جنت میں، ایک بہترین ذریعہ ہوتا ہے جذبہ محرکہ ایمان والوں کے لئے، جو وے رکھتے ہیں اپنے عقیدہ کی فطرت کے لحاظ سے، اور اِس طرح مائل رہتے ہیں اِس جذبہ خودسپردگی کی طرف جو اُن کو اللہ سے ہوتی ہے۔ بہرحال، یہ صحبت محض چند سالوں تک محدود نہیں ہوتی جیسا کہ اِس زندگی میں دیکھا جاتا ہے، بلکہ یہ صحبت جنت میں دائمی طور پر قائم رہتی ہے۔ ''باغ میں رہنے کے لئے داخل ہوں گے اُس میں اور، جو نیک ہوتے ہیں اِن کے آباواجداد میں اور ازواج میں اور اولاد میں، اور فرشتے آئیں گے اُن کے پاس ہر دروازے سے، کہیں گے سلامتی ہو تم پر بدلے میں اِس کے کہ تم نے صبر کیا اپنی دنیاوی زندگی میں، سو خوب ملا عاقبت کا گھر ہمیشہ کے لئے تمہارے لئے۔'' (سورہ رعد،24،23)

بہشت میں، ایمان والے ہوں گے اپنی بیویوں کے ساتھ جن کو وہ خود سے پسند کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے: ''اُن کے ساتھ وے رکھتے ہیں بیویاں کامل طور پر پاکیزہ:'' (سورۃ ان۔نساء،57)

''ہم نے پیدا کیا ہے اُن کے ساتھیوں کو خاص تخلیق کے ساتھ۔''

(سورۃ الواقعہ،35)

''تحقیق بہشت کے لوگ آج ایک مشغلہ میں لگے ہیں باتیں کرتے ہوئے، وہ اور اُن کے ازواج سایوں میں تختوں پر بیٹھے ہیں تکیہ لگائے ہوئے۔''

(سورہ یٰسین،56،55)

اللہ جو عطا کرتا ہے کئی ایک مہربان بندوں کو جنت میں، پیدا کرتا ہے ہر چیز اِس طرح سے کہ جیسے وہ پیش کرتا ہے غیر معمولی خوشیاں۔ اللہ دیتا ہے انعام اپنے بندوں کو پیدا کر کے ہر چیز جو وے چاہتے ہیں۔ ذیل کی آیت واضح کرتی ہے کہ کوئی حد نہیں ہوتی ہے اِن مہربانیوں کی جو اُنھیں دی جاتی ہیں جنت میں۔

''اِن کے واسطے ہے وہاں جو کچھ کہ وے چاہیں اور ہمارے پاس ہیں اور کچھ زیادہ بھی۔'' (سورہ ق،35)

''شکر ہے اللہ کا، اِس تسکین کے ساتھ کہ لوگ جو خواہش کرتے ہیں جنت کی اور حاصل کرتے ہیں اُس کی خوشنودی ایمان والوں کے لئے، کوئی مادی فوائد جو ہم حاصل کرتے ہیں نہیں دے سکتے ہیں زیادہ خوشی مقابلہ میں جو اللہ کی خوشنودی سے ہمیں حاصل ہوتی ہے۔

جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے:

''اللہ کی خوشنودی ہوتی ہے زیادہ خوشی کا باعث ہمارے لئے۔۔۔۔''

(سورہ توبہ،72)

جو بناتی ہے جنت کی خوشیوں کو بلند وہ ہوتی ہے پیدا اللہ کی خوشنودی کے نتیجہ میں۔ اللہ خوش ہوتا ہے اعمال سے اُن بندوں کے جن کو اللہ خیال کرتا ہے کہ وے جنت میں جانے کے صحیح معنوں میں حق دار ہیں۔

معاف کرتے ہوئے اُن کی غلطیوں کو، اور رکھتے ہوئے اُنھیں بہت ہی خوبصورت ٹھکانہ میں، جہاں یہ ایمان والے محفوظ رہتے ہیں ایک خوشیوں بھری زندگی کے ساتھ ہمیشہ کے لئے۔ جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے قرآن میں ذیل کی آیت کے تحت:

''اے وہ شخص جس نے پکڑ لیا ہے چین وسکون کا راستہ، یہ ہے اللہ کا وعدہ اُن

کے لیئے جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں، پھر چلا کرتے ہیں اپنے رب کے راستہ پر، تو اُس سے راضی اور وہ تُجھ سے راضی، پھر شامل ہو میرے بندوں کے ساتھ اور داخل ہو جا میری بہشت میں۔'' (سورۃ الفجر،30۔27)

یہ اللہ کا وعدہ اُن کے لئے جو اُس کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔کبھی نہ بُھولو، صرف وہ لوگ جو جانتے ہیں کہ یہ دنیا ہے ایک آزمائش گاہ، پرواہ کرتے ہیں اللہ کی وارننگس کی، اپنے ضمیر کے لحاظ سے چلتے ہیں، اور کوشش کرتے ہیں اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی اور حاصل کرتے ہیں جنت۔

☆ کبھی نہ بُھولو اللہ کی عبادت کو

''پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے، اُس کو راس نہیں آتے حد سے بڑھنے والے، اور مت خرابی ڈالو زمین میں اِسکی اصلاح کے بعد اور پکارو اُس کو ڈر سے اور توقع کے ساتھ بیشک اللہ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنے والوں سے۔''

(سورہ اعراف،56،55)

کبھی نہ بُھولو کہ اللہ پروردگار ہے ساری اِنسانیت کا بشمول تمہارا۔اور یہ کہ اللہ ہے تمہارا اکیلا دوست اور مددگار۔اِس لئے کبھی نہ بُھولو کہ جب کبھی مانگتے ہو کسی چیز کو، سب سے پہلے اللہ سے مانگو۔نماز اُن تمام اعمال میں سے ایک اہم عمل ہے عبادت کا جو بندوں کو اللہ کے زیادہ قریب لاتے ہیں۔بندوں کی فطرت کے لحاظ سے تمام لوگ ضرورت محسوس کرتے ہیں وقت پر ادا کرنے اِس عبادت کو۔بہرحال، یہ امر ضروری اور پسندیدہ ہوتا ہے ایمان والوں کے لئے۔ایک منکر انجام دیتا ہے صرف پریشانیوں کے اوقات میں، ایسا شخص قبول نہیں کیا جا سکتا ہے اللہ سے، چونکہ جو عمل اللہ کے نزدیک زیادہ قابل تعریف ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے مانگنا اللہ سے، خوشحالی اور پریشانی دونوں صُورتوں میں، ہماری زندگی کے ہر لمحہ میں ایک لحاظ سے۔یہی وجہ ہے کہ، وہ شخص جو عبادت کرتا ہے اللہ کی باقاعدہ طور پر، ہوتا ہے ایسا شخص جو تسلیم کرتا ہے اپنی کمزوریوں کو اللہ کے حضور میں اور اس کی کسی چیز کو

پورا کرنے میں نااہلی کو بھی تسلیم کرتا ہے جب تک کہ اُس کے کرنے میں اللہ کی مرضی شامل نہیں ہوتی۔نماز کا عمل پورا ہوتا ہے اللہ کے آگے اپنی انکساری کا اِظہار کرنے سے۔

ایک جو تعریف کرتا ہے اللہ کے اوصاف کی، تمام نتائج، آیا آسان یا مشکل ہوتے ہیں اللہ سے منسوب جو خالق ہے اور حاکم ہے ساری کائنات کا۔یہ اقبال کہ کسی بھی مسئلہ کا حل یا کسی ناموافق صورت حال کی روک تھام متعلق ہوتی ہے قادر مطلق سے، یہ ایک ذریعہ ہوتا ہے سُکون کا اور اعتماد کا ایمان والوں کے لئے، واسطے عبادت کرنے صرف اللہ کی، اور سمجھنے اللہ کو ایک واحد دوست جو پیدا کرتا ہے تحفظ کا احساس ایمان والوں میں۔

بہرحال، ہم کو ضرورت ہے یہاں بتلانے ایک غلط تصور کو۔صرف اللہ کی عبادت کرنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ بیٹھے رہیں، انتظار کرتے رہیں، اور کچھ نہ کریں۔ایک شخص کو اس حقیقت پر اعتماد کرنا چاہیے کہ اللہ ہر واقعہ کو رکھتا ہے اپنے اختیار میں۔ساتھ ہی اُس کو بہت ہی محتاط ہونا چاہیے اِستعمال کرنے میں اُن ذرائعوں کو جو اللہ نے بتلایا ہے بطور حل کے۔ایک شخص جو خلوص دِل سے عبادت کرتا ہے اللہ کی، اُس کو چاہیے کہ وہ عمل کے عبادات (prayers by action) اُن اُصولوں کے مطابقت میں انجام دے جو اللہ نے قائم کر رکھے ہیں۔یہاں عمل کی عبادات سے مراد ہے ایک اپنی مقدور بھر کوشش کرے حاصل کرنے ایک مطلوبہ نتیجہ۔مثال کے طور پر اِستعمال کریں تمام طرح کے میڈیکل تحفظات جو ہوتی ہیں ایک شکل prayers of action کی، عبادت کا ایک بنیادی طریقہ عمل ہے جو ہمیشہ کیا جانا چاہیے verbal prayer کے ساتھ ساتھ۔یعنی کسی جائز کام کو کرنے کے لئے verbal prayer کے ساتھ ساتھ اُس کے مطلوبہ نتائج کے لئے جائز طور پر جو کچھ کوشش درکار ہے یعنی prayers of action کو انجام دینا چاہیے۔

عبادات اور دعاؤں کے دوران کبھی نہ بُھولو کہ عمل خلوص دِل سے کرنا ہوتا ہے۔اللہ کی طرف رجوع ہو کر بہت ہی خلوص دِل سے گہری عاجزی کے احساسات کے ساتھ اپنے مدعا کو اللہ کے حضور میں پیش کرنا چاہیے۔اللہ ایک شخص کے اپنی شہ رگ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔اللہ تک پہنچنے کا کوئی ایک خیال جو پیدا ہوتا ہے تمہارے دماغ میں اللہ

کے علم سے چُھپا نہیں ہے۔ مگر اکثر لوگ، تاہم، ناواقف ہوتے ہیں کہ اللہ رکھتا ہے علم ہر ایک کے عبادات، دعاؤں اور خواہشات کے بارے میں۔ وے خیال کرتے ہیں کہ اللہ صرف سُنتا ہے بعض اُن کی دعاؤں کو، یا اگر وہ سُنتا ہے، جس کا جواب نہیں دیتا ہے (یقیناً اللہ جو کچھ لوگ اُس سے منسوب کرتے ہیں، وہ اُس سے بہت دور ہوتا ہے) اِس طرح کی اُن کی سوچ عیب دار ہوتی ہے۔ اللہ اندرونی خیالات کو بھی جانتا ہے، اور ہر لفظ کو جو ہم کہتے ہیں، اور اُن تمام کا جواب دیتا ہے۔ اللہ ہماری توجہ کو اِس حقیقت کی طرف منبدول کرتا ہے ذیل کی قرآن کی آیت میں:

''اور جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو، سو میں تو اُن کے قریب ہوں، اور قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو، جب مجھ سے دعا مانگیں تو چاہیے کہ وہ حُکم مانیں میرا اور یقین لائیں مجھ پر تا کہ نیک راہ پر آئیں۔'' (سورہ بقرہ، 186)

اِس لئے کبھی نہ بھولو کہ اگر ہم چاہتے ہیں ایک چیز کو، ہم کو ضرورت ہوتی ہے مانگنے اِسے اللہ سے۔ اِس طرح دعا سے ہمارے پروردگار تک پہنچنا بہت آسان ہوتا ہے۔
اِنسان فطرتاً جلد باز ہوتا ہے، ایک حقیقت میں پرزور دیا گیا ہے ذیل کی آیت میں:

''بنا ہے آدمی جلدی کی فطرت کے ساتھ، اب دکھلاتا ہوں تم کو نشانیاں سو مجھ سے جلدی مت کرو۔'' (سورۃ الانبیاء، 37)

یہ جلد بازی بعض اوقات ظاہر ہوتی ہے خود سے اُس کے عبادات میں بھی۔ جیسا کہ اِس سے پہلے کہا گیا ہے، اِنسان ہمیشہ توقع رکھتا ہے، ایک فوری جواب کا اُس کی دُعاؤں پر۔

بہر حال ہم کو یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہ اللہ ہے جو جانتا ہے کہ کیا اچھا ہے ہمارے لئے، ہمیں بتلایا جاتا ہے اِس کے بارے میں قرآن میں۔

''فرض ہوئی تم پر لڑائی اور وہ بُری لگتی ہے تم کو، اور شاید کہ بُری لگے تم کو ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بُری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' (سورۃ بقرہ، 216)

یہی وجہ ہے، جبکہ ایک شخص دعا کرتا ہے اپنے خالق سے کسی چیز کے لئے، اُس کو اللہ سے ہمیشہ ہر حال میں خوش رہنا چاہیے، چاہے کچھ بھی نتیجہ برآمد ہو، جانتے ہوئے کہ ہر فیصلہ صرف اللہ پر منحصر ہوتا ہے۔ ہر چیز جو تم خواہش کرتے ہو بھلی نہیں ہوسکتی تمہارے لئے۔ اِس لئے اللہ تمہارے دعاؤں کے جوابات تو دیتا ہے اِس لحاظ سے نہیں جس لحاظ سے تم توقع رکھتے ہو تم بلکہ اِس لحاظ سے جن کو وہ زیادہ موزوں سمجھتا ہے۔ اللہ کی طرف سے فیصلہ ہوتا ہے بھلا، تا کہ تم بڑھیں سمجھ میں، اللہ سدھارتا ہے تمہارے کردار کو ایک لحاظ سے جب تک کہ تمہارے لئے نہیں آتا موزوں وقت اِس کو کرنے کا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تمہاری موجودہ خواہش کے بدلہ میں کچھ زیادہ بہتر صورت پیدا کرنا چاہتا ہو، تاہم بعض اوقات خواہشات کا پورا نہ ہونا ہوتا ہے ایک طرح کی آزمائش تمہاری ثابت قدمی اور وفاداری کی۔

جب تم میں سے کوئی ایک گہرائی کے ساتھ سوچ و چار کرتا ہے جب وہ ایک بڑا کاروبار شروع کرنا چاہتا ہے، اُس کو اللہ سے دعا گو ہونا چاہیے: اے میرے معبود، میں تجھ سے مشورہ چاہتا ہوں تمہارے علم کے ذریعہ، آپ کی طاقت سے میں طاقت حاصل کرنا چاہتا ہوں، اور تیری سخاوت سے مالا مال ہونا چاہتا ہوں یا اللہ تو ہر لحاظ سے قابل ہے جبکہ میں نہیں ہوں اور تو علیم ہے جبکہ میں لاعلم ہوں، اور تو پوشیدہ چیزوں کے بارے میں علم رکھتا ہے یا اللہ، اگر تو جانتا ہے کہ یہ کاروبار بھلا ہے میرے لئے میرے عقیدے کے لحاظ سے، میرے روزگار کے لحاظ سے اور میرے معاملات کے نتائج کے لحاظ سے، تب اِس کا حکم دے میرے لئے، اِس کو میرے لئے آسان کردے، اور میرے لئے اِسے باعث برکت بنادے۔ البتہ اگر تو خیال کرتا ہے یہ معاملہ ہوتا ہے خراب میرے عقیدے کے لئے میرے روزگار کے لئے یا میرے معاملات سے حاصل ہونے والے نتائج کے لئے، تب اِس کو مجھ سے دور فرما یا رب العالمین اور مُجھے اُس سے دور رکھ، اور عطا کر مجھ کو طاقت کرنے اچھا کام جو کچھ بھی وہ ہوسکتا ہے، اور اُس لحاظ سے مجھ میں قناعت پیدا کر۔ (بخاری مسلم)
یقیناً اللہ رکھتا ہے ہمیں ثابت ہماری عبادات میں اور دعاؤں میں: ''اور مدد چاہو صبر سے اور نماز سے اور البتہ وہ بھاری ہے مگر اُن ہی عاجزوں پر دشوار نہیں'' (سورۃ البقرہ، 45)

مت بُھولو کہ عبادات اور دعاؤں میں مستقل مزاجی اور ثابت قدمی پاکیزہ بناتی ہے ایک ایمان والے کو، اور عطا کرتی ہے صاحب ایمان کو طاقت ارادے کی اور کردار کی۔ اُن کے عبادات کے جواب میں ، ایک ایمان والا حاصل کرتا ہے ایک گہری روحانی کیفیت، جو ہوتی ہے زیادہ قدر و قیمت کی حامل مقابلتاً کسی اور چیز کے جو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے اللہ سے۔

بہر کیف، وہ جو اُس لحاظ سے اللہ کو اہمیت نہیں دیتے جس لحاظ سے دینا ضروری ہوتا ہے، رکھتے ہیں شکوک وشبہات اپنے دِلوں میں، غلط طور پر خیال کرتے ہوئے کہ اُنکے عبادات بغیر نتائج کے ہوتے ہیں۔ ایک صاحبِ ایمان، بہر حال، یقینی طور پر محسوس کرتا ہے کہ اللہ سنتا ہے اُس کی دعاؤں کو، اور یہ کہ، ایک لحاظ سے، اللہ اُنھیں اُن کا جواب دیتا ہے۔ وہ پورے طور سے جانتا ہے کہ کوئی بھی چیز نہیں ہے اللہ کے اختیار سے باہر، اور یہ کہ ہر چیز واقع ہوتی ہے مطابقت میں ایک مخصوص، پہلے سے طے شدہ تقدیر کے لحاظ سے۔ اِس لئے، وہ کوئی شک محسوس نہیں کرتا ہے کہ اُس کی دعا قبول ہوگی یا نہیں۔ کبھی نہ بُھولو، ادا کرنا عبادات کو، مانگنا دعاؤں کو اللہ سے بغیر شک کیئے کہ حاصل کرنے میں اللہ کی نصرت ہے، جانتے ہوئے کہ تمہاری پکار یقیناً قبول کی جائے گی۔ حالات کے پرواہ کیئے بغیر بھروسہ رکھتے ہوئے اللہ پر، کیونکہ اللہ چاہتا ہے اُس کے بندے رہیں قریب اللہ کے۔ یہ ہوتا ہے بہت آسان اللہ کے لئے، جو پیدا کیا ہے تم کو مائع کی ایک بوند سے اور پیدا کیا ہے کائنات کو جبکہ کوئی وجود نہ تھا۔ قبولتا ہے تمہاری دعاؤں کو۔ اِس لئے، سب کچھ جو تم کو کرنا ہوتا ہے مانگنا، پکا عقیدہ اور صبر واستقامت کے ساتھ۔

دعا وعبادت، ہے ایک خاص بندھن جو ایک شخص اور اللہ کے درمیان ہوتا ہے۔ ایک شخص تمام اُس کے تکالیف اور تمام خواہشات اللہ کے ساتھ بانٹتا ہے، وہ اللہ سے مُلتجی ہوتا ہے۔ اللہ جو سُنتا ہے ہر پکار کو، کبھی اِسے نظر انداز نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے قرآن مخصوص نہیں کرتا ہے صرف ایک ہی طریقہ عبادت۔ قرآن زور دیتا ہے شخص پر کہ یاد کریں اللہ کو کھڑی حالت میں، بیٹھی ہوئی حالت میں یا لیٹی ہوئی حالت میں (سورۃ النساء، 103)

اِس کا مطلب ہے کہ کوئی لا سکتا ہے اللہ کا خیال اور کر سکتا ہے عبادت یا دعا کسی بھی وقت اور کسی بھی حالت میں، بغیر کوئی ضروری ادائیگی کے کوئی خاص ریتی یا رسم کے۔ یہی وجہ ہے کہ، جو اہم ہوتا ہے وہ نہیں ہوتا ظاہری ادائیگی سے بلکہ ایک شخص کی خلوصِ دِل سے ادائیگی سے۔۔۔۔۔ اِس سے ہٹ کر، ایک مخصوص جگہ درکار نہیں ہوتی ضروری طور پر وقف ہونے عبادت کے لئے، دعا کے لئے۔ یاد رکھو کہ تم کر سکتے ہو عبادت دعا شاپنگ مال میں، گلی پر، کار میں، اسکول پر، کام پر، مطلب ہوتا ہے، کہیں بھی۔ وہ سب کچھ جو تم کو کرنا ہوتا ہے، اپنے ذہن کو فضول کے خیالات سے آزاد رکھنا ہوتا ہے اور اللہ کی تم سے قربت کا احساس رکھنا ہوتا ہے۔ کبھی نہ بُھولو کہ ایک زندگی بغیر عبادت کے ہوتی ہے ناقابل وقعت اللہ کی نگاہ میں۔ سورۃ الفرقان کے ۲۲ آیت مبتلاتی ہے،

ہمارے پروردگار کو تمہارے ساتھ کیا کرنا ہوتا ہے اگر تم اُس کو نہیں پکارتے ہو۔؟ ایک بندہ کو اپنی بندگی کا احساس بناتا ہے ایک شخص کو عزیز اللہ کی نگاہ میں۔ اِس لئے، ایک شخص کو اپنے خالق سے رجوع ہونا چاہیے، اپنی کم مائیگی کا اللہ کے سامنے اعتراف کرنا چاہیے، اور صرف اللہ سے مدد کے طالب ہونا چاہیے۔ کسی اور سے رجوع ہونے کا مطلب ہوتا ہے اللہ کی ذات سے تکبر سزاوار ہوتا ہے ایک دائمی عذاب کا دوزخ میں۔

کبھی نہ بھولو کہ اللہ بہت ہی مہربان اور رحم والا ہے۔ یہ کوئی جو غلطی کرتا ہے اور تب معافی کا طلب گار ہوتا ہے، اللہ سے، پاتا ہے ہمیشہ اللہ کو مغفرت کرنے والا، بہت ہی مہربان اور ہمیشہ معاف کرنے والا، اور دعا مانگو اللہ سے اُمید کے ساتھ۔ کوئی بات نہیں کہ کس قدر بڑی غلطی تم سے سرزد ہوئی ہو، اور دِل سے اُس پر پشیمان ہو، یہ وجہ نہیں ہوتی ہے تمہارے لئے مایوس ہونے کے اللہ کی مغفرت سے۔ اِس لئے اِس بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ کس قدر اپنے آپ کو گناہگار محسوس کرتا ہے، وہ ہمیشہ توقع رکھ سکتا ہے پانے اپنے پروردگار کو مغفرت فرما۔ حقیقت میں، قرآن ہمیں بتلاتا ہے کہ یہ ہوتے ہیں منکرین جو اللہ کے فیض سے، مایوس ہوتے ہیں، بے شک نا اُمید نہیں ہوتے اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔'' (سورۃ یوسف، 87)

اِس کے برخلاف۔کبھی نہ بُھولو کہ کوئی بھی گارنٹی نہیں دے سکتا ہے کہ وہ جنت کے لائق ہے۔ ہر کوئی محفوظ نہیں ہے اللہ کے عذاب سے۔یہی وجہ ہے، جب ایک شخص اللہ کو پکارتا ہے، ایک شخص کو امید رکھنا چاہیے اللہ کے رحم کی۔اور بھی ہونے ڈر میں کہ کہیں اللہ کی خوشنودی سے محروم نہ ہو رہا ہو۔ٹھیک جیسا کہ کس قدر مشتاق ہے عبادت میں حاصل کرنے جنت کو، اِس لحاظ سے ہونا چاہیے، دور رہنے دوزخ سے۔ دوسرے الفاظ میں دوزخ کے ڈر سے، وہ توقع رکھتا ہے حاصل کرنے جنت کو۔ایک جو اللہ کی بڑائی کو جان پاتا ہے، ڈرتا ہے اُس کی سزا سے، اور خواہش رکھتا ہے کمانے اللہ کی خوشنودی کو، پھیر لیتا ہے اپنا رُخ اللہ کی طرف دِلی خلوص اور ایمان داری سے۔ اسی لحاظ سے، وہ جو سپرد کرتا ہے اپنے آپ کو اللہ کو، اور گردانتا ہے اللہ کو بطور اپنا صرف دوست اور مددگار اور پیش کرتا ہے اپنی مشکلات اور مصیبتیں، اللہ سے۔جیسا کہ پیغمبر یعقوب علیہ اسلام کی صُورت میں، اُنھوں نے کہا تھا ''میں اپنی شکایتیں بارے میں اپنے غم اور رنج کے پیش کرتا ہوں اللہ کے، سامنے۔

''بولا میں تو کھولتا ہوں اپنا اضطراب اور غم اللہ کے سامنے اور جانتا ہوں صرف اللہ کی طرف سے، جو تم نہیں جانتے۔'' (سورہ یوسف، 86)

اور یاد رکھو کہ صرف اِس دُنیا کی نعمتوں کے لئے عبادت کرنا ہے ایک شکل غرضمندی کی۔ایمان والوں کا سچا مقصد جنت ہے۔اللہ عطا کرتا ہے اِس دُنیا کی نعمتیں اُنکو جو صرف اِنہی کی خواہش رکھتے ہیں۔تاہم، یہ اُن کے لئے موزوں نہیں ہوتا کہ حاصل کریں وہ شاندار معاوضہ 'بعد کی زندگی' کا۔جیسا کہ کہا گیا ہے قرآن میں:

''پھر جب پورے کر چکو اپنے حج کے کام، تو یاد کرو، پھر کوئی آدمی کہتا ہے اے ہمارے رب دے ہم کو دُنیا میں، اور اُس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں، اور کوئی اِن میں کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو دُنیا میں خوبی اور آخرت میں بھی خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے، اِن ہی لوگوں کے واسطے حصہ ہے اُن کی کمائی سے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔'' (سورہ بقرہ، 202،200)

مشکل کے دنوں میں، جہلا اپنے آپ کو باز رکھتے ہیں کُفر سے اور پلٹتے ہیں اللہ کی

طرف عبادت میں۔ویسے جب مشکلات سے نجات پاتے ہیں، وے فوری واپس لوٹتے ہیں اپنے پُرانی، اللہ سے بے نیازی کی حالت میں، جیسا کہ وہ کبھی رجوع نہیں ہوئے تھے اللہ کی طرف۔ اِس لئے وے اللہ کی طرف پلٹتے ہیں بطور آخری ٹھکانہ کے۔ یہ احسان فراموشانہ طرزِ عمل بیان کیا گیا ہے ذیل کی آیت میں:

''اور جب پہنچے انسان کو تکلیف، پُکارے ہم کو پڑی ہوئی حالت میں یا بیٹھے ہوئے، یا کھڑی حالت میں، اور پھر جب ہم کھول دیں اُس سے وہ تکلیف، چلا جائے گویا کبھی نہ پکارا تھا ہم کو کسی تکلیف کے پہنچنے پر، اسی طرح پسند آیا ہے بے باک لوگوں کو جو کچھ وے کر رہے ہوتے ہیں۔'' (سورہ یونس، 12)

''وہ ہی تمہیں پھراتا ہے جنگل اور دریا میں، یہاں تک کہ جب تم بیٹھے کشتیوں میں، اور لے کر چلیں وہ لوگوں کو اچھی ہوا سے اور خوش ہوئے اِس سے، ایسی کشتیوں پر ہوا تُند اور اُن پر موج ہر جگہ سے اور جان لیا اُنہوں نے کہ وہ گھر گئے ہیں، پُکارنے لگے اللہ کو خالص ہو کر اِس کی بندگی میں، اگر تو نے بچا لیا ہم کو اِس سے تو بیشک ہم رہیں گے شکر گزار پھر جب بچا دیا اُن کو اللہ نے لگے شرارت کرنے اُسی وقت سے زمین میں ناحق کی، سنو لوگو تمہاری شرارت ہے تم ہی پر، نفع اٹھا لو دنیا کی زندگانی کا پھر ہمارے پاس تم کو لوٹ کرانا ہے پھر ہم بتلا دیں گے جو کچھ کہ تم کرتے تھے۔'' (سورہ یونس، 23،22)

حقیقت میں، ایک واحد لمحہ ایسا نہیں گذرتا ہے جس میں انسان کو اللہ کی ضرورت لاحق نہیں رہتی ہے۔۔۔۔۔۔اِس لئے کبھی نہ بُھولو یاد کرنا اللہ کو:

''۔۔۔۔۔۔عاجزی سے اور ڈر سے بغیر آواز کو بلند کیئے مصروف رہ اللہ کے حضور میں، صبح و شام مت رہ بے خبر۔'' (سورہ ال اعراف، 55)

یاد رکھ کہ اُن لوگوں کا خاتمہ، جو نا کام ہیں عبادت کرنے اللہ کے حضور میں ہوگا دائمی تکلیف کے ساتھ دوزخ میں۔'' (سورہ اعراف، 205)

''تمہارا پروردگار کہتا ہے، مجھے پکارو اور میں تم کو جواب دوں گا۔ بے شک جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری بندگی سے، اب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر۔''

(سورہ مومن، 60)

☆ ہرگز نہ بُھولو کہ تم کو رہنا ہے اللہ کے ساتھ خلوص اور ایمان داری کے ساتھ

''۔۔۔۔۔۔اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چُوک جاؤ، پر وہ جو دِل سے اِرادہ کروتو۔۔۔ پُرسش نہ ہو۔اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔'' (سورہ احزاب،5)

اللہ سے ڈر کی بنیاد پر مذہب قائم ہے۔صرف وہ لوگ جو اللہ سے ڈرتے ہیں، اللہ کی راہ پر ہوتے ہیں۔ وہ خلوص کے ساتھ خود سپرد ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن ہمیں بتلاتا ہے، خلوص افتادِ طبع ہوتا ہے اُن لوگوں کا جو محسوس کرتے ہیں ایک زبردست ڈر اللہ کے لئے، اور مصروف ہوتے ہیں صرف ایسے کاموں میں جو اللہ کی خوشنودی کے باعث ہوتے ہیں۔کوئی بھی چیز حوصلہ شکنی نہیں کرسکتی ہے ایک مخلص ایمان والے کی، اُس کے اصل مقصد کے حصول میں۔ وہ سمجھداری سے نظر انداز کرتا ہے ایسے کام کو جو اِنصاف کے دن کے حساب کے لئے فائدہ مند نہ ہوں۔قرآن کی ایک آیت میں اللہ اِس بہترین طرزِ عمل کی طرف توجہ دلاتا ہے:

''بھلا ہو جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی اللہ سے ڈرنے پر اور اُس کی رضامندی پر وہ بہتر ہے یا جس نے بنیاد رکھی ہو اپنی عمارت کی کنارے پر ایک کھائی کے جو گرنے کو ہے پھر اِس کو لے کر ڈھے پڑا ہو دوزخ کی آگ میں، اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔''
(سورہ توبہ،109)

قرآن بیان کرتا ہے کہ ایک ایمان والا نہ تو ایسا شخص ہوتا ہے جو کبھی غلطی نہیں کرتا بلکہ ایسا شخص ہوتا ہے جو ایک آدھ بار غلطی تو کرتا ہے تاہم فوری طور پر اپنے فعل پر پشیمان ہوتا ہے اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا عہد کرتا ہے اور اللہ سے اپنی غلطی کی معافی کا طلب گار ہو جاتا ہے۔اُس زندگی کے لمحہ کے لئے ایک ایمان والا جو اللہ سے ڈرتا ہے، جہد مسلسل کرتا ہے۔اختیار کرنے بہترین طرزِ عمل اور حُسنِ سلوک اپنی زندگی میں۔تاہم بعض غلطیوں کا حوالہ دیتا ہے۔کو جو اہم بات ہوتی ہے، بہر حال، تہیہ کرنا ہوتا ہے غلطی کو آئندہ کبھی نہ دہرانے کا، اور خلوص کے ساتھ ہمیشہ کیلئے اُس غلطی سے دور رہنے کا۔جہاں تک حقیقت کا

تعلق ہے، اِسلام لانے کے بعد ایک شخص کے لیے ناممکن ہے کہ غلطی نہ کرے کوئی بھی۔دُنیا ایک جگہ ہے آزمائش کی اور سدھار کی۔اِس کے علاوہ ہر غلطی جو وہ کرتا ہے اضافہ کرتی ہے ایک صاحب ایمان کی واقفیت میں اُس کی کمزوریوں کی، جو وہ اللہ کے سامنے رجوع کرتا ہے ندامت سے دوبارہ نہ کرنے کے عہد کے ساتھ۔اللہ وعدہ کرتا ہے معافی کا اُن لوگوں سے جو خلوص دِل سے ندامت سے اپنے غلطیوں پر پشیمان ہوتے ہیں اور اپنی غلطیوں کی اصلاح کرتے ہیں۔اسلام کافی حد تک آسانی اور آزادی کی اجازت دیتا ہے۔بہرنوع، چونکہ غلطیاں پیدا کرتی ہیں مختلف ناموافق سماجی ناپسندیدگی، لوگوں کی اکثریت اپنے آپ کو ڈھال لیتے ہیں اُن اُصولوں کے مطابق جو سماج اُن پر عائد کرتا ہے۔

ناواقفیت کے حامل سماج میں، لوگوں میں کسی کو معاف نہ کرنے کا رُجحان ہوتا ہے۔حتٰی کہ ایک خاص شخص اپنی غلطی کی تلافی کر بھی لیتا ہے تو اُس کو معاف نہیں کیا جاتا ہے۔وہ سماج کی نگاہوں میں مشکوک رہتا ہے۔وہ غلطی اُس کے لئے ایک مستقل دھبہ بن جاتی ہے ایک شخص کی شہرت پر۔یہ سماج کی زیادتیاں دباؤ ڈالتی ہیں خاطی پر داخل ہونے بے خلوصی کے دائرہ عمل میں۔خاطی ٹھیرایا ہوا شخص کوشش کرتا ہے اپنے آپ کا پھر سے image بنانے لوگوں کی نگاہوں میں دھوکہ دہی کے طریقوں سے۔

صرف صحیح طور پر چھٹکارا پانے اِس اخلاقی تباہی سے ممکن ہوتا ہے، ہونے مخلص اور سچے اللہ کے ساتھ ہر صُورت میں۔کیونکہ صرف اسلام رفع کرتا ہے اُن پریشانیوں کو جو سماج کے غلط طرزِ عمل سے پیدا ہوتی ہیں۔یہ اِسلام ہوتا ہے جو رکھتا ہے ایمان والوں کو دور کسی بھی طرزِ عمل سے جو نقصان پہنچاتا ہے خلوص اور سچائی کو۔

''اور وہ لوگ جو کر بیٹھتے ہیں کچھ کُھلا گناہ یا بُرا کام اپنے حق میں تو یاد کرتے ہیں اللہ کو اور بخشش مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی، اور کون ہے معاف کرنے والا سوائے اللہ کے اور اڑتے نہیں اپنے کیئے پر پھر کبھی، یہ وہ جانتے ہیں۔'' (سورہ ال عمران،135)

جیسا کہ پیغمبر ﷺ کا کہنا ہے، ''مذہب ہے نام خلوص اور خیر خواہی کا۔'' (مسلم)

ایک شخص ہوسکتا ہے مخلص، اگر وہ اپنے ضمیر کے مطابق چلتا ہے اور رکھتا ہے اپنے

دماغ کو مصروف اِس حقیقت سے کہ اللہ دیکھتا ہے اُس کو ہر کام میں جو وہ کرتا ہے۔کبھی نہ بُھولو کہ چلانا اپنے آپ کو دوسروں کے خواہشات اور اِظہارات کے مطابق بھٹکا دیتا ہے تمہیں سچائی کے راستہ سے۔کوئی بھی ہم آہنگی پیش نظر اللہ، ہو حاصل کرنے لوگوں کی رضا تباہ کر دیتی ہے تمہارے خلوص کو۔ برخلاف اِس کے اِس بات سے واقف رہنے کہ اللہ دیکھتا ہے اپنے بندوں کو ہر لمحہ، اور کام کرتے ہیں قرآنی اُصولوں کے تحت تو بندہ کے خلوص میں اضافہ ہوتا ہے اور کام ڈھنگ سے ہو پاتا ہے۔

کبھی نہ بُھولو کہ کسی سے نہ ڈرنا البتہ اللہ سے، تیقن دیتا ہے صحیح ایمانداری کی۔ شیطان بھٹکاتا ہے اِنسان کو ہونے غیر مخلص عوامی ذلت کے جھوٹے ڈر کے وسوسہ سے، یا نا اِنصافی یا نقصان سے گذرنے کے ڈر سے، یہ ایک غیر معمولی غلط تصور ہے۔ یہ اللہ ہے جو سزا دیتا ہے یا انعام دیتا ہے اِنسان کو، اِس دُنیا میں اور آنے والی دُنیا میں۔ ہر کوئی غلطی کرتا ہے۔اِس لئے جو کچھ کہ حقیقت میں قابل غور ہے، وہ خلوص دِل سے اللہ سے معافی کا طلب گار رہنا ہوتا ہے، اور اُس غلطی کا اعادہ نہ کرنا غلطی پہچان لینے کے بعد ہوتا ہے، ایک شخص کی توجہ لگے رہنے اپنی غلطیوں کی تلافی میں ظاہر کرتی ہے شخص کے خلوص کی۔ چونکہ کوئی بھی شخص بنا عیب کے نہیں ہوتا، وہی زیادہ قابل تعظیم ہوتا ہے لوگوں میں جو بہت ہی مخلص اور ایماندار ہوتا ہے اللہ کی طرف۔ اللہ کا اِرشاد اِس ذیل کی آیت میں پیش ہے:

''تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہوتا ہے، اگر تم نیک ہوں گے تو وہ رُجوع ہونے والوں کو بخشتا ہے۔'' (سورۃ اِسرا،25)

ہر وقت ایک پُرخلوص شخص غلطی کر بیٹھتا ہے، وہ اپنی کمزوریوں کو اللہ کے سامنے ظاہر کرتا ہے اور اللہ سے رجوع کرتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ لوگ (سماج کے) نہیں ہوتے ہیں جو اُسے معاف کر سکتے ہیں، سوائے اللہ کے۔ دوسرے الفاظ میں، جب ایک غلطی سرزد ہوتی ہے تو ایمان والا خلوصِ دِل کے ساتھ ندامت محسوس کرتا ہے اور اپنے آپ کو متعلق نہیں کرتا ہے کہ لوگ کیا سوچتے ہیں۔ وے جو کوشش کرتے ہیں خوش کرنے دوسروں کو اور لگائے رکھتے ہیں اپنے آپ کو اُن کی رائے سے، مائل ہوتے ہیں کرنے اور زیادہ غلطیاں،

نتیجہ میں اُن کی کوششوں کے جو وہ اپنی غلطیوں کے چُھپائے رکھنے میں کر گذرتے ہیں۔ سچائی، بہر حال، یہ ہے کہ حتیٰ کہ اگر وے دے سکتے ہیں دھوکہ دوسروں کو، لیکن اللہ جانتا ہے ہر چیز کو۔ یاد رکھو کہ بے ایمان اور غیر مخلص لوگ بُھگتے ہیں گہرا نقصان اُن کے جانوں پر۔

''اللہ نہیں ڈالتا بوجھ کسی شخص پر اِتنا زیادہ کہ وہ سنبھال نہ سکے۔ اسی کو ملتا ہے جو اس نے کمایا ہے اور اُسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا ہے، اے ہمارے رب نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بُھولیں یا چُوکیں، اے رب ہمارے نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا کہ رکھا تھا ہم سے اگلوں پر، اے رب ہمارے اور نہ اُٹھوا ہم سے وہ بُوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگذر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر، تو ہی ہمارا رب ہے، مدد کر ہماری منکروں پر۔''

(سورہ بقرہ،286)

اور یاد رکھو کہ صرف اللہ ہے جس کو ایک شخص اپنے آپ کو وقف کرے سچے خلوص کے ساتھ۔ ایک شخص لاعلم ہوتا ہے، وہ اشیاء کے متعلق بھی لاعلم ہوتا ہے۔ اُس کو چاہیے اللہ کی خوشنودی کے لئے اچھے کام کرے۔ بہر حال، اللہ یقیناً بتلاتا ہے سیدھا راستہ اُن لوگوں کو جو صحیح معنوں میں خواہش مند ہوتے ہیں موڑنے اپنے آپ کو اللہ کی طرف۔ جو کچھ اہم ہوتا ہے وہ خلوصِ دِل سے اپنے آپ کو اللہ کو سپرد کرنا ہوتا ہے۔

اللہ خوشخبری دیتا ہے کہ وہ جو کوئی اللہ کے سامنے جُھکا رہے گا کبھی خسارہ میں نہیں رہے گا۔

''اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر، سو اُس نے پکڑ لیا مضبوط کڑا اور اللہ کی طرف ہے نتیجہ ہر کام کا۔'' (سورہ لقمان،22)

اِس لئے کبھی نظر انداز نہ کرو بے شمار یاددہانیوں کو جو تم حاصل کرتے ہو اپنی زندگی میں بار بار۔

اور کبھی نہ بُھولو کہ ایک اور صرف ایک راستہ ہے نجات حاصل کرنے کا، اِس جہاں میں اور بعد کی دُنیا میں، وہ ہے پلٹنا اللہ کی طرف ایک پُرخلوص دِل کے ساتھ، ہمیشہ کہ لئے۔

☆ کبھی نہ بھولو پشیمان ہونا اور مُلتجی ہونا تمہارے گناہوں کی معافی کے لئے

''پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب اُن لوگوں پر، جنھوں نے بُرائی کی نادانی سے پھر توبہ کی اِس کے بعد پیچھے اور سنوارا اپنے آپ کو، سو تیرا رب اِن باتوں کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے۔'' (سورہ نحل، 119)

اللہ سے خلوص کی اہمیت کی ایک جانکاری رکھنا ایک شخص کی رہبری کرتا ہے نہ کرنے غلطی پلٹنے اللہ کی طرف، اور پشیمان ہونے اور کوشش کرنے اُس کے بخشش کی، اِس بات کی اہمیت نہیں کہ کس طرح کی غلطی ہوتی ہے۔ یہ مثال ہے اللہ کے بے پایاں رحم کی، جیسا کہ بار بار تذکرہ ہوا ہے اِس کا قرآن میں:

''اور جو کوئی کرے گناہ یا اپنا بُرا کرے پھر اللہ سے بخشوائے تو پاوے اللہ کو بخشنے والا مہربان۔'' (سورۃ انساء، 110)

اللہ عطا کرتا ہے اپنے ایمان والوں کو موقعہ، کسی بھی غلطی کو دُرست کرنے کے لئے۔ اللہ کی نظر میں، جو قابلِ لحاظ ہوتا ہے، وہ نہ تو اہم ہوتا ہے یا غیر اہم، گناہوں کے لحاظ سے، البتہ ہوتا ہے شخص کا خلوص جو اللہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ یقیناً ایک بڑی مہربانی ہے جو ایمان والوں پر کی جاتی ہے۔

''اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کچھ کُھلا گناہ یا بُرا کام کریں اپنے حق میں، تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے بخشنے والا سوائے اللہ کے اور اڑتے نہیں اپنے کیۓ پر اور وہ جانتے ہیں۔'' (سورۃ ال۔عمران، 135)

صاحب ایمان کو سمجھنا چاہیے اِسکی کوئی پرواہ نہیں کہ کس قدر، خطرناک ایک غلطی ہوسکتی ہے— حتیٰ کہ سب سے بڑی سزا کوئی بھی ممکنہ طور پر خیال کرسکتا ہے، ایسا شخص جب اللہ کی طرف پلٹتا ہے پشیمانی کے ساتھ تو وہ اپنے بوجھ سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ جیسا کہ پرافٹ محمد ﷺ کا کہنا ہے:

اگر کوئی مسلسل معافی کا خواستگار رہتا ہے اللہ سے، اللہ مقرر کرتا ہے ایک راستہ اُس

کے لئے تکلیف سے نکلنے کا اور ایک چھٹکارا ہر پریشانی سے، اور خورد ونوش کا سامان مہیا کرتا ہے اس کے لئے وہاں سے، جہاں سے وہ توقع نہیں کرسکتا ہے ایسا بھلا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنی تمام زندگی بدعقیدہ رہا تھا، حتیٰ کہ آخری لمحہ تک وہ رہا ہو پیچھے صرف اُس کے ترنگ اور خواہشات کے۔ بہرحال بدلہ میں اِس اظہار ندامت پر اپنے گناہوں پر، اور تہیہ کرتے ہوئے ایک مضبوط اور پُرخلوص وعدہ کے کہ وہی غلطی دوبارہ کبھی نہیں کرے گا، ایک شخص ہمیشہ توقع رکھ سکتا ہے اللہ کی معافی کے لئے۔ یاد رکھو کہ چھٹکارا، اللہ کے خلاف کیئے گئے گناہوں سے، صرف لے سکتا ہے ایک لمحہ، خلوص سے بھرے ندامت سے اور ہوتا ہے صرف ایک ہی راستہ نجات کا۔ بنیادی طور پر، ایک شخص کو ضرورت ہے رکھنے اللہ سے کیا ہوا وعدہ اور پُرخلوص ہونے اللہ کی طرف۔

''توبہ قبول کرنی ہے، اللہ کو ضروری ہے اُن کی جو کرتے ہیں بُرا کام نادانی سے پھر توبہ کر لیتے ہیں جلدی سے تو اللہ اِن کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے حکمت والا ہے، اور ایسوں کی توبہ نہیں قبولتا جو کئے جاتے ہیں بُرے کام یہاں تک جب سامنے آ جاوے اُن میں سے کسی کی موت تو کہنے لگتے ہیں، میں توبہ کرتا ہوں'' اب اور نہ ایسوں کی توبہ قبول نہیں کی جاتی جو کہ مرتے ہیں حالت کفر میں، اِن کے لئے تو ہم نے تیار کیا ہے عذاب دردناک۔'' (سورہ نساء، 18، 17)

اِس بات کی پرواہ نہیں گناہ کس نوعیت کا ہے، کبھی نہ بھولنا پلٹنا اللہ کی طرف ندامت کے ساتھ، اِس وعدہ کے ساتھ کہ کبھی نہ کریں گے ایسی غلطی دوبارہ۔ رکھو ذہن میں یہ بات کہ موت تم کو آسکتی ہے کسی بھی لمحہ پر، لاسکتی ہے ایک دفعتاً خاتمہ کوئی اور موقعہ کا ندامت کا، اِس لئے ملتجی ہو جاؤ اللہ سے اب ہی معافی کے لئے، ساتھ میں ندامت کے ساتھ نہ کرنے کسی گناہ کو دوبارہ۔ یقیناً یہ مشکل ہے سوائے عاجزی کرنے والے کے (سورہ بقرہ، 45)

لیکن یاد رکھو کہ ایسے لوگ داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر جو کرتے نہیں عاجزی اللہ کے حضور میں۔ (سورہ غافر، 60)

اور گھسیٹے جائیں گے اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں (سورۃ ال۔قمر، 48)

اور روز قیامت ان پر پابندی عائد ہوگی اُن کے پروردگار کے سامنے آنے سے، اللہ نہ تو اُن سے بات کرے گا اور نہ پاک کرے گا اُنھیں۔۔۔۔۔

مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو اُن کو بدل دے گا اللہ اُن کی بُرائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان، اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے نیک کام سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف آنے کی جگہ خلوص سے۔(سورۃ الفرقان،71،70)

☆ یاد دہانی نفع بخش ہوتی ہے صرف اُن لوگوں کے لئے جو اللہ سے ڈرتے ہیں

''اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو'' (الذّٰریٰت 55)

اِس دُنیا کی زندگی میں، اللہ عطا کرتا ہے لوگوں کو ایک طویل زندگی جو کافی ہوتی ہے سبق حاصل کرنے کئی ایک یاد دہانیوں سے جو اللہ اُنھیں پیش کرتا ہے۔ لازمی طور پر، وہاں پر ایک شخص کی زندگی کے دوران کئی ایک باتیں ہوتی رہتی ہیں جو لی جاتی ہیں بطور وارننگس کے، بطور یاد دہانیوں کے۔

مثلاً اموات خبروں میں پیش کی جاتی ہیں یا وہ اموات جو ہم خود سے مشاہدہ کرتے ہیں، اِن کو لینا چاہیے بطور تنبیہ کے۔ اِن مثالوں سے، اللہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم بھی مل سکتے ہیں ہمارے اموات سے کسی بھی لمحہ پر۔ اِسی لحاظ سے، جسمانی کمزوریاں، جن کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے، بھی ہوتے ہیں یاد دہانیاں ہمارے پروردگار کی طرف سے۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے، اللہ پیدا کرتا ہے اِنسان میں یہ کمزوریاں اُس کو سمجھانے کے لئے کہ یہ دنیا اِس قابل نہیں ہے کہ اِس میں کھو جاؤ۔ اِس کے علاوہ، بعض انعامات کا کھو جانا یا بعض تباہیوں کا وقوع پذیر ہونا بھی ایک یاد دہانی ہوتی ہے اللہ کی طرف سے۔ ویسے ایک شخص ہو سکتا ہے، بہت ہی خوبصورت یا دولت مند، اللہ کی مرضی سے، لئے جا سکتے ہیں صرف ایک ہی لمحہ میں ایک مرد یا ایک عورت سے اُن کی خوبصورتی یا مقبوضات، کسی نہ کسی وجہ سے۔

کبھی نہ بُھولو کہ اِن مثالوں میں سے ہر ایک صرف یاد دہانیاں ہیں اللہ کی طرف سے اُس کے بندوں کے لئے بطور ایک مہربانی کے، اور یہ کہ ہم کو اُن سے اثر لینا چاہیے،

سبق سیکھنا چاہیے، اور اُس سیدھے راستے پر آگے بڑھنا چاہیے جس پر چلنے کے لئے اللہ ہمیں پکارتا ہے۔ بہرحال، جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے، جب کہ یہ یاد دہانیاں فائدہ بخش ہوتی ہیں ایمان والوں کے لئے، وے صرف پریشان کر دیتے ہیں اُن کو جو اللہ سے تکبر کرتے ہیں:

''سو تو سمجھا دے، اگر فائدہ کرے سمجھانا، سمجھ جائے گا جس کو ڈر ہوگا اللہ کا، اور دُور رہے گا اُس سے بڑا بدقسمت۔'' (سورۃ اِل۔اعلیٰ،11،9)

پھر، کبھی نہ بُھولو کہ اللہ نے بھیجا ہے قرآن بحیثیت ایک رہبر کے اِنسانیت کے لئے، ایک تنبیہہ کے اور یاد دہانی کے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے قرآن میں:

''اور پھیر پھیر کہ سمجھایا ہے ہم نے اِس قرآن میں تا کہ وہ سوچیں اور اُن منکرین کو زیادہ ہوتا ہے اور دور بھاگنا۔'' (سورۃ اِل۔اِسرا،41)

قرآن میں اور بھی آیتیں ہیں جو اِس حقیقت کو بیان کرتی ہیں کہ کئی یاد دہانیاں اور وارننگس دی جاتی ہیں لوگوں کو۔ اِس لئے، جو کوئی نظر انداز کرتا ہے اور دور رہتا ہے اُن سے، ہو جاتا ہے سزا وار سزا کا۔ اِس بات کی وضاحت ہوتی ہے قرآن میں جیسا کہ پیش ہے:''ہمارا کام یاد دلانا ہوتا ہے نہ کہ ہمارا کام ظلم کرنا۔'' (سورۃ شعرا،209)

''اور وہ ڈرا چُکا تھا اِن کو ہماری پکڑ سے پھر وہ لگے مکرانے ہمارے ڈرانے کو۔''
(سورۃ قمر،36)

کبھی نہ بُھولو کہ تمام یاد دہانیاں تم پاتے ہو، وے حقیقت میں آتی ہیں اللہ سے۔ اللہ بتلاتا ہے اپنے بندوں کو اپنے پیغمبروں اور کتابوں کے ذریعہ، بارے میں اُس کے احکامات اور واقف کراتا ہے اُنھیں کہ کیسے وے اپنے آپ کو لے کے چلیں تا کہ اللہ کو خوش کر سکے۔ اللہ سونپتا ہے ایمان والوں کو کام، بھلائی کے کاموں میں شریک ہونے، روکنے بُرائی سے اور یاد دلانے سچائی کو۔

اِس لئے، ہر یاد دہانی، ایک ایمان والا حاصل کرتا ہے، اہم ہوتی ہے قرآن مشورہ دیتا ہے لوگوں کو بھلائی کے کام میں شریک ہونے، بُرائی سے روکنے یا رُکنے اور ایک

دوسرے کو یاددہانی کرنے اُن کے ذمہ داریوں کی۔ اِس لحاظ سے، اللہ کے رسول متنبہ کرتے تھے اُن کے لوگوں کو تاکہ بچاسکیں اُنھیں دائمی عذاب سے۔

''تھے سب لوگ ایک دین پر، پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر خوشنودی سنانے والے اور ڈرانے والے اور اُتاری اُن کے ساتھ کتاب سچی کہ فیصلہ کرے لوگوں میں جس بات میں وہ جھگڑا کریں، اور جھگڑا ڈالا کتاب میں مگر اُنہی لوگوں نے جن کو کتاب ملی تھی اِس کے بعد کہ اُن کو پہنچے صاف حکم آپس کی ضد سے پھر اب ہدایت کی اللہ نے ایمان والوں کو اس سچی بات کی جس میں وہ جھگڑا کر رہے تھے اپنے حکم سے اور اللہ بتلاتا ہے جس کو چاہے سیدھا راستہ۔'' (سورہ بقرہ،213)

''اے کتاب والو! آیا ہے تمہارے پاس رسول ہمارا کھولتا ہے تم پر بغیر رسولوں کے ایک عرصہ گذرنے کے بعد کبھی نہ تم کہنے لگو کہ ہمارے پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈرسنانے والا، سو آچکا تمہارے پاس خوشی اور ڈرسنانے والا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

(سورہ مائدہ،19)

قرآن باربار زور دیتا ہے، پیغمبروں کی فرمانبرداری کی اہمیت پر۔ یہی وجہ ہے، ایک دفعہ پیغمبر صاف طور سے پہنچاتا ہے پیغام کتاب کا اور مذہب کا اُس کے لوگوں کو، وہاں پر مزید نہیں رہ پاتا ہے کوئی حیلہ جو وے کر سکتے اللہ سے۔

''بھیجے پیغمبر خوشخبری اور ڈرسنانے والے تاکہ باقی نہ رہے لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع رسولوں کے بعد اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔'' (سورہ نساء،165)

پیغمبر نوحؑ کا بُلانا اُس کے لوگوں کو مذہب کی طرف، لوگوں کا زور دینا انکار پر، اور اندوہناک خاتمہ، اُن لوگوں کا مبتلائے مصیبت ہونا تمام بیان کیا گیا ہے قرآن میں بطور سبق اموز اسباق کے جو رکھے رہے نسلوں کے لئے جو اُن کے بعد آتے رہے تھے:

آیت

''ہم نے بھیجا نوح کو اُس کی قوم کی طرف ڈرا اپنی قوم کو اِس سے پہلے کہ پہنچے اُن پر عذاب دردناک، بولا اے قوم میری، میں تم کو ڈرسناتا ہوں کُھل کر کہ بندگی کرو اللہ کی

اور اُس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو تاکہ بخشے وہ تم کو کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو ایک مقررہ وعدہ تک، وہ جو وعدہ کیا ہے اللہ نے جب آپہنچے گا اُس کو ڈھیل نہ ہوگی مزید، اگر تم کو سمجھ ہے۔ بولا اے رب میں بُلاتا رہا اپنی قوم کو رات اور دن پھر میرے بُلانے سے اور زیادہ بھاگنے لگے، اور میں نے جب کبھی اُن کو بُلایا تاکہ تو اُن کو بخشے، وہ ڈالنے لگے انگلیاں اپنے کانوں میں اور لپیٹنے لگے اپنے اوپر کپڑے، اور ضد کی اور غرور کیا بڑا غرور پھر میں نے بُلایا اُن کو برملا پھر میں نے اُن کو کُھل کر کہا اور چھپ کر بھی کہا چپکے سے تو میں نے کہا گناہ بخشواؤ اپنے رب سے، بیشک وہ ہے بخشنے والا۔'' (سورہ نوح،10۔1)

''بولے اے نوح تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت جھگڑ چکا اب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اگر تو سچا ہے، کہا کہ لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور تم نہ تھکا سکو گے بھاگ کر اور نہ کارگر ہوگی تم کو میری نصیحت جو چاہوں کہ تم کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا ہوگا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا اور اُسی کی طرف لوٹ جاؤ گے، کیا کہتے ہیں کہ بنالایا قرآن کو۔ کہہ دے اگر میں بنالایا ہوں تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میرا ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو، اور حکم ہوا نوح کے کہ اب ایمان نہ لائے گا کوئی تیری قوم میں مگر جو ایمان لاچکا سو وہ غمگین نہ رہ اُن کاموں پر جو وہ کر رہے ہیں۔'' (سورہ ہود،36،32)

ایک دوسری مثال بیان کی گئی ہے قرآن میں وہ ہے یہ کہ اسرائیلی قبیلہ کی، جو ناکام ہوگئے تھے پرواہ کرنے میں یاددہانیوں کی جو بھیجے گئے تھے اُن کو یا کمی کرنے اُن کے گناہوں میں۔ اِس وجہ کے لئے، اُن کے دِل سخت ہو چکے تھے اور محروم ہوگئے تھے ہمدردی سے۔

''اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل سے اور مقرر کیۓ ہم نے ان میں بارہ سردار اور کہا اللہ نے میں تمہارے ساتھ ہوں اگر قائم رکھو گے تم نماز اور دیتے رہو گے زکوٰۃ اور یقین لاؤ گے میرے رسولوں پر اور مدد کرو گے اُن کی اور قرض دو گے اللہ کو اچھی طرح کا قرض تو البتہ دور کردوں گا میں تم سے گناہ تمہارے اور داخل کردوں گا تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں پھر جو کوئی منکر ہوا تم میں سے اُس کے بعد تو وہ بیشک گمراہ ہوا سیدھے راستہ سے، سو اُن کے عہد توڑنے پر ہم نے اُن پر لعنت کی اور کردیا ہم نے اُن کے

دِلوں کو سخت، پھیرتے ہیں کلام کو اُس کے ٹھکانے سے اور بھول گئے نفع اُٹھانا اُس نصیحت سے جو اُن کو کی گئی تھی اور ہمیشہ تو مطلع ہوتا رہتا ہے اُن کی کسی دغا پر مگر تھوڑے لوگ اُن میں سے سو معاف کر اور درگذر کر اُن سے، اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو۔''

(سورۃ مائدہ، 13،12)

قرآن میں اللہ بتلاتا ہے مختلف طریقوں کو جو استعمال میں آئے تھے پیغمبروں سے اور دیانت دار ایمان والوں سے جو follow کیئے تھے اُن کو تاکہ رہبری کر سکیں اُن لوگوں کی اللہ کے مذہب کے لئے۔ ماضی کے تہذیبوں کی تاریخ میں پائے جانے والے اہم مرحلوں کو قرآن میں بتلایا گیا ہے، قرآن ہی صرف ایسی گائیڈ ہے جو سچے راستے کی عالم اِنسانیت کے لئے جو کردار سازی کرتی ہے، تاکہ آنے والی نسلیں اِس سے اسباق حاصل کر سکیں۔

''سو اب کچھ نہیں جس کا انتظار کریں مگر اُنہی کے لحاظ سے دِن جو کچھ گذر چکے ہیں ان سے پہلے، تو کہہ اب راہ دیکھو، میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں۔''

(سورہ یونس، 102)

کبھی نہ بُھولو کہ یہ یاد دہانیاں نفع بخش ہوتی ہیں صرف اُن کے لئے جو اللہ سے ڈرتے ہیں، جہاں تک جو لوگ بغیر اللہ سے ڈر کے ہوتے ہیں، متاثر نہیں ہوتے اور نہ اُن یاد دہانیوں سے کوئی سبق حاصل کرتے ہیں۔ اللہ بیان کرتا ہے منکرین کی اس حالت کو ذیل کے آیات میں:

''بیشک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں، برابر ہے اُن کو تو ڈرائے یا نہ ڈرائے، وہ ایمان نہیں لائیں گے، مُہر کر دی ہے اللہ نے اُن کے دِلوں پر اور اُن کے کانوں پر اور اُن کے آنکھوں پر پردہ ہے، اور اُن کے لئے ہے بڑا عذاب۔'' (سورہ بقرہ، 7،6)

ہمارے پروردگار کے وارننگس سے منہ موڑ لینا، اور بُھول جانا اُن اعمال کو جو کسی نے کیا ہے، حقیقت میں ''ایک بڑی غلطی''۔ اِس طرح اللہ غیر معروف کر دیتا ہے اُن کی سمجھ کو اور محروم کر دیتا ہے اُن کو اپنے انعامات سے۔ یہی وجہ ہے کہ وے ہوتے ہیں ایسے لوگ جو

کبھی بھی راہ نہیں پاتے۔

''اور اُس سے زیادہ ظالم کون جس کو سمجھایا گیا اِس کے رب کے کلام سے پھر منہ پھیر لیا اللہ کی طرف سے اور بُھول گیا جو کچھ آگے بھیج چکے ہیں اِس کے ہاتھ، ہم نے ڈال دیئے ہیں پردے اُن کے دِلوں پر کہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں ہے بوجھ، اور اگر تو ان کو بُلاوے راہ پر تو ہرگز نہ آئیں راہ پر اُس وقت کبھی۔''

(سورہ ال کہف، 57)

اب بھی بہر حال، اللہ نے بھیجا ہے یاد دہانیاں اُن کو قرآن کے لحاظ سے، اِس توقع کے ساتھ کہ وے توجہ دے سکیں گے ان پر، کیوں کہ سزا جس کا وے سامنا کریں گے، اُن کے تصور سے بھی بڑی ہوگی۔ کبھی نہ بُھولو کہ کیفیت اُن لوگوں کی جو زور دیتے ہیں توجہ نہ دینے اللہ کے یاد دہانیوں پر ذیل کی آیت کے مطابق ہے:

''پھر جب وہ بُھول گئے اُس کو جو اُن کو سمجھایا گیا تھا تو نجات دی ہم نے اُن کو جو منع کرتے تھے بُرے کام سے اور پکڑا گناہگاروں کو بڑے عذاب میں اُن کے نافرمانی کی وجہ سے۔'' (سورہ اعراف، 165)

اللہ نے ہم پر قرآنی احکامات فرض کر دئے ہیں، اللہ اپنے بندوں کے لئے مشکل نہیں چاہتا۔ اِس کے برخلاف، اللہ اپنے بندوں کی زندگیاں اِس جہاں میں آسان بناتا ہے، ساتھ ساتھ اُنھیں دیتا ہے جنت کی خوشخبری، جنت ایک بے پایاں خوبصورتی کا مسکن ہے، جس میں ایمان والے جلد ہی داخل ہوں گے۔

اللہ، بہت ہی مہربان اور رحم والا ہے، اور جو وعدہ کرتا ہے معاف کرنے اپنے بندوں کے گناہوں کو جو اللہ سے مُلتجی رہتے ہیں۔ ایسی صورت حال ہو تو کیا لازم آتا ہے بندوں پر، ڈرے اللہ سے اور بندگی کرے اللہ کی جیسا کہ اللہ کے لئے موزوں ہوتا ہے

''اور رجوع ہو جاؤ اپنے رب کی طرف اور اُس کی اطاعت کرو، اِس سے پہلے کہ آئے تم پر عذاب، پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا اور چلو بہتر بات پر جو اُتری ہو تمہاری طرف تمہارے رب سے، پہلے اِس سے کہ پہنچے تم پر عذاب اچانک اور تم کو خبر نہ ہو، کہیں

کہنے لگے کوئی شخص، اے افسوس اِس بات پر کہ میں کوتاہی کرتا رہا اللہ کی طرف سے، اور میں تو ہنستا کھیلتا ہی رہا۔'' (سورہ زمر، 56-54)

حقیقت میں، آیا یا نہ ایک شخص توجہ دیتا ہے اِن یاددہانیوں کو چلاتا ہے اپنے آپ کو ذمہ داری کے ساتھ اپنے خالق کی طرف، یا ترک کرتا ہے اور بُھول جاتا ہے ہر یاددہانی کو جو وہ واقعات کی شکل میں حاصل کرتا ہے، پھر حقیقت وہاں رہتی ہے کہ ہم تمام بھاگے جا رہے ہیں اُس لمحہ کی طرف جب ہماری رُوح کو پکارا جائے گا دینے حساب اپنے اعمال کا — اللہ جو کبھی غلطی نہیں کرتا ہے اور نہ بُھولتا کوئی بات، جمع کرتا ہے تمام لوگوں کو حساب کے لئے حساب کے دن۔ ''اور کہہ کہ عمل کیئے جاؤ اچھے پھر اللہ آگے دیکھ لے گا تمہارے کام کو، اور اُس کا رسول اور مسلمانوں اور تم جلد لوٹائے جاؤ گے اُس کے پاس جو تمام پوشیدہ اور کھلی باتوں سے واقف ہے، پھر وہ بتا دے گا تم کو جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔''

(سورہ توبہ، 105)

یہ صُورت حال ہوتی ہے، کبھی نہ بُھولو کہ ایک یاددہانی کہ تم سُنتے ہو یا دیکھتے ہو، ہوسکتا ہے کہ وہ تمہاری آخری وارننگ ہو تمہارے رب العزت کی طرف سے، وہ تمہارا آخری موقع ہو سنبھل جانے کا۔ اگر تم مُبتلا ہونا نہیں چاہتے ہو دائمی عذاب میں، یاد رکھو کہ سزا سے محفوظ رہنے کا صرف ایک ہی راستہ ہوتا ہے پشیمان ہونا اپنے کیئے پر ہمیشہ کے لئے اور ہو جانا ایک سچا بندہ اللہ کا۔

''اور مت ہو اُن جیسے جنھوں نے بُھلا دیا اللہ کو، پھر اللہ نے بُھلا دیا ہو اُن کو اُن کے جی، وہی لوگ ہیں نافرمان۔'' (سورہ حشر، 19)

''سو آگے یاد کرو گے جو میں کہتا ہوں تم کو اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کو، بے شک اللہ کی نگاہ میں ہیں سب بندے۔'' (سورہ غافر، 44)

جو کچھ تمہیں یاد دلایا گیا ہے اِس کتاب سے، ہوئے ہیں حقائق کہ ایک شخص جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے، نہیں رکھتا ہے اجازت نامہ یا موقع انتخاب کرنے کا ہونے غافل۔ کیوں کہ، یہ موقع ہے جس کا نتیجہ ہوتا ہے دائمی زندگی جنت میں یا جہنم میں۔ اِس وجہ سے،

ایک شخص جوڑتا ہے اللہ سے اور رکھتا ہے یقین بارے میں بعد کی زندگی کے، سختی کے ساتھ نظرانداز کرتا ہے کسی بھی چیز کو جو ہوسکتا ہے نتیجہ میں اُس کے دائمی زندگی کو خطرے میں ڈال دے۔ اِسی وجہ کی خاطر وہ تائید کرتا ہے ہر کسی نصیحت کی اور یاددہانیوں کی جو کارآمد ہوتی ہیں اُس کے بعد کی زندگی کے لئے۔ مغرور یا خود پسند ہونے، اِس کے برخلاف، ہوتے ہیں ایسے خصوصیات جو منکرین سے مخصوص ہوتے ہیں۔

جان لینے پر کہ ہر یاددہانی کا مطلب، اُس کو دوزخ کی آگ سے محفوظ کرنا ہوتا ہے، اِس لئے ایک ایمان والا یاددہانیوں کو عاجزی کے ساتھ اپناتا ہے کوئی بھی خیال کرتا ہے تحفظی رکاوٹوں کے ساتھ، جیسا کہ قرآن میں کہا گیا ہے، جو ہوتے ہیں سچے اُصولوں میں، جن پر کسی کا خلوص اُس کے چلن میں قائم رہتا ہے۔ اعراف یا تحفظی رکاوٹ ایسی جگہ ہے جہاں ایک روح حالتِ تذبذب میں ہوتی ہے کہ کہاں اُس کا ٹھکانہ ہوگا، اگرچہ کہ روح حقیقت میں دیکھ سکتی ہے جنت اور دوزخ کو الترتیب — انتظار کرتی ہے سُننے اِس سے متعلق اللہ کا فیصلہ۔ قرآن کی وضاحت ذیل کی آیات میں ہے:

''اور دونوں کے بیچ میں ہوتی ہے ایک دیوار اور اِس دیوار، رکاوٹ یا اعراف کے اُوپر لوگ ہوں گے کہ پہچان لیں گے ہر ایک کو اُس کی نشانی سے اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو سلامتی ہے تم پر۔ وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور وہ اُمیدوار ہیں اور جب پھیرے گی اُن کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف، تو کہیں گے اے رب ہمارے مت کر ہم کو گناہگاروں کے ساتھ۔'' (سورہ اعراف، 47،46)

خیال کروا اپنے آپ کو اعراف کے ساتھ، کہیں جنت اور دوزخ کے بیچ میں، کیسے تم ممکنہ طور پر بُھول سکتے ہو کسی چیز کے بارے میں جو ہوسکتا ہے تمہیں رکھے دوزخ میں جب کہ تم وہاں ہو اُس کے کنارے پر؟ اُسی لحاظ سے، کیا تم نظرانداز کرسکتے ہو ایک یاددہانی جو ہوسکتا ہے تمہارے جنت کے حصول کو خطرے میں رکھے، جب کہ وہ بہت ہی قریب ہو؟ یا کیا تم ہوتے ہو پریشان جب کوئی تمہیں یاد دلاتا ہے اُس کے بارے میں؟ یا اِس کے بجائے تم ہوتے ہو ممنون اُسی شخص کے جو تمہیں یاددہانی کرائی تھی؟

یہ اہم بنیاد جس پر خلوص کا تعین ہوتا ہے اور ہوتا ہے صحیح انصاف کی ترازو میں جو قائم کیا جاتا ہے پرکھنے لوگوں کے اعمال کو انصاف کے دن۔

اُس دن پر، ہر روح ہوگی ضرورت میں ہر اچھے کام کی اُس کی طرف داری میں حتیٰ کہ اگر وہ ہوتا ہے تنکہ سے بھی کم وزنی۔ اِسی طرح سے وہ چاہے گی رہنے بہت دور کسی بھی طرح کے اُس کے گناہوں سے، حتّٰی کہ اگر وہ ہوتا ہے تنکے سے بھی کم وزنی۔

ترازو اتنی حساس ہوتی ہے حتیٰ کہ ایک واحد تنکہ کا وزن ایک پلڑے پر قابل لحاظ فرق پیدا کرسکتا ہے کسی کی بعد کی زندگی کے لئے۔

اِس لئے بھلائی کے کام میں شریک ہونا اور بُرائی سے روکنا، لوگوں کو بُلانا اللہ کی راہ پر اور وارننگ دینا لوگوں کو بارے میں انصاف کے دن کے، ہوتے ہیں بڑے انعامات ایک شخص کے لئے جو ہوتا ہے عادی ہونے غافل۔ یہ وجہ کہ کیوں دوزخیوں کو دوزخ کی سزا سنائی گئی ہے، بیان کیا گیا ہے قرآن میں جیسا کے پیش ہے:

''جنھوں نے ٹھیرایا ہے اپنا دین تماشہ اور کھیل اور دھوکہ میں ڈالا ہے اُن کو دُنیا کی زندگی نے سو آج ہم اُن کو بُھلا دیں گے، جیسا کہ اُنھوں نے بُھلا دیا اِس دن کے ملنے کو اور جیسا کہ وہ ہماری آیتوں سے منکر تھے۔'' (سورۃ اعراف،51)

یہ رُجحان پیدا کرتا ہے کہ لوگ اُن مسائل پر زیادہ توجہ دیں جن کے لئے وے حاصل کرتے ہیں ایک قسم کا نفع۔ مثلاً، اگر ایک شخص کو پیشکش کی جاتی ہے ایک کثیر رقم کی، اگر وہ ایک متعینہ دن کے ختم تک ایک مختص کردہ کام پورا کرتا ہے، ہم تصور کرسکتے ہیں کہ وہ شخص انہماک کے ساتھ اور خواہش کے ساتھ اُس کام کو پورا کرے گا۔ اِسی لحاظ سے، ایک شخص باریکی کے ساتھ حاضر دماغ اور متوجہ رہتا ہے، اگر وہ جانتا ہے کہ اُس کی لاپرواہی یا ناکامی کام کو انجام دینے میں پیدا کرسکتی ہے سخت سزا اُسکے لئے۔ ایمان والوں کا شوق اور اُن کی چوکسی لاپرواہی کے خلاف ظاہر ہوتا ہے اُن کے پکّے عقیدہ سے جو اُن کو بعد کی زندگی پر ہوتا ہے، اور جنت و دوزخ کی موجودگی پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے ایمان والے اِس سچائی سے لگے رہتے ہیں اپنے ساری زندگی تمام اور اِس طرح مقدر کیئے جاتے ہیں یقینی طور پر

داخل ہونے والے جنت میں۔

''کھاؤ پیو جی بھر کے، بدلہ اُس کا جو آگے بھیج چکے ہو تم پہلے دنوں میں۔''

(سورہ الحاقّہ،24)

اَیسی صُورت میں، ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھو کیفیت کو لوگوں کی جوڈر سے اِنتظار کرتے ہیں اعراف پر۔ کبھی نہ بُھولو کہ وہ وقت اور جگہ جو بیان کی گئی ہے قرآن میں زیادہ یقینی ہوتے ہیں مقابلہ میں اُس حقیقت کے جس میں تم رہ رہے ہوتے ہیں ٹھیک اِس لمحہ پر، اور تمام یاد دہانیاں جو تمہیں پیش کی گئی ہیں بُلانے تمہیں نجات کی طرف اور دائمی زندگی کے لئے جنت میں۔

☆ کبھی نہ بُھولو کہ اللہ نے پیدا کیا ہے تمام جانداروں کو بھی

اکثر لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ ہر بات جو وے سُنتے ہیں سائنس دانوں سے ہوتے ہیں سچّے حقائق۔ حتیٰ کہ اُنھیں کبھی خیال نہیں آتا کہ سائنس داں بھی رکھ سکتے ہیں مختلف فلسفانیہ یا تصوراتی تعصّبات۔

بہرحال، یہ ایک عام غلط تصور ہے، مثال کے طور پر، بعض اِرتقا پسند سائنس داں تھوپتے ہیں اپنے تعصّبات اور فیلسوفیانہ نظریات کو عوام پر سائنسی لبادہ میں۔ مثلاً، اگرچہ کہ وے جانتے ہیں کہ علی الحساب واقعات پیدا نہیں کرتے کوئی اور چیز کے سوائے بے قاعدگی اور اَبتری کے، وے پھر بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ شاندار ترتیب، منصوبہ اور ڈزائین جو دکھائی دیتے ہیں کائنات میں اور جانداروں میں، وے اُبھرے تھے اِتفاقیہ طور پر۔

برسبیل تذکرہ ایک دہریائی حیاتیاتی ماہر شخصی طور پر مشاہدہ کرتا ہے ایک پروٹینی سالمہ کی اِنتہائی پیچیدہ ساخت کا۔ وہ بخوبی بہتر طور پر جانتا ہے کہ اِس پیچیدہ ساخت میں ایک عمدہ ڈزائن موجود ہے، اور یہ کہ یہ ناممکن ہے کہ یہ ترتیب دفعتاً وجود میں آئی ہے۔ پھر بھی، وہ اِظہار کرتا ہے کہ پروٹین جو زندگی کے بلڈنگ بلاکس ہوتے ہیں آئے تھے وجود میں اتفاق سے اربوں سال پہلے زمینی ابتدائی حالات کے تحت۔ یہ ایک بے قاعدہ اِدّعا

ہے۔ وہ وہاں پر خاموش نہیں ہوتا ہے، وہ اور بھی دعوٰی کرتا ہے، بغیر کسی ہچکچاہٹ کے، کہ صرف ایک، بلکہ لکھوکھا پروٹین کے سالمے بنے تھے اتفاقیہ طور پر، اور تب حیرتناک حد تک، آپس میں مل کر بناتے ہیں پہلا جاندار خلیہ۔

اور وہ مدافعت کرتا ہے اُس کے نظریہ کی ایک اندھے پن سے۔ یہ شخص ایک اِرتقاء پسند سائنس داں ہے۔

اگر وہی سائنس داں پاتا ہوتا تین bricks ایک کے اوپر ایک رکھے ہوئے جب کہ وہ گذر رہا ہوتا ہے ایک مسطح سڑک پر سے، وہ کبھی یہ خیال نہ کرتا ہوتا کہ یہ تین bricks آئے تھے ایک کے اوپر ایک اتفاقیہ طور پر، حقیقت میں، جو کوئی بناتا ہے اِس قسم کا خیال سمجھا جاتا ہے پاگل۔

کیسے تب یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ لوگ جو کسی طرح قابل ہوتے ہیں یہ اندازہ کرنے کے لِئے کہ معمولی واقعات حقیقت میں اپنا سکتے ہیں اِس قسم کا ایک بے قاعدہ، فالتو نظریہ۔ جب یہ سوچنا ممکن ہوتا ہے بارے میں اُن کے اپنے وجود کے، جو اپنے میں ہر پہلو سے باقاعدگی کا حامل ہوتا ہے۔ یہ ناممکن ہوتا ہے دعوٰی کرنا کہ یہ نظریہ اپنایا گیا ہے سائنس کے نام پر۔ جہاں کہیں بھی دو مساوی یا نہ ممکن متبادل ہوں، تو سائنسی حل کی ضرورت لاحق ہوتی ہے لانے دونوں کو زیرِ غور سائنسی لحاظ سے۔ بہر حال، نہ صرف ایک واحد پروٹینی سالمہ، لینے شکل ایک اکیلا مکمل خلیہ کی، کیا وجود میں آسکتے تھے اتفاقیہ طور پر۔

اِس معاملہ میں، وہاں ہے ایک اِمکان چھوٹا ہوا۔ زندگی نہیں آئی ہے اتفاقیہ طور پر، یہ وجود میں لائی گئی تھی ایک ذہانت سے۔

دوسرے الفاظ میں وہ پیدا کی گئی ہے۔ تمام جاندار وجود میں آئے تھے بطور ایک ڈزائن کے، اللہ سے، جو مالک ہے ارفع اور اعلیٰ ترین معلومات کا اور جو رکھتا ہے بے پایاں طاقت اور اِدراک۔ یہ نہیں ہے محض ایک شکل عقیدہ کی، یہ ہے ایک تمام سمجھ کا اختتام، جو حاصل ہوا تھا منطقی اور سائنسی لحاظ سے۔

اِس لئے کبھی نہ بُھولو کہ یہ اللہ ہی ہے، ہمارا پروردگار، ساری مخلوقات کا پروردگار،

جو پیدا کیا ہے کائنات کو اور ڈزائن کیا ہے اِس کو باریک سے باریک تفصیل کے ساتھ۔ چونکہ اِس کائنات میں ہر تفصیل نمائندگی کرتی ہے ایک اعلیٰ وارفع تخلیق کی، تقابلی لحاظ سے، مادیت جو کوشش کرتی ہے اِنکار کرنے کائنات میں تخلیق کی حقیقت سے، ایک غیر سائنسی مغالطہ کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ ایک بار جب مادیت ناکارہ ثابت ہوتی ہے تو دوسرے تمام نظریات میں سے ڈاروینیزم سب سے آگے آتا ہے، جو دراصل نظریہ اِرتقاء ہے۔ یہ نظریہ بحث کرتا ہے کہ زندگی کی ابتدا بے جان مادوں سے اتفاق سے ہوئی تھی، اِس کی اِس پہچان کے لحاظ سے نظریہ اِرتقاء کے ماننے والوں نے کائنات جو تخلیق کی گئی تھی ایک مافوق الفطرت ہستی سے یعنی اللہ سے کی حقانیت کو باطل قرار دے دیا تھا۔

امریکی ماہر فلکیات Hugh Ross نے اِس چیز کی وضاحت کچھ اِس طرح کی ہے، دہریت، ڈاروینیزم اور دوسرے نظریات جو ۱۸ ویں اور ۱۹ ویں صدیوں کے فلسفوں سے اُبھرے تھے بنائے گئے تھے مفروضات پر، غلط تاویلات پر کہ کائنات لامحدود ہے۔

انفرادیت لائی ہے ہمیں بالمقابل علت و معلول (cause and effect) کے —بہت آگے / پیچھے / پہلے کائنات کے اور وہ تمام راز سے جو اِس میں شامل ہیں بہ شمول خود زندگی کے۔ سائنسی صداقت کے ساتھ کہ یہ اللہ ہے جو کائنات کی تخلیق کی ہے اور ڈزائن کیا ہے اِس کی باریک سے باریک تفصیل کے ساتھ۔ اِس لئے نظریہ اِرتقا کے لئے ناممکن ہو گیا ہے کہ ثابت کرے کہ تمام جاندار اللہ سے پیدا نہیں کِئے گئے تھے بلکہ اتفاقات کی پیداوار تھے۔

بغیر کسی حیرت کے، جب ہم نظریہ اِرتقاء کا جائزہ لیتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ یہ نظریہ سائنسی دریافتوں سے ناکارہ قرار دے دیا گیا ہے۔ ڈزائن زندگی میں غیر معمولی طور پر پیچیدہ اور متاثر کُن رہے ہیں۔ اور بے جان دُنیا میں، مثال کے طور پر ہم پتہ چلاتے ہیں کہ کتنے ہی حساس میزان ہوتے ہیں جن پر جواہر کارکرد ہوتے ہیں، اور علاوہ اِس کے، جانداروں کی دُنیا میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ کس قدر پیچیدہ ڈزائن میں جواہر ایک دوسرے کے قریب لائے گئے تھے اور کیسے غیر معمولی میکانیزمس اور ساختیں، جیسا کہ پروٹین، اِنزائمس اور خلیات تیار کِیئے جاتے ہیں اِن جواہر کے ساتھ۔

یہ زندگی میں غیر معمولی ڈزائن ناکارہ بنادیا ہے ڈاروینیزم کو ۲۰ ویں صدی کے ختم پر۔

ہم لے کے چلے ہیں اِس موضوع کو کافی تفصیل کے ساتھ بعض ہمارے دوسرے مطالعہ جات میں بھی، اور جاری رکھیں گے اِس کو۔ بہر حال، ہم خیال کرتے ہیں کہ، اِس کی اہمیت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ مناسب ہوگا کہ یہاں پر بھی ایک مختصر سا خلاصہ پیش کریں نظر یہ ارتقاء پر۔

☆ ڈاروینیزم کا سائنسی اختتام

اگر چہ کو ایک اُصول چلتا رہا تھا عرصہ پہلے سے قدیم یونان سے، نظریہ ارتقاء غیر معمولی طور پر آگے بڑھتا رہا تھا ۱۹ ویں صدی میں۔ بہت ہی اہم پیش رفت، جو بنادیا تھا اِس نظریہ کو سرفہرست موضوع سائنسی دنیا کا، وہ تھی چارلس ڈارون کی کتاب بہ عنوان the origin of species جو شائع ہوئی تھی ۱۸۵۹ میں۔

اِس کتاب میں ڈارون نے انکار کیا تھا کہ مختلف جاندار اصناف (species) زمین پر جداگانہ طور پر تخلیق کیئے گئے تھے اللہ سے۔

ڈارون کے مطابق، تمام جاندار رکھتے تھے ایک مشترکہ جدِ اعلیٰ اور وے بدلتے گئے وقت کے ساتھ ساتھ چھوٹی تبدیلیوں کے ساتھ۔

ڈارون کا نظریہ کوئی ٹھوس سائنسی دریافت پر قائم نہ تھا۔ جیسا کہ وہ بھی قبولتا ہے اِس بات کو کہ وہ محض ایک مفروضہ تھا۔ اِس کے علاوہ، جیسا کہ ڈارون اعتراف کرتا ہے اپنی کتاب، "Difficulties of Theory" کے ایک طویل chapter (باب) میں، نظریہ ناکام ہو رہا تھا کئی ایک اہم سوالات کے سامنے۔ ڈارون اپنی ساری اُمیدیں لگادیں تھیں نئی سائنس کی دریافتوں میں، جن سے وہ توقع رکھتا تھا کہ وہ حل کردے گا نظریہ کی ساری مشکلات کو۔ برخلاف اِس کے ابعاد کو مزید وسیع کردیا تھا۔

"ڈاروینیزم کی شکست، سائنس کی روشنی میں" کا جائزہ لیا جاسکتا ہے تین بنیادی

سرخیوں کے تحت:

۱) ڈاروینیزم، کسی طرح سے بھی، وضاحت نہیں کرسکا کہ کیسے زندگی کی ابتدا زمین پر ہوئی تھی۔

۲) وہاں پر ایسی کوئی سائنسی دریافت نہیں ہے کہ بتلا سکے کہ اِرتقائی میکانزمس جو تجویز کیئے گئے ہیں نظریہ سے، رکھتے نہیں ہیں کوئی طاقت جو اُبھرتی ہے مطلق طور پر

۳) فاسل ریکارڈ نظریہ ارتقاء کے اظہارات کے بالکلیہ خلاف شہادت دیتے ہیں۔

اِس سکشن میں، ہم جائزہ لیں گے اِن تین بنیادی نقاط کا عام سرخیوں کے تحت:-

☆ ناقابل رسائی قدم:۔ زندگی کی اِبتداء

نظریہ اِرتقاء پیش کرتا ہے کہ تمام جاندار اصناف (species) ایک واحد خلیہ سے نکلے ہیں اور خلیہ اُبھرا تھا ابتدائی زمین پر ۳/ارب ۸۰ کروڑ سال پہلے۔ کیسے ایک واحد خلیہ پیدا کرسکتا ہے لکھوکھا پیچیدہ زندہ اصناف کو اور، اگر ایسا ایک اِرتقاء حقیقت میں واقع ہوا تھا، کیوں اِن کے شائبات مشاہدہ میں نہیں آسکتے ہیں فاسل ریکارڈ میں، ہیں بعض سوالات جن کے جوابات نظریہ ارتقا نہ دے سکا۔ یہ پہلا اور سب سے اولین حصہ ہوتا ہے پہلے قدم کا، ارتقائی طریقہ عمل کے دعوٰی کا جس کی تنقیح ہونا باقی ہے کہ کس طرح سے یہ پہلا خلیہ وجود میں آیا تھا؟

چونکہ نظریہ اِرتقاء انکار کرتا ہے تخلیق کا اور منظور نہیں کرتا ہے کسی بھی قسم کی مافوق الفطرت دخل اندازی کو، وہ اِس بات پر قائم رہتا ہے کہ ابتدائی خلیہ وجود میں آیا تھا اتفاق سے فطرت کے قوانین کے دائرہ عمل میں، بغیر کسی ڈزائن کے، منصوبہ کے، یا ترتیب کے۔

نظریہ کے مطابق، بے جان مادہ پیدا کیا ہوگا ایک جاندار خلیہ کو اتفاقات کے نتیجہ میں۔ یہ، بہر حال، ایک دعوٰی ہے جو مطابقت نہیں رکھتا ہے حتّٰی کہ اِنتہائی ناقابل شکست حیاتیاتی اُصولوں سے۔

☆ زندگی پیدا ہوتی ہے زندگی سے

اپنی کتاب میں ڈاورن نے کبھی بھی زندگی کی ابتداء کا حوالہ نہیں دیا ہے۔اُس کے زمانہ میں سائنس کی ابتدائی سمجھ کا دارومدار اس مفروضہ پر تھا کہ جاندار رکھتے ہیں بہت ہی سادہ ساخت۔

آزمنہ وسطیٰ سے، ''دفعتاً وجود میں آنے سے متعلق theory'' زور دیتی ہے کہ بے جان مادوں کے باہم قریب آنے سے جاندار اجسام بنتے تھے، مان لی گئی تھی۔ یہ عام طور پر یقین کیا جاتا تھا کہ حشرات الارض (insects) وجود میں آئے تھے۔ بچے کچے غذائی اجزاء سے اور چوہے گیہوں سے ہوا کرتے تھے۔ اِس خیال کو ثابت کرنے کے لئے دلچسپ تجربات کیئے گئے تھے۔ کہا گیا تھا کہ چُوہے وجود میں آتے ہیں گیہوں سے کچھ دیر بعد۔ اِسی طرح ملائم لاروا یا حشرات الارض نمو پاتے ہیں سڑے گلے گوشت پر، کا خیال لیا جاتا تھا بطور ثبوت کے ''دفعتاً پیدائش'' کے لئے۔ بہر نوع، بعد میں سمجھا گیا تھا کہ کیڑے ظاہر نہیں ہوتے تھے سڑے گلے گوشت پر یکا یک، بلکہ وے لائے گئے ہوتے تھے مکھیوں سے larva کی شکل میں، جو خالی آنکھ سے دکھائی نہیں دیتے تھے۔

حتٰی کہ جب ڈارون نے 'The original of species' نامی کتاب لکھی تھی، یہ ایقان تھا کہ جراثیم وجود میں آتے تھے بے جان مادے سے اور یہ خیال عام طور سے اُس وقت قابل قبول ہوتا تھا اور سائنسی دُنیا میں بھی اُس وقت یہی کچھ سمجھا جاتا تھا۔ بہرکیف! ڈارون کی کتاب کی اشاعت کے ۵ سال بعد، لوئی پاسچر طویل مطالعہ اور تجربات کے بعد اپنے نتائج کا اعلان کیا تھا جو sponteneous generation کی تردید کرتے تھے، جو کبھی اہم حصہ ہوتا تھا نظریہ ارتقاء کا، جو پاسچر کے ہاتھوں مسترد ہو گیا تھا۔ ۱۸۶۴ میں sorbonne پر دیئے گئے اپنے فاتحانہ لکچر میں پاسچر نے کہا تھا، sponteneouns generation کا اُصول اِس سادے سے تجربہ کے مہلک ضرب سے کبھی نہ اُبھر سکے گا۔'' ایک طویل عرصہ تک نظریہ اِرتقاء کے چلانے والے ان نتائج کی مدافعت کرتے رہے۔ بہر حال

سائنس کی ترقی نے ناکام بنا دیا تھا ایک جاندار کے پیچیدہ ساخت والے خلیہ تھے اور یہ خیال کہ زندگی وجود میں آسکتی ہے اتفاق سے، سامنا کرتا ہے ایک بہت بڑے deadlock سے۔

☆ کسی قطعی نقطہ پر نہ پہنچنے والی 20 ویں صدی کی کاویشیں

پہلا اِرتقاء پسند جو ۲۰ ویں صدی میں زندگی کی ابتداء کا موضوع لیا تھا، وہ مشہور روسی حیاتیاتی ماہر، الکنرانڈر اُپارِن تھا۔

۱۹۳۰ میں یہ مختلف مقالوں کے ساتھ آگے آیا تھا، اُس نے ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ زندہ، خلیہ وجود میں آسکتا تھا، اتفاق سے۔ یہ مطالعے بہر کیف ناکام ہو گئے تھے۔ اور اُپارِن کو ذیل کا اِقبالی بیان بھی دینا پڑا تھا۔

''بدقسمتی سے، بہر حال، خلیہ کی ابتداء کا مسلہ شاید بہت ہی مشکل نکتہ ہے۔ نامیاتی اجسام کے اِرتقاء پسند حامیوں نے اِس مسلہ کے حل کے لئے کوششوں کو جاری رکھنے کئی ایک تجربات کیئے۔ سب سے مشہور تجربہ، امریکی کیمسٹ Stanley Miller نے ۱۹۵۳ میں انجام دیا تھا۔ ایک باضابطہ ترتیب دیئے گئے تجربہ میں اُس نے اُن gases کو ملایا تھا جو اُس کا دعوٰی تھا کہ وے زمین کے ابتدائی ماحول میں ہوا کرتے تھے۔ اور امیزہ میں توانائی پہنچایا تھا۔ Miller نے حاصل کیا تھا نامیاتی سالمے (amino acids) جو پروٹین کی ساخت میں پائے جاتے ہیں۔

بہ مشکل چند ہی سال گذرے تھے کہ یہ بات منظر عام پر آئی تھی کہ یہ تجربہ جو اُس وقت پیش کیا گیا تھا بطور ایک اہم قدم کے اِرتقاء کے نام پر، ناکارہ ثابت ہوا تھا، کیوں کہ جو ماحول کو استعمال کیا گیا تھا تجربہ کے دوران بہت ہی مختلف تھا زمین کے حقیقی ماحول سے۔ تمام ارتقاپسندوں کی کاویشیں ۲۰ ویں صدی کے دوران، زندگی کی ابتداء کی وضاحت کے بارے میں ناکامی پر ختم ہوگئی تھیں Geffrey Bada geochemist، جس کا تعلق San diego scripps institute سے تھا اقبال کرتا ہے اِس حقیقت کو اپنے ایک مضموں میں جو ۱۹۹۸ میں earth magazine میں شائع ہوا تھا۔'' آج جب کہ ہم ۲۰ ویں صدی کو

چھوڑ چکے ہیں، ہم اب بھی سامنا کرتے ہیں اُس لاینحل مسلہ سے جس کو ہم رکھتے تھے جب ہم داخل ہوئے تھے ۲۰ ویں صدی میں یعنی زمین پر زندگی کی ابتداء کیسے ہوئی تھی؟

☆ زندگی کی پیچیدہ ساخت

ابتدائی وجہ کہ کیوں نظریہ اِرتقاء زندگی کی ابتداء کے بارے میں ایک اِس قدر بڑے dead lock سے رُک گیا تھا۔ یہ خلیہ کی پیچیدہ ساخت تھی۔

حتّٰی کہ جاندار اجسام جو سادہ دکھائی دیتے ہیں، رکھتے ہیں نا قابل یقین پیچیدہ ساختیں اپنے اندر۔ ایک جاندار جسم کا خلیہ ہوتا ہے زیادہ پیچیدہ مقابلتاً تمام اِنسانی ہاتھوں سے بنے ٹکنا لا جیکل پراڈکٹس کے۔ آج دُنیا کے زیادہ ترقی یافتہ معمل خانے (laboratories) ایک زندہ خلیہ نامیاتی کیمیکلس کو باہم ملا کر پیدا نہیں کر سکتے۔

شرائط جو درکار ہوتے ہیں ایک خلیہ کو بنانے کے لئے، غیر معمولی طور پر اِتنے کثیر مقدار میں ہوتے ہیں کہ جن کی وضاحت ممکن نہ ہوسکے اِتفاقات سے۔ پروٹینس کے امکانات جو بلڈنگ بلاکس کی طرح ہوتے ہیں ایک خلیہ کی بناوٹ میں اتفاقات سے جو 10^{950} میں ایک کے برابر ہوتے ہیں۔

صرف ایک اوسط پروٹین کے سالمہ کے لئے جو بنتا ہے 500 amino acids سے جیسا کہ ہم جانتے ہیں ریاضی کے زبان میں ایک اِمکان 10^{50} میں (1) سے بھی چھوٹا ہوتا ہے تو 10^{500} میں (1) کس قدر چھوٹا ہوسکتا ہے، تصور کیا جاسکتا ہے ہوتے ہوئے ناممکن عملی اصطلاح میں۔ یعنی پروٹین کے ایک سالمہ میں 500 amino acids کے مختلف 10^{950} combinations ہوں گے، اُن تمام ممکنہ سلسلوں میں صرف ایک سلسلہ درکار پروٹین سالمہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اِس لحاظ سے پروٹینی سالمہ کی اتفاقی بناوٹ کا امکان 10^{950} سلسلوں میں 1 کا ہوگا جو ایک ناممکن بات ہے۔

DNA سالمہ جو ہوتا ہے ایک خلیہ کے مرکزہ (nucleus) میں جو اپنے میں gene کے معلومات رکھتا ہے وہ نا قابل یقین data bank پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اگر

معلومات جو DNA کے gene میں پوشیدہ ہوتے ہیں اُنھیں لکھا جاتا تو وہ بنائے ہوتے ایک زبردست لائبریری جو اپنے میں رکھی ہوتی ایک اندازے سے encyclopedias کے 900 جلدیں جب کہ ہر جلد 500 صفحات پر مشتمل ہوتی۔ اِس لحاظ سے ایک بہت ہی دلچسپ پریشان کُن موقف اُبھرتا ہے اِس نقطہ پر یعنی DNA اپنی ایک کاپی بنا سکتا ہے خود سے صرف چند مخصوص پروٹین engymes کی مدد سے۔ بہرنوع! اِن مخصوص پروٹین سے بناوٹ حقیقت کا روپ اپنا سکتی ہے جب کہ DNA میں موجود پوشیدہ معلومات تعاون عمل کریں۔ جیسا کہ وے دونوں کا ایک دوسرے پر اِنحصار ہوتا ہے، اُنھیں رہنا ہوتا ہے ایک ہی وقت میں replication (نقل) کے لئے۔ یہ کیفیت پیدا کرتی ہے لازم وملزوم کی صُورت حال کو، تو زندگی خود سے وجود میں آئی تھی کا نظریہ ایک dead lock کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ پرفیسر Leslie Orgel مشہور ارتقاء پسند، اقبال کرتا ہے اِس حقیقت کا، سپٹمبر 1994 کے سائنٹیفک امریکن میاگزین کے شمارہ میں: یہ اِنتہائی ناممکنات میں سے ہوگا کہ پروٹین اور نیوکلیک اَسڈس جو پیچیدہ ساختیں رکھتے ہیں، اِن کا دفعتاً پیدا ہونا ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی وقت میں ناممکن ہوتا ہے۔ تاہم یہ بھی ناممکن دکھائی دیتا ہے کہ ایک کو رکھنا دوسرے کے بغیر دیر تک دوسرے کے لئے۔

اور اِس لئے، پہلی نظر میں، ایک شخص اِس نقطہ پر پہنچ سکتا ہے کہ زندگی حقیقت میں کبھی بھی وجود میں نہیں آسکتی ہے کیمیائی اَسباب سے۔ بے شک اگر زندگی کے لئے ناممکن ہے کہ وجود میں آئے قدرتی اسباب سے، تب یہ قبول کرنا ہوگا کہ زندگی پیدا ہوئی تھی ایک مافوق الفطرت طریقہ عمل سے۔ یہ حقیقت بالکلیہ طور پر ناکارہ کر دیتی ہے نظریہ ارتقاء کو جس کا اہم مقصد تخلیق سے انکار کرنا ہوتا ہے۔

☆ اِرتقاء کا تصّوراتی میکانیزم

دوسرا اہم نقطہ جو ڈارون کے نظریہ کی نفی کرتا ہے، ہوتا ہے کہ دونوں تصورات جو پیش کیئے گئے ہیں نظریہ ارتقاء سے بطور اِرتقائی میکانیزمس کے، حقیقت میں، مان لئے گئے

تھے کہ وے نہیں رکھتے تھے کوئی اِرتقائی طاقت اپنے میں۔

ڈارون نے اپنے ارتقائی مفروضہ کی بنیاد وہ بالکلیہ طور پر ''فطری انتخاب'' کے میکانیزم پر رکھی تھی۔ اِس میکانیزم پر اِس کی اہمیت اِس کے کتاب کے عنوان The origin of species, by means of natural selection سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔

natural selection یعنی فطری انتخاب تعین کرتا ہے کہ وہ جاندار اجسام جو زیادہ طاقتور اور مطابقت رکھتے تھے اُن کے habitats کے قدرتی حالات سے، زندہ بچ رہتے تھے اپنی زندگی کی کشمکش میں۔

مثال کے طور پر، ایک ہرنوں کے مندہ (herd) میں جو جنگلی جانوروں کے حملہ کے زد میں تھا، جو ہرن زیادہ تیز رفتار ہوتے تھے بچ جاتے تھے۔ اِس لئے ہرنوں کا مندہ رکھتا تھا تیز تر اور مظبوط تر افراد۔ بہرکیف! بِنا کسی حُجت کے، یہ میکانیزم ہرن کے لئے سبب نہیں بن سکتا تھا اُبھرنے اور بدلنے اپنے آپ کو دوسرے جاندار اصناف میں، مثلاً گھوڑے وغیرہ میں۔

فطری انتخاب کچھ بھی نہیں کرسکتا تھا جب تک کہ تائیدی تبدیلیاں وقوع پذیر نہ ہوتیں۔

اِس لیے، کس طرح یہ سازگار (تائیدی) تبدیلیاں وقوع بذیر ہوتی ہیں اِن حیوانی افراد میں؟ ڈارون نے اِس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اُس نقطہ نظر سے، اُس وقت کے حالات کے لحاظ سے سائنس کی ابتدائی سمجھ سے ممکن تھا۔ فرانسیسی حیاتیاتی ماہر، che valier de lamarck (1744-1829) جو ڈارون سے پہلے رہا کرتا تھا، کے مطابق جاندار مخلوقات اپنے اوصاف جو وے حاصل کرتے تھے اپنے دورانی زندگی میں منتقل کرتے تھے بعد کی نسل میں۔ وہ زور دیتا ہے کہ یہ خصوصی اوصاف جو منتقل ہوتے ہیں ایک نسل سے دوسری نسل کو، یہ نئی اصناف کے بننے کے اسباب ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ دعویٰ کرتا ہے کہ ژراف اُبھرے ہیں بارہ سنگا سے جیسا کہ وے کشمکش کرتے تھے کھانے پتے اُونچے اُونچے درختوں سے، اُن کی گردنیں لمبی ہوتی گئیں نسل در نسل۔

ڈارون بھی اِسی قسم کی مثالیں دیتا ہے۔ اپنی کتاب "the origin of species" میں مثال کے طور پر وہ کہتا ہے کہ بعض ریچھ اپنی غذا کی تلاش میں جاتے ہیں پانی میں بار بار، عرصہ گذرنے پر وے نسلوں بعد بدل لیتے ہیں اپنے آپ کو whales میں۔

بہر حال قانون توارث جو معلوم کئے گئے تھے Gregor mendel (1822-1884) سے اور science of genetics سے جن کی تصدیق ہوتی ہے، جو مقبول عام ہوئے تھے ۲۰ ویں صدی میں، یہ توارث کے قوانین بالکلیہ طور پر اِس روایت کو کہ حاصل کردہ اوصاف منتقل ہوتے ہیں بعد کی نسلوں میں آہستہ آہستہ کالعدم قرار دے دئے گئے تھے۔

اِس طرح فطری انتخاب اپنی تائید کھو چکا تھا بطور ایک اِرتقائی میکانیزم کے۔

☆ Neo-Darwinism اور اصناف میں تبدیلیاں

ایک حل کی تلاش کی خاطر ڈارون کے نظریہ کو ماننے والے ۱۹۳۰ کے دہے کے سالوں میں modern synthetic theory کو آگے لایا تھا جو جیسا کہ عام طور سے Neo-Darwinism کے نام سے جانا جاتا ہے۔

Neo-Darwinism، mutations (تغیرات) کو اپنے میں شامل کرتا ہے، جو جاندار کے genes میں خرابیاں واقع ہوتی ہیں بیرونی اوامر کی وجہ سے جیسے ریڈیائی شعاعوں سے یا نقولاتی خامیوں سے ہوتے ہیں جیسے وجوہات favourable variations اور natural mutations میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔

آج جو ماڈل، اِرتقاء کی نمائندگی کرتا ہے، دُنیا میں، وہ ہے Neo-Darwinism یہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ لکھو کھا جاندار ایک process کے نتیجہ میں جس کی وجہ سے بے شمار پیچیدہ عضویات (کان، آنکھ، پھپھڑے، پنکھ وغیرہ) تبدیلیوں سے گذرتے رہے ہیں gentic disorders سے۔

تاہم وہاں ہے ایک کُھلی سائنسی حقیقت جو بالکلیہ اِس نظریہ کی تردید کرتی ہے۔

تبدیلیاں جاندار کی بڑھوتری کو رُوک دیتی ہیں اور وے ہمیشہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اِس کے لئے ایک بہت ہی سادہ وجہ ہے۔DNA رکھتا ہے ایک بہت ہی پیچیدہ ساخت، اِس لئے علی الحساب اثرات صرف اِسے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

امریکی geneticist B.G. Ranganathan, اِس کو اِس طرح واضح کرتا ہے پہلے میں کہوں گا کہ قابل بھروسہ بدلاؤ بہت ہی کم نظر آتا ہے قدرت میں دوسری بات اکثر بدلاؤ بہت ہی نقصان دہ ہوتے ہیں چونکہ وے علی الحساب ہوتے ہیں مقابلتاً باقاعدہ نظام میں، ہوتا ہے خطرناک نہ کہ خوش آئند مثلاً، ایک زلزلہ ہلا سکتا ہے ایک اعلیٰ باقاعدہ ساخت کو جیسے ایک بلڈنگ کو، وہاں ہوتا ہے علی الحساب بدلاؤ بلڈنگ کے فریم ورک میں بھی، جہاں تمام ممکنات میں بھی سُدھار نہیں ہوگا۔

اِس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، کوئی بدلاؤ کی مثال ایسی نہیں ہے جو کارآمد ہے، یعنی جو سمجھی جاتی ہے کہ ترقی دے سکتی ہے genetic code کو تاہم آج تک ایک بھی مشاہدہ میں نہیں آئی ہے اور نہ آئے گی۔ تمام بدلاؤ نقصان دہ ثابت ہوئے ہیں۔ یہ سمجھا جاتا تھا کہ بدلاؤ، جو پیش کیا گیا ہے بطور ایک ارتقائی میکنزم کے، حقیقت میں ہے ایک genetic واقعہ جو جانداروں کو نقصان پہنچاتا ہے اور بنا دیتا ہے اُنھیں ناکارہ۔ بہت زیادہ عام اثر بدلاؤ کا اِنسانوں پر ہوتا ہے سرطان کی شکل میں، بے شک ایک تباہ کن میکنزم نہیں ہو سکتا۔ تاہم ایک اِرتقائی میکنزم — فطری انتخاب، اِس کے برخلاف خود سے کچھ بھی نہیں کر سکتا جیسا کہ ڈارون نے بھی اِس بات کو قبول کیا ہے۔ یہ حقیقت ہمیں بتلاتی ہے کہ وہاں پر کوئی اِرتقائی میکانیزم نہیں ہے، قدرت میں۔ اِس قسم کا کوئی خیالی طریقہ بہ نام اِرتقاء نہیں ہے جو کہیں واقع ہو سکا ہوگا۔

☆ FossilRecord میں کوئی نشان درمیانی اشکال کا نہیں پایا گیا

واضح ثبوت کہ نتیجہ، جو پیش کیا گیا تھا نظریہ اِرتقاء سے، جدِ اعلیٰ اور موجود، نسلوں کے درمیان کوئی درمیانی شکل نہیں پائی گئی fossil record میں۔ چونکہ اِس نظریہ کے مطابق، ہر زندہ اصناف اُبھرے ہیں اُن کے پیشرو سے۔ ایک پہلے وجود رکھنے والے

species بدل گئے تھے کسی اور میں کافی وقت گذرنے پر اور تمام اصناف اِسی طرح آتے ہیں عالمِ وجود میں۔ دوسرے الفاظ میں نظریہ اِرتقاء کے لحاظ سے یہ بدلاؤ کا عمل ہوتا رہا ہے تدریجاً لاکھوں سالوں میں۔

اگر یہ بات سچ ہوتی تو بے شمار درمیانی اصناف ہونا چاہیے تھا اور زندہ ہونا چاہیے تھا اِس طویل بدلاؤ کے دور میں بھی۔

مگر ایسا کوئی شائبہ تک نہیں دیکھا گیا ہے fossil record میں بھی۔

مثال کے طور پر، بعض آدھی مچھلی/آدھا رینگنے والے رہنا چاہیے تھا۔

ماضی میں جو رکھتے تھے کچھ رینگنے والے خصوصیات اور علاوہ اِس کے مچھلی کے خصوصیات جو وے پہلے ہی سے رکھے تھے۔ یا چند رینگنے والے پرندے ہونا چاہیے تھا، جو رکھتے تھے بعض خصوصیات پرندہ کے علاوہ اِس کے رینگنے کے خصوصیات جو وہ پہلے ہی سے رکھتے تھے۔ چونکہ یہ عبوری مرحلے میں رہے ہوں گے، وے ہوں گے ایک لحاظ سے ناکارہ، عیب دار، معذور جاندار۔ جن کے باقیات فاسل ریکارڈ میں نہیں پائے گئے۔

اِرتقاء پسندوں نے حوالہ دیا ہے اِن خیالی مخلوقات کا، جن کے بارے میں اُن کا ایقان ہے کہ وے رہے ہیں ماضی میں بطور عبوری اشکال کے۔

اگر ایسے حیوانات کبھی حقیقت میں رہے ہوتے، تو وہاں لکھوکھا یا اربوں میں ہوتے تعداد میں۔ ڈارون اپنی کتاب species of origin میں واضح کرتا ہے: اگر میرا نظریہ صحیح ہوتا ہے، تو بے شمار درمیانی قسمیں زیادہ قریبی تعلق رکھتی ہوتی تمام species کے ایک ہی گروپ میں باہم ایقان کے ساتھ رہے ہوتے۔۔۔۔ شہادت اُن کے پہلے وجود کی پائی جا سکتی تھی صرف fossil کے باقیات کے درمیان میں — مگر ایسا نہیں دیکھا گیا تھا۔

☆ ڈارون کی امیدیں بکھر گئی تھی

بہر حال اگرچہ اِرتقاء پسند شدومد کے ساتھ کوششیں کرتے رہے ہیں پانے fossils ۱۹ویں صدی کے وسط سے ساری دُنیا میں۔ تاہم کوئی بھی عبوری شکلیں

ہنوز کہیں بھی نہیں پائی جاسکیں۔

تمام fossils اِرتقاء پسندوں کے خلاف بتلاتے ہیں کہ زندگی زمین پر دفعتاً مکمل حالت میں ظاہر ہوئی تھی۔ایک برطانوی ماہرِ آثارِ مُتحجرہ مسمی Derek V. Eger کا کہنا تھا کہ وہ تسلیم کرتا ہے اِس حقیقت کو اگرچہ کہ وہ ویسے اِرتقاپسند تھا'' ایک بات اُبھر کر سامنے آتی ہے کہ اگر fossils record تفصیل میں، آیا orders کے level پر یا species کے level پر ہم پاتے ہیں اُنھیں بار بار نہ تو تدریجی اِرتقاء کے لحاظ سے، بلکہ پاتے ہیں دفعتاً اُبھرنا ایک group کا دوسرے کی قیمت پر۔اِس کا مطلب ہے کہ fossil record میں، تمام اصناف (species) دفعتاً اُبھرے تھے مکمل حالت میں، بغیر کسی درمیانی اشکال کے اِن کے درمیان۔یہ بات ٹھیک برعکس تھی ڈارون کے مفروضات کے۔

علاوہ اِس کے یہ ہے ایک بہت ہی مضبوط شہادت کہ تمام جاندار تخلیق کئے گئے ہیں۔ایک ہی وضاحت کہ جاندار اُبھرے تھے دفعتاً مکمل حالت میں ہر تفصیل کے ساتھ بغیر کسی اِرتقائی جدِّ اعلیٰ کے، ہے ایک حقیقت کہ وے تخلیق کئے گئے تھے۔

اِس حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے، ایک بہت ہی مشہور اِرتقاء پسند اور حیاتاتی ماہر، Douglas Futuyma سے۔

تخلیق اور اِرتقاء کے درمیان، جانداروں کی ابتداء سے متعلق ممکنہ وضاحتیں ختم ہوجاتی ہیں۔جاندار یا تو مکمل حالت میں ہر تفصیل کے ساتھ ظاہر ہوتے تھے زمین پر یا وے نہیں ہوئے تھے اِس طرح۔

اگر وے نہیں ہوئے تھے، وے developed ہوئے ہوں گے پیشرو اصناف (species) سے تبدیلی کے کوئی لائحہ عمل سے۔مگر فاسل ریکارڈ اِس کی نفی کرتا ہے۔اگر وے ظاہر ہوئے تھے ایک مکمل حالت میں ہر تفصیل کے ساتھ، وے حقیقت میں تخلیق ہوئے ہوں گے کسی مُحیرُ العقول ذہانت سے۔

fossils بتلاتے ہیں کہ جاندار اُبھرے تھے مکمل حالت میں ہر تفصیل کے ساتھ زمین پر۔اِس کا مطلب ہے کہ اصناف کی ابتداء ڈارون کے مفروضہ کے برخلاف

اِرتقاء سے نہیں، بلکہ تخلیق سے ہوئی ہے۔

☆ اِنسانی اِرتقاء کی کہانی!

ایک موضوع جو اکثر زیرِ بحث لایا گیا ہے نظریہ اِرتقاء کے تائید کرنے والوں کی طرف سے، وہ ہے اِنسان کی ابتداء کے بارے میں ڈارون کے پرستاروں کا دعویٰ قائم رہتا ہے کہ موجودہ آدمی اُبھرا ہے بندر جیسے مخلوقات سے۔اِس غلط بیانی کا اِرتقائی طریقہ عمل سمجھا جاتا ہے کہ شروع ہوا تھا ۴۰ تا ۵۰ لاکھ سال پہلے، بعض عُبوری اشکال موجودہ اِنسان اور اُس کے آباواجداد کے درمیان، خیال کیا جاتا ہے، کہ رہے ہوں گے اِس تخیلاتی خاکے میں، چار ابتدائی زمرہ جات فہرست کی شکل میں دئے گئے ہیں اُن کے حساب سے:

1. Australopithecus

2.Homo Habilis

3. Homo Erectus

4. Homo Sapiens

اِرتقاء پسند، موجودہ اِنسان کے پہلے بندر جیسے آباواجداد کو Australopithiecus کے نام سے پکارتے ہیں، جس کے معنی'' جنوبی افریقہ کے بندر ہوتے ہیں۔یہ جاندار حقیقت میں قدیم بندر کے اصناف ہیں، جو فی زمانہ معدوم ہو چکے ہیں، اور سوائے اِس کے یہ کچھ نہیں ہیں۔

انگلینڈ اور امریکہ کے دو بین الاقوامی شہرت کے حامل Anatomists، لارڈ solly zuekerman اور پروفیسر چارلس آکسنارڈ نے Ausrtalopethicus کے مختلف نمونوں پر سیر حاصل تحقیقات کرنے کے بعد بتلاتے ہیں کہ یہ بندر تھے جو ایک معمولی بندر کے اصناف سے تعلق رکھتے تھے جو وقت کے ساتھ معدوم ہو گئے تھے۔اور وے موجودہ اِنسان سے کوئی مشابہت نہیں رکھتے تھے۔اِرتقاء پسند، اِنسانی اِرتقاء کے نام پر دوسری قسم کے مرحلہ کی درجہ بندی بطور homo کے کرتے ہیں یعنی ایک اِنسان کے۔اُن کے دعوٰے کے

مطابق، جاندار جوان کے لحاظ سے homo series میں آتے ہیں، Australopethicus کے مقابلہ میں زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ اِرتقاء پسندوں نے معلوم کیا تھا ایک تخیلاتی اِرتقائی اِسکیم ترتیب دیتے ہوئے مختلف fossils کو اِن کے مخلوقات کی مخصوص order میں۔ یہ اِسکیم تخیلاتی تھی کیوں کہ کبھی بھی یہ ثابت نہیں کیا گیا تھا کہ وہاں ہوتا تھا ایک اِرتقائی رشتہ اِن مختلف classes کے درمیان۔ Ernst mayr ۲۰ ویں صدی کا ایک بہت ہی اہم اِرتقاء پسند رہا ہے، اعتراف کرتا ہے اپنی کتاب میں، 'one longargument' میں کہ خاص طور پر تاریخی puzzles جیسے کہ زندگی کی ابتداء یا Homo sapiens کے بارے میں، ہوتے ہیں، غیر معمولی طور پر مشکل اور ہوسکتا ہے کہ حتیٰ کہ آخری نتیجہ پر پہنچ کر بھی تشفی نہ ہوسکے۔"

Chain Link کے خاکے جیسے Australopethicus>Homo Habilis>homo Erectus>Homosapiens سے ارتقاء پسند نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اِن اصناف میں سے ہر ایک دوسرے کا جدِّ اعلیٰ ہوگا۔ بہرنوع، حالیہ دریافتیں اثارِ متحجرہ سے متعلق یہ اِنکشاف کرتے ہیں کہ Australopethicus , Homo Habilis اور Homo Erectus رہا کرتے تھے دُنیا کے مختلف حصوں میں ایک ہی عرصہ میں۔ اِس کے علاوہ، ایک خاص طبقہ انسانوں کا جس کی درجہ بندی کی جاتی ہے بطور Homo Erectus کے، رہے ہیں بہت ہی حالیہ وقتوں تک۔ Homo Sapiens Neandarthalensis اور Homo Sapiens Spain یعنی موجودہ اِنسان ساتھ ساتھ زندگی گذارے ہیں ایک علاقہ میں۔ یہ کیفیت بظاہر نشاندہی کرتی ہے اس دعوے کے بے کارِ محض ہونے کی، کہ وے ایک دوسرے کے آباواجداد ہیں۔ Stephen joy yould اِس غیر یقینی صورت حال یعنی نظریہ ارتقاء کے dead lock کی یوں وضاحت کرتا ہے، اگرچہ کہ وہ خود بھی ۲۰ ویں صدی کے ہراول اِرتقائی رہنماؤں میں سے، ایک تھا: کیا ہوا ہماری سیڑھی کو اگر وہاں ہیں ایک ساتھ زندگی گذارنے والے تین تین نسبی سلسلے ایک ہی طرز کے خاندانوں سے وابستہ ہیں۔ 'A. africanus robust australopithecines اور H. Habilis کوئی بھی واضح طور پر نہیں لائے جاتے، دوسرے سے اِس کے علاوہ تین نسبی سلسلوں میں سے کوئی

بھی نہیں ظاہر کرتے تھے کسی طرح کے ارتقائی trends (رجحانات) اُن کے زمین پر میعاد کے دوران۔

المختصر انسانی اِرتقاء کا خاکہ جو برقرار رکھا جاتا ہے مختلف ڈرائنگس کی مدد سے جو بتاتے ہیں کچھ آدھے بندر، آدھے اِنسان کے مخلوقات کو اور ہوتے ہیں، کُھلے طور پر پروپگنڈہ کے ذرائع۔ یہ کچھ نہیں ہوتے سوائے ایک کہانی کے بغیر کسی سائنسی بنیاد کے۔

U.K. Lord solly zuekerman کے بہت ہی مشہور اور صاحب عزت سائنس دانوں میں سے ایک تھا، جو اِس موضوع پر تحقیق کا سلسلہ برسوں جاری رکھا تھا اور Australopethieus fossils کی ۱۵ سال تک مسلسل study کرتا رہا تھا آخرش اِس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ باوجود بذات خود ایک اِرتقا پسند ہونے کے اُس کا کہنا تھا: وہاں پر حقیقت میں کوئی بھی ایسا فیملی شجرہ نہیں ہے جس میں بندر جیسے مخلوقات کا اِنسان سے تعلق رہا ہو۔

zuckerman نے بنایا ہے ایک دلچسپ spectrum of science جس کا سلسلہ اُس سے شروع ہوتا ہے جو سائنسی سمجھا جاتا ہے اور اُس پر ختم ہوتا ہے جو غیر سائنسی ہوتا تھا۔

zuekerman کے spectrum کے مطابق زیادہ سائنسی وہ ہوتا ہے جس کا انحصار ٹھوس حقائق پر ہوتا ہے — فیلڈس آف سائنس ہیں جو طبعیات اور کیمیا پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اِن کے بعد حیاتیاتی سائنس کا نمبر آتا ہے اور تب سماجی سائنس کے spectrum کے آخری حد پر ایسا حصہ آتا ہے جو زیادہ تر غیر سائنسی سمجھا جاتا ہے۔

جس میں ہوتے ہیں ذائد حسی حواس — تصورات جیسے اِشراق (telepathy) یعنی ذہنی لحاظ سے ربط ضبط اور چھٹی حِس — اور آخری میں اِنسانی ارتقاء۔

zuekerman واضح کرتا ہے اُس کے توجیہات: ہم تب ہٹتے ہیں اور آگے تخیلاتی سچائی سے اُن فیلڈس میں جو حیاتیاتی سائنس سمجھی جاتی ہے، جو مثل زائد حسی حواس ہوں یا اِنسان کی fossils کی تاریخ کی ترجمان ہو، جہاں وفادار اِرتقاء پسند کے قریب کسی بھی بات کا امکان ہوتا ہے۔ اور جہاں پر جوشیلا اور اِرتقاء پر ایقان رکھنے والا بعض وقت قابل ہوتا ہے یقین کرنے کئی ایک تضادات پر ایک ہی وقت میں۔ اِنسانی اِرتقاء کی تاریخ کسی

چیز کے قابل نہیں ہوتی ،لیکن مُتعصبانہ توجیہات بعض fossils کے بارے میں رکھتی ہے، جو کھودے گئے تھے بعض لوگوں سے جو اُن کے نظریات سے بے ساختہ لگاؤ رکھتے تھے۔

☆ ڈاروینین فارمولہ

اِس کے علاوہ کہ ہم نے اب تک تمام ٹیکنیکل شہادتیں نپٹائی ہیں اور رکھتے ہیں۔ ہمیں اب ایک بار جائزہ لینا چاہیے کہ کس قسم کا ایک وہم اِرتقا پسند ایک مثال کے ساتھ جو اِس قدر سادہ ہے کہ بچے بھی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔نظریہ اِرتقاء زور دیتا ہے کہ زندگی بنی ہے اتفاق سے۔اِس دعوے کے مطابق، بے جان اور بے شعور جواہر قریب آتے ہیں ایک دوسرے کے، بنانے خلیہ اور تب وے کسی طرح بنا گئے جاندار، بہ شمول اِنسان۔ہمیں اِس کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ جب ہم لاتے ہیں قریب عناصر کو جو زندگی کے بلڈنگ بلاکس ہوتے ہیں جیسا کہ کاربن، فاسفورس، نائٹروجن اور پوٹاشیم کو، صرف ایک ڈھیر سا بنتا ہے۔اِس بات کی پرواہ نہیں کہ کن مراحل سے یہ ڈھیر گذرتا ہے، یہ جواہر کا ڈھیر بنا نہیں سکتا حتٰی کہ ایک واحد جاندار۔اگر تم پسند کرتے ہو، ہمیں ترتیب دینا ہوگا ایک تجربہ اِس موضوع پر اور ہمیں اِرتقاء پسند کی طرف سے معائنہ کرنا ہوگا کہ وے حقیقت میں دعویٰ کرتے ہیں بغیر کھلے الفاظ میں اظہار کئے کہ ڈاروینین فارمولہ کے نام کے تحت ، اِرتقاء پسندوں کو رکھنے دو کئی چیزوں کو موجود، جانداروں کے تحت، اِرتقاء پسندوں کو رکھنے دو کئی ایک چیزوں کو موجود، جانداروں کی بناوٹ میں جیسے فاسفورس، نائٹروجن، کاربن، آکسیجن، لوہا اور میگنیشیم بڑے پیپوں میں۔اِس کے علاوہ، اُنھیں اضافہ کرنے دو اِن barrels میں کوئی بھی چیز جو عام حالات میں وجود نہیں رکھتی، مگر دے سمجھتے ہیں اِسے ضروری۔اُنھیں اضافہ کرنے دو اِس آمیزہ میں جس قدر aimino acids اور پروٹین وے چاہیں—جن میں سے ہر ایک واحد رکھتا ہے ایک بننے کا امکان 10^{950}-، جیسا کہ وے پسند کرتے ہیں۔اُنھیں اِن آمیزوں کو اُسی قدر حرارت اور نمی سے گذرنے دیں جس قدر وے چاہتے ہیں۔اُنھیں ہلانے دیں اِن کو جو کچھ بھی ٹکنالاجیکلی تیار کردہ آلہ سے جو دے پسند کرتے ہیں۔اُنھیں

رکھنے دیں پائے کے سائنس دانوں کو اُن پیپوں کے بازو۔اِن ماہرین کو انتظار کرنے دو ایک کے بعد، ایک اِن barrels کے بازو اَربوں یا حتٰی کہ کھربوں سال تک۔اُنھیں آزاد چھوڑ دیں استعمال کرنے تمام قسم کے شرائط جنھیں وے ضروری سمجھتے ہیں ایک انسان کی بناوٹ کے لئے۔اِس بات کی کوئی اہمیت نہیں کہ وے کیا کرتے ہیں کیا نہیں کرتے ہیں، وے اِن پیپوں سے اِنسان کو پیدا نہیں کر سکتے، کہتا ہے ایک پروفیسر جو معائنہ کرتا ہے اُس کے خلیہ کی ساخت کا الکٹرانک خوردبین کے ذریعہ۔وے پیدا نہیں کر سکتے زراف، کھیاں، ببر، زرد رنگ کے بُلبل ، گھوڑے ، ڈالفین، گلوب، مرغزارے، کنول کے پودے ، کیلے ، سنترے، سیب، کھجور ، ٹوماٹوز، خربوزے ، تربوزے، آنجیر، زیتون، انگور : شفتالو، مور، چیکو، ہمارنگی تتلیاں، اور لاکھوں دوسرے جاندار۔حقیقت میں، وے (اِرتقاء پسند) حاصل نہیں کر سکے حتٰی کہ ایک خلیہ بھی اِن جانداروں میں سے کسی کا بھی۔المختصر، بے شعور جواہر باہم مل کر نہیں بنا سکتے ہیں ایک خلیہ بھی۔

وے کوئی نیا فیصلہ نہیں لے سکتے ہیں اور نہ کسی خلیہ کو دو حصوں میں بدل سکتے ہیں۔ پروفیسرس جو پہلے ایجاد کرتے ہیں الکٹرانک خوردبین اور معائنہ کرتے ہیں اُن کے اپنے خلیہ کی ساخت کا اُس خوردبین کے تحت۔اور جو پتہ چلاتے ہیں کہ مادہ بے شعور ہوتا، ہے بے جان ڈھیر، اور وہ زندگی سے روشناس ہوتا ہے اللہ کی مافوق الفطرت تخلیق سے

نظریہ اِرتقاء کیوں اِس کے برخلاف دعویٰ کرتا ہے ایک بالکلیہ فرسودہ خیال کا کہ زندگی خود سے شروع ہوئی تھی، جو پورے طور پر وجوہات کے خلاف جاتا ہے۔

اِرتقاء پسندوں کے دعوے پر ذرا سا بھی سوچ بچار کرتے ہیں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے جیسا کہ ٹھیک اوپر کے مثال میں پیش کیا گیا ہے کہ ہر چیز تخلیق کی گئی ہے۔

☆ آنکھ اور کان کی ٹکنالوجی

ایک دوسرا موضوع جس کے بارے میں اِرتقاء پسند جواب دینے سے قاصر ہیں۔ وہ ہے ایک لاجواب کوالٹی حواس خمسہ کی آنکھ اور کان کی شکل میں۔قبل اِس کے گذریں آنکھ

کے موضوع سے، ہمیں مختصر طور پر جواب دینا ہوگا ایک سوال کا کہ ہم کیسے دیکھتے ہیں۔ روشنی کی شاعیں جو ایک شے سے آتی ہیں آنکھ کے retina نامی پردے پر اُلٹی حالت میں گرتی ہیں۔ یہاں یہ روشنی کی شعاعیں الکٹریک سگنلس میں خلیات کے ذریعہ بدل جاتی ہیں اور پہنچتی ہیں ایک چھوٹے سے دھبہ میں جو بھیجہ کے پچھلے حصہ میں ہوتا ہے جو دیکھنے کا مرکز ہوتا ہے۔ یہ الکٹرک سگنلس دیکھے جاتے ہیں اِس مرکز میں بطور ایک خیال کے کئی ایک طریقہ ہائے عمل سے گذرنے کے بعد۔ اِس ٹکنیکی پس منظر کے ساتھ ہمیں کچھ سوچنا ہوتا ہے۔

بھیجہ روشنی کے لئے غیر موصل ہوتا ہے۔ اِس کا مطلب ہوتا ہے کہ اِس کے اندر مکمل اندھیرا ہوتا ہے، اور کوئی روشنی وہاں تک نہیں پہنچ پاتی ہے جہاں پر یہ بھیجہ ہوتا ہے۔ اِس طرح نظر کا مرکز کبھی بھی روشنی سے تماس میں نہیں آتا ہے اور حتٰی کہ یہ بہت ہی تاریک جگہ ہوسکتی ہے۔ اِس قدر تاریک مقام پر تم کو کبھی جانا ہوا ہوگا شائد۔ بہر حال، تم مشاہدہ کرتے ہو ایک منور اور روشن دُنیا کو اِس گہرے تاریک نظر کے مرکز میں

خیال جو فارم ہوتا ہے آنکھ میں اِس قدر صاف اور واضح ہوتا ہے کہ حتٰی کہ ۲۰ ویں صدی کی ٹکنالوجی قابل نہ ہو پائی تھی بنانے اس کو اِس قدر صاف۔ مثلاً، دیکھو کتاب کو جو تم پڑھ رہے ہو، ہاتھوں کو جس سے تم کتاب کو پکڑے ہوئے ہو، اور تب اُٹھاؤ اپنا head اور اطراف کا جائزہ لو کیا تم نے دیکھا ہے کبھی ایک صاف اور واضح خیال جیسا کہ یہ ہے، کسی اور جگہ پر؟ حتٰی کہ غیر معمولی ترقی یافتہ TV screen جو پیدا کیا گیا ہے سب سے بڑے پرڈیوسر سے دُنیا میں، نہیں مہیا کرسکتا اِس قدر ایک واضح خیال تمہارے لئے۔ یہ خیال تمہارے آنکھ میں بن رہا ہے، تین رُخی اشیاء کے مختلف رنگوں کے ساتھ غیر معمولی خیال واضح ہوتا ہے۔ ۱۰۰ سال سے زیادہ عرصہ سے ہزار ہا انجینیر س کوشش کرتے رہے ہیں حاصل کرنے اِس شفافیت کو۔ کارخانے، وسیع احاطے قائم کئے گئے تھے، کافی تحقیقات کی گئی تھی، پلانس اور ڈزائنس اِس مقصد کے حصول کے خاطر بنائے گئے تھے۔

دوبارہ ایک TV screen کو دیکھو اور کتاب کو دیکھو جو تم پکڑے ہو تمہارے ہاتھوں میں۔ تم دیکھتے ہو وہاں ایک بڑا فرق شفافیت اور وضاحت میں۔ اِس کے علاوہ جہاں

تک آنکھوں کا تعلق ہے، تم دیکھتے ہو۔ ایک تین رُخی، ہر رُخ واضح اور گہرائی لئے ہوئے۔

کئی سالوں تک، لاکھوں انجینیر س نے دُنیا بھر میں کوششیں کی ہیں بنانے ۳ رُخی TV اور حاصل کرنے آنکھ کے نظر کی کوالٹی کو۔

ہاں، وے بنائے ہیں تین رُخی TV سسٹم لیکن یہ ممکن نہیں ہے watch کرنا اِس کو بغیر لگائے خاص قسم کے 3-D گلاس کے، یہ ہے صرف ایک مصنوعی تین رُخی۔ پس منظر زیادہ دُھندلا ہے، پیش منظر پیدا کرنے ایک شفاف اور واضح خیال مثل آنکھ کے خیال کے camera اور TV دونوں میں، وہاں ہوتی ہے کمی خیال کے کوالٹی کی۔

اِرتقاء پسند دعوے کرتے ہیں کہ میکانیزم جو پیدا کرتے ہیں شفاف اور واضح خیال، بنائے گئے تھے اتفاق سے خود بخود۔

اب، اگر کوئی تم سے کہتا ہے کہ تمہارے کمرے کا TV بنا تھا اتفاق کے نتیجہ میں، مطلب تمام اُس کے جواہر صرف اتفاق سے آتے ہیں ایک دوسرے کے قریب اور بناتے ہیں اِس device کو جو پیدا کرتی ہے ایک خیال، تو تم کیا خیال کروگے؟ کیسے جواہر کرسکتے ہیں یہ سب کچھ جو ہزار ہا لوگ نہیں کرسکتے ہیں۔ اگر ایک ایجاد پیدا کرتی ہے ایک بہت ہی ابتدائی خیال مقابلتاً ایک آنکھ کے جو نہیں بنائی جاسکتی ہے اِتفاق سے، تب یہ بات واضح ہے کہ آنکھ اور خیال جو آنکھ دیکھتی ہے بنائے نہیں جاسکتے ہیں اِتفاق سے۔ یہی صُورت حال کا اطلاق ہوتا ہے کان پر۔ بیرونی کان دستیاب آواز کو اپنی گرفت میں لیتا ہے، بیرونی کان کی auricle ساخت کے ذریعہ آواز درمیانی کان تک پہنچتی ہے۔ درمیانی کان آواز کے اِرتعاش کو تیز کرتے ہوئے آگے منتقل کرتا ہے، اندرونی کان اُنھیں بھیجہ میں پہنچاتا ہے۔ ٹھیک جیسا کہ آنکھ کی صُورت میں ہوا تھا۔ تب سُننے کا عمل انجام پاتا ہے بھیجہ میں واقع سُننے کے مرکز میں۔ بھیجہ غیر موصل ہوتا ہے آواز کے لئے بھی جیسا کہ بھیجہ غیر موصل رہا تھا روشنی کے لئے۔ اِس لئے باہر کی فضاء میں چاہے کتنا ہی غُل غپاڑہ ہو مگر بھیجہ کے اندر پوری طرح سے خاموشی ہوتی ہے۔ تاہم حتٰی کہ ہلکی آوازیں بھی محسوس ہوتی ہیں یا ادراک میں آتی ہیں بھیجہ میں۔ سُننے کی حِس اتنی جامع ہوتی ہے کہ ایک صحت مند آدمی ہلکی آواز سُن سکتا ہے

بغیر کسی ہوائی شور یا مداخلت کے۔

تمہارے بھیجہ میں، جو غیر موصل ہوتا ہے آواز کے لئے، تم سُن سکتے ہو آرکسٹرا کے سازینہ کو، سُن سکتے ہیں تمام آوازوں کو لوگوں سے بھری جگہ پر۔

وسیع ارتعاشی شرح کے اندر تمام آوازوں کو محسوس کر سکتے ہو، پتوں کی سرسراہٹ سے لے کر jet plane کی گڑگڑاہٹ تک بہر کیف! اونچی آواز سُننے کے لمحے پر آواز کا level تمہارے بھیجہ میں کسی آلہ سے پیمائش کیا جا سکے تو معلوم ہوگا کہ اِس وقت بھیجہ میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی ہے۔

خیال کے لحاظ سے ایسا ہی کچھ ہوتا ہے، سالوں کی کاوشیں صرف ہوتی رہی ہیں اِس کوشش میں پیدا کرنے یا دوبارہ وجود میں لانے آواز کو جو اصل سے قریبی مشابہت رکھتی ہو۔ اِن کوششوں کے نتائج Sensing Sound' Sound Recorders سسٹمس ہیں۔ اِن تمام ٹکنالوجی اور ہزار ہا انجینیرس اور ماہرین کے کوشش میں لگے رہنے کے باوجود کوئی بھی آواز اب تک حاصل نہیں کی جاسکی ہے جو رکھتی ہے اُتنی ہی شفافیت اور وضاحت جیسا کہ اصل آواز سمجھی جاتی ہے کان سے۔ غور کرتے ہیں hi-fi سسٹم کے اعلیٰ ترین کوالٹی کو جو پیدا کی گئی ہے بڑی کمپنی سے آواز (موسیقی) کے صنعت میں۔

حتیٰ کہ اِن ایجادات میں جب آواز ریکارڈ کی جاتی ہے تو کچھ اِس کا حصہ کھوجاتا ہے، یا جب کبھی تم hi-fi شروع کرتے ہیں تم ہمیشہ سُنتے ہیں

hissing (سی، سائنس، سون) کی آواز موسیقی شروع ہونے سے پہلے بہرحال، المختصر آوازیں جو حاصل ہوتی ہیں انسانی جسم کی ٹکنالوجی سے ہوتی ہیں غیر معمولی شفاف اور واضح۔

ایک اِنسانی کان کبھی نہیں ٹھیک سے سمجھ پاتا ہے ایک آواز hissing کی آواز کے ساتھ یا کرہ ہوائی کی آواز کے ساتھ جیسا کہ ایک hi-fi کی صُورت میں ہوتا ہے۔ بجائے اِس کے کان سنتا ہے آواز کو اصلیت میں شفاف اور واضح۔

یہ ہے طریقہ، ایسا ہوتا رہا ہے اِنسان کی تخلیق کے بعد سے۔

آج تک بھی کوئی اِنسانی ہاتھوں سے بنایا گیا نظری یا ریکارڈنگ آلہ نہیں رہا ہے

اِتنا حساس اور کامیاب سمجھنے Sensory data کو جتنا کہ، آنکھ اور کان ہوتے ہیں۔

بہر کیف، جہاں تک دیکھنے اور سُننے کا تعلق ہے، ایک بڑی سچائی ہوتی ہے اِن سب سے آگے۔

☆ شعور جو دیکھتا ہے اور سُنتا ہے بھیجہ میں کس چیز سے متعلق ہوتا ہے

کون دیکھتا ہے ایک ترغیب وتحریص کی دُنیا کو دماغ میں، سنتا ہے سازینہ کو اور پرندوں کی چہچہاہٹ کو اور گلاب کے پھول کی خوشبویات کو۔ تحریکات آتی ہیں ایک شخص کو آنکھوں سے، کانوں سے اور ناک سے جو جاتے ہیں بھیجہ کو بطور ایک Electro- chemical nerve impulses کے، حیاتیات، علم الاعضاء اور بیوکیمسٹری کی کتابوں میں ایک بہت ہی اہم حقیقت سے ہم ناواقف ہوتے ہیں، وہ یہ کہ جو سمجھتے ہیں اِن Elecro chemical impulses کو بطور خیالات کے آوازوں کے، خوشبویات کے، حسی واقعات کے بھیجہ میں، وہاں ہوتا ہے ایک شعور بھیجہ میں جو سمجھتا ہے یہ تمام اِحساسات کو بغیر خیال کئیے کوئی ضرورت ایک آنکھ کی، ایک کان کی اور ایک ناک کی۔ یہ شعور کس سے متعلق ہوتا ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شعور اعصاب سے متعلق نہیں ہوتا، نہ fat layer سے اور نہ neurons سے جو بھیجہ بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ڈاروِنی مادہ پرست جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہر چیز مادہ سے بنی ہوتی ہے، اِن سوالوں کا جواب نہیں دے سکتے۔

کیوں کہ یہ شعور روح ہوتی ہے جو اللہ سے پیدا کی گئی ہے، جس کو نہ تو ضرورت ہے، آنکھ کی دیکھنے خیالات کو، اور نہ کان کی سُننے آوازوں کو۔ اور آگے جائیں تو اِس کو نہ ضرورت ہے بھیجہ کی سوچنے کے لئے۔

ہر کوئی جو پڑھتا ہے اِس واضح تفصیل کو اور سائنسی حقیقت کو غور کرتا ہے قادر مطلق، اللہ کے بارے میں، ڈر محسوس کرتا ہے اور پناہ مانگتا ہے اُس کی، ہر طرح سے وہ دابے رکھا تھا ساری کائنات کو ایک بہت، ہی محدود و تاریک ترین نقطہ میں اور اپنے حکم سے با قاعدہ طور پر بکھیر دیا تھا کائنات کو، تین رُخی رنگین، سایہ جیسی اور منور شکل میں۔

☆ ایک مادہ پرست کا عقیدہ

معلومات جو ہم نے پیش کی ہیں اب تک، بتلاتی ہیں یہ نظریہ اِرتقا اپنا وجود آہستہ آہستہ کھودیتا ہے سائنسی دریافتوں کے ساتھ ساتھ۔ نظریہ اِرتقاء زندگی کی ابتدا سے متعلق، سائنس سے مطابقت نہیں رکھتا ہے، اِرتقائی میکانیزم میں جو نظریہ ارتقا پیش کرتا ہے اِرتقائی طاقت نہیں رکھتے اور fossils ظاہر کرتے ہیں کہ درکار درمیانی اشکال کبھی بھی نہیں پائے گئے تھے کہیں بھی کھدائیوں میں۔ اِس لئے یہ یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ نظریہ اِرتقاء کو غیر سائنسی خیال گردانتے ہوئے ایک طرف ہٹا دینا چاہیے۔ جیسا کہ کیسے کئی ایک تصورات مثلاً زمیں سے وابستہ کائنات کا ماڈل وغیرہ جیسے تصورات سائنس کے ایجنڈے سے نکال دیئے جاتے رہے ہیں دوران تاریخ میں۔ بہر نوع، نظریہ اِرتقاء ہنوز سائنسی ایجنڈوں میں شامل ہے۔ کیوں کہ بعض لوگ حتیٰ کہ کوشش کرتے ہیں نمائندگی کرتے ہوئے کہ تنقیدیں جو اِس نظریہ کے خلاف ہوتی ہیں، بطور ایک سائنس پر حملہ کے مترادف ہے۔ کیوں کہ اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نظریہ ایک ناگزیر مضبوط عقیدہ ہے بعض حلقوں میں۔ یہ حلقے آنکھ میچ کر اپنے آپ کو سپرد کر چکے ہیں مادی فلاسفی کو اور مستحکم طور پر اپنے لیے بنالیا ہے ڈاروِنیزم کو اپنا سب کچھ کیوں کہ یہ ہی صرف مادہ پرستوں کا، وضاحتی ماخذ ہے جو پیش کیا جاسکتا ہے قدرت کے مظاہر کی وضاحت کے لئے۔

کافی دلچسپ بات یہ ہے کہ وے اقبال بھی کرتے رہتے ہیں موقع بہ موقع اِس حقیقت کا۔ چنانچہ ایک مشہور علم تواثر وراثت کا ماہر اور بے باک ارتقاء پسند، Richard c. lewontin جو ہارورڈ کی جامعہ سے متعلق رہا ہے قبول کرتا ہے کہ وہ ہے، ’’پہلے اور سب سے آگے ایک مادہ پرست اور تب سائنس دان ہونے کے، اِن اِرتقاء پرستوں کا کہنا ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ طریقے اور اِدارے سائنس کے ہمیں مجبور کرتے ہیں قبولنے ایک مادی وضاحت کو مظاہر قدرت سے بھری دُنیا کے بارے میں، بلکہ اِس کے برخلاف، ہم زور دیتے جاتے ہیں ہماری ایک پہلے کی وابستگی سے جو ہم کو مادہ سے تھی، اور وہ وجہ بنتی ہے پیدا کرنے

ایک تحقیقی لائحہ عمل اور تصورات کا مجموعہ، جو پیدا کرتا ہے مادی وضاحتیں، اِس بات کی پروا نہیں کہ کتنی تضادی طور پر وِجدانی ہو یا پُراسرار طور پر معافی سے نا آشنا۔ علاوہ اِس کے وہ مادیت مطلق ہے، اِس لئے ہم خدائی قدم کو اُس میں داخل نہیں ہونے دیں گے‘‘۔ یہ ہیں واضح تفصیلی بیانات کہ ڈاروِینیزم ایک مضبوط ایقان ہے جو رکھا گیا ہے زندہ صرف مادیت سے وابستگی کی خاطر۔ یہ اِیقان سنبھالے رکھتا ہے مادہ کو کیوں کہ وہاں پر ایسا کوئی نہیں ہے جو مادے کو بچا پاتا ہے۔

اِس لئے وہ بحث کرتا ہے کہ بے جان، بے شعور مادہ پیدا کرتا ہے زندگی۔ ڈاروِینیزم زور دیتا ہے کہ لکھو کھا مختلف جاندار اصناف یعنی پرندے، مچھلی، ژراف، شیر، حشرات الارض، اشجار، پھول، وہیلس اور انسان وغیرہ وجود میں آئے ہیں، مادے جیسے گرتی ہوئی بارش بجلی کی کوند اور دیگر مادوں کے درمیان باہم دیگر کارکردگی سے۔ یہ ہے ایک قول جو خلاف جاتا ہے وجوہات اور سائنس دونوں کے۔ تاہم ڈارون کے پرستار نظریہ اِرتقاء کی تائید جاری رکھتے ہیں، تائید کرنا اِس کی صرف اِس طرح سے کہ کوئی خدائی قدم اُن کے دروازہ میں داخل ہونے نہ پائے، یعنی تخلیق کا عمل کسی صُورت ثابت نہ ہونے پائے۔ ہر کوئی جو جانداروں کی ابتداء کو مادہ پرستوں کے معتصبانہ نقطہ نظر سے دیکھنا نہیں چاہتا وہ دیکھتا ہے اِس حقیقت کو کہ تمام جاندار ایک خالق کے پیدا کردہ ہیں جو قادر مطلق ہے، سب سے اعلیٰ حکیم اور علیم ہے۔ یہ خالق اللہ ہے جس نے پیدا کیا ہے ساری کائنات کو جو پہلے کبھی نہ تھی، اُس کو ڈزائن کیا ہے اِنتہائی مکمل شکل میں، اور تمام جانداروں کو بے حد خوبصورتی کے ساتھ مکمل حالات میں بنایا ہے۔

☆ نظریہ اِرتقاء دُنیا کی سب سے زیادہ مسحُور کن طاقت

ہر کوئی جو تعصب سے آزاد ہے اور کسی خاص طرز فکر سے بے گانہ ہے، استعمال کرتا ہے خود کی سمجھ اور منطق کو، کُھلے طور پر سمجھتا ہے کہ نظریہ ارتقاء میں اعتقاد، لاتا ہے دماغ میں سماجی توہمات جو نہیں رکھتے سائنسی یا تہذیبی معلومات، بلکہ بالکلیہ ناممکنات میں سے

ہوتے ہیں۔جیسا کہ پچھلے سطور میں وضاحت کی گئی ہے، جو عقیدہ رکھتے ہیں نظریہ اِرتقاء میں،خیال کرتے ہیں کہ چند ایک جواہر اور سالمے ایک وسیع مقام میں بکھیر دیئے گئے ہیں، وے پیدا کر سکتے ہیں ،سوچنے والے اور سمجھدار پروفیسرس کو اور جامعات کے طلباء کو، سائنس دانوں کو جیسے آنسٹائن اور گلیلیو کو، آیسے آرٹیٹس کو جیسے ہمفرے بُوگارٹ، سائناٹرا فرانک اور لُو سِیانو پاواروٹی کو ساتھ ساتھ باراسنگا وغیرہ جاندار، لیمو کے درخت، کارنیشن پھول وغیرہ نباتات۔جیسا کہ سائنس داں، پرفیسرس جو یقین رکھتے ہیں اِس مہمل بات پر، ہوتے ہیں تعلیم یافتہ لوگ، کیا اُن کے لئے یہ کہنا بالکلیہ مناسب رہے گا اِس نظریہ کے بارے میں کہ یہ دُنیا کی مسحور کُن طاقت ہے۔سابق میں کبھی کوئی دوسرا خیال یا تصور اِس طرح بہا نہیں لے گیا تھا لوگوں کی سمجھنے کی طاقتوں کو، کیا اُس وقت کے ماضی کے ذہین لوگ انکار کئے تھے اجازت دینے سے اُن کو سوچنے سے ذہانت سے اور منطق سے، اور کیا چُھپائے رکھتے تھے سچائی کو لوگوں سے، گویا کہ وے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہو۔یہ اِرتقاء پسندوں کا طریقہ عمل حتیٰ کہ زیادہ خراب ہے اور نا قابل یقین اندھا پن ہے مقابلتاً اُن مصریوں کے طریقہ عمل سے وے جو اُن کے سورج خدا Ra کی پوجا کرتے تھے، یا افریقہ کے بعض حصوں میں جو لوگ totem کی پوجا کرتے تھے یا saba کے لوگ جو سورج کی پوجا کرتے تھے، یا پیغمبر ابراہیمؑ کے قبیلہ کے لوگوں سے جو اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بُتوں کی پوجا کرتے تھے یا پیغمبر موسیٰؑ کے لوگوں کے طرز عمل سے جو سنہرے بچھڑے کی پوجا کرتے تھے۔

اللہ قرآن میں کئی آیات میں ظاہر کرتا ہے کہ بعض لوگ کے دماغ کُند ہوتے ہیں اور وے سچائی کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔اِن میں سے بعض آیات حسب ذیل ہیں:

''کہا ڈالو اور پھر جب اُنھوں نے ڈالا، باندھ دیا لوگوں کی آنکھوں کو اور اُن کو ڈرا دیا اور لائے بڑا جادو۔'' (سورہ اعراف،116)

جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے، فرعون کے جادوگر ہر ایک کو دھوکہ دینے کے قابل تھے۔حضرت موسیٰؑ سے ہٹ کر اور وہ جو اُس پر اعتقاد رکھتے تھے۔بہر حال، اُس کی شہادت، توڑ ڈالی جادو کے اثر کو، یا نگل ڈالی جو کچھ کہ وے دھوکہ دہی کئے تھے۔

اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو کہ ڈال دے اپنے عصا کو سو وہ جب بھی لگا نگلنے جو سانگ اُنھوں نے بنایا تھا۔پس ظاہر ہو گیا حق اور غلط ہو گیا جو کچھ اُنھوں نے کیا تھا۔''

(سورۃ الاعراف،117۔115)

جیسا کہ ہم دیکھ سکتے ہیں، جب لوگ جانے کہ ایک جادو اُن پر کیا گیا تھا اور جو کچھ کہ وے دیکھے تھے صرف ایک دھوکہ تھا، فرعون کے جادوگر کھو دی تھی اپنی ساکھ۔

موجودہ دنوں میں بھی، جب تک کہ وہ جو، ایک اِسی قسم کے جادو کے اثر میں ہوتے ہیں (نظریہ اِرتقاء کے اثر میں ہوتے ہیں) یقین رکھیں گے اِن مضحکہ خیز دعوؤں میں جو اُن کے سائنسی بھیس میں ہوتے ہیں اور گذارتے ہیں اپنی زندگیاں اِن دعوؤں کی مدافعت کرتے ہوئے، رکھتے ہوئے اُن کے توہماتی اعتقادات، وے بھی ذلیل ہوں گے جب کہ پوری سچائی اُبھر کر آ جاتی ہے سامنے، اور جادو کا سحر ٹوٹ جاتا ہے۔حقیقت میں بین الاقوامی شہرت یافتہ، برطانوی مصنف اور فلاسفر مالکم مَگّارِج نے بھی یہ بیان دیا ہے:

''میں خود ہوں با اعتماد کہ نظریہ اِرتقاء، خاص طور پر جس حد تک اِس کا عمل در آمد ہوا ہے، ہو گا کئی ایک بڑے jokes میں سے ایک مستقبل میں تاریخ کی کتابوں میں، آنے والی نسلیں حیرت زدہ ہوں گی کہ اِس قدر نا قابل یقین اور نا قابل اعتبار مفروضہ قبولا جا سکتا ہے بادلِ نخواستہ نا قابل یقین اعتماد کے ساتھ جو وہ رکھتا ہے۔

وہ مستقبل کچھ دور نہیں ہے، برخلاف اِس کے لوگ جلد ہی دیکھیں گے اُس موقعہ کو جو نہیں ہے ایک خدائی، اور دیکھیں گے ماضی کے نظریہ ارتقاء کو بدترین فریب کے اور اِنتہائی خطرناک جادو کے دُنیا میں۔وہ سحر پہلے سے ہی تیزی سے اُٹھنا شروع کر رہا ہے لوگوں کے سروں سے دنیا بھر میں۔کئی لوگ جو دیکھتے ہیں اِس نظریہ کا حقیقی چہرہ، حیرت کے ساتھ تعجب کر رہے ہیں کہ کیسے وے کبھی کے پھنس چکے تھے اِس نظریہ کے چُنگل میں۔ آیت پیش ہے:

''وے بولے، پاک ہے تو، ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا ہم کو سکھلاتا ہے، بیشک تو ہی اصل جاننے والا حکمت والا ہے'' (سورہ بقرہ،32)

☆ کبھی نہ بُھولو!!! کہ صرف سب کا ایک ہی خدا اللہ ہے

وہ اللہ ہے۔کوئی خدا نہیں ہے سوائے اللہ کے۔ساری تعاریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں، اِس جہاں میں اور بعد کی زندگی میں۔صحیح انصاف اللہ ہی پر ختم ہے۔تم لوٹو گے اللہ کی طرف۔'' (سورۃ ال قصص،70)

☆ کبھی نہ بُھولو کہ۔۔۔۔۔۔

- ❑ ہمارا، زندگی میں اہم مقصد، اللہ کی عبادت ہے،
- ❑ اللہ مشرق سے مغرب تک ہر چیز کا احاطہ کیئے ہوئے ہے،
- ❑ اللہ طبعی واقعات پر پورا اختیار رکھتا ہے، اور اُن سے متعلق تمام معاملات کی یکسوئی کرتا ہے
- ❑ اللہ تمام لوگوں کو اپنے تابع رکھتا ہے، بشمول، ہمارے ماں باپ، رشتہ دار اور دیگر تمام اِنسانوں کے اور تمام جانداروں کے،
- ❑ اللہ اِنسان کا سچا محافظ اور نگہبان ہے،
  اللہ کی ہمیشہ کامیابی ہوتی ہے،
- ❑ یہ صرف اللہ ہی ہوتا ہے جو ہمیں سارے اقسام کے مشکلات سے جن کا ہم سامنا کرتے ہیں، سے چھٹکارا دلاتا ہے،
- ❑ اللہ ہر واقعہ کی پوشیدہ سچائی سے واقف ہوتا ہے، اور رکھتا ہے تفصیل جو اِس سے متعلق ہوتی ہے، اور کوئی دوسرے نامعلوم پہلوؤں کے بارے میں بھی جانتا ہے،
- ❑ اللہ اُن تمام کاموں کی تفصیلات سے واقف ہوتا ہے جو ایک شخص اپنی ساری زندگی کے دوران کرتا ہے
- ❑ اللہ ہر وہ چیز جس کو وہ چاہتا ہے کرنے کی طاقت رکھتا ہے،
- ❑ اللہ تمام اشیاء کی ہر باریک سے باریک تفصیل سے واقف ہوتا ہے، اِس طرح

کہ اُن سے اپنے اُن بندوں کو فائدہ پہنچاتا ہے جو اُس سے ڈرتے ہیں،

- ❑ اللہ چاہتا ہے کہ بنائے اشیاء کو زیادہ آسان ہمارے لئے،
- ❑ اللہ اُن کی حفاظت کرتا ہے جو اللہ کی پناہ میں رہتے ہیں اور اُنھیں آرام پہنچاتا ہے،
- ❑ یہ اللہ ہی ہے جو ہمیں عطا کرتا ہے ہماری ساری نعمتیں،
- ❑ ہر چیز جو ہم سے متعلق ہوتی ہے رہتی ہے اللہ کے اختیار میں،
- ❑ اللہ ہر کوئی جائداد کا مالک ہے (کشتیاں، مکان، کار، فرنیچر، لباس، زیورات وغیرہ وغیرہ) اور تمام دولت کا اللہ اصل مالک ہے،
- ❑ اللہ تمام جاندار کو ساری سہولتیں مہیا کرتا ہے،
- ❑ اللہ جس کو چاہتا ہے اُس کے انعامات میں وسعت عطا کرتا ہے،
- ❑ اللہ کی خوشنودی کی خاطر ہم کو ہر اُس کام میں مصروف رہنا چاہیے جو اللہ کو پسند ہے،
- ❑ اللہ بہت کثرت سے انعامات دیتا ہے اُن کاموں پر جو اللہ کی خوشنودی کے لئے کئے جاتے ہیں،
- ❑ اللہ نے ہمیں سکھلایا ہے جو کچھ کہ ہم جانتے ہیں،
- ❑ اللہ نے ہمیں صحیح رہبری کی ہے اور ایمان والے بننے کی توفیق عطا کی ہے،
- ❑ اللہ سب سے بڑا ہے کسی بھی خامی یا غلطی سے بلند ہے،
  ہر ضرورت سے آزاد ہے،
- ❑ زمین پر رہنے والے ہر جاندار کو اللہ کی ضرورت ہے،
- ❑ اللہ لامحدود شعور کا مالک ہے،
- ❑ اللہ ہر بات جانتا ہے، آیا ہم اُسے اپنی حد تک رکھیں یا فاش کریں،
- ❑ یقیناً اللہ اُن لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اُس کے مذہب کی مدد کرتے ہیں،
- ❑ اللہ لامحدود طور پر منصف ہے اور کسی کو ذرہ کے برابر بھی نقصان نہیں پہنچاتا،
- ❑ اللہ اِنسانیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا،
- ❑ اللہ ساتوں آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اور جب وہ کسی بات پر

فیصلہ کرنا چاہتا ہے وہ صرف کہتا ہے،''ہو جا!'' اور وہ ہو جاتا ہے،

- اللہ جانتا ہے ہر چیز کو جو ہمارے علم سے بہت آگے ہوتی ہے،
- کوئی بھی نہیں بدل سکتا جو کچھ اللہ کسی بندہ کے لئے چاہتا ہے اور کوئی بھی کسی چیز کو واقع ہونے سے نہیں روک سکتا، چاہے وہ اچھا ہو یا بُرا، اگر اللہ کسی بندہ کے لئے کرنا چاہتا ہے
- دیکھنا اور اظہار کرنا ممکن ہوتا ہے اُن نشانیوں پر جو اللہ بتلاتا ہے تم کو تمہارے اندر یا تمہارے باہر، ہر چیز زمین میں اور آسمانوں میں اللہ کی تعاریف میں ثناخوان ہوتی ہے،
- صرف اللہ ہی حمد وثناء کا مستحق ہے،
- اللہ کوئی چیز نہیں بھولتا ہے،
- اللہ ہمیشہ سے ہے اور رہے گا، وہ کبھی نہیں سوتا اور نہ اِس کو نیند کی ضرورت ہے،
- اللہ اُن لوگوں کے قلوب کو سنوارتا ہے جو اُس کی مدد پر یقین رکھتے ہیں،
- اللہ ایمان والوں کی ہر لمحہ مدد کرتا ہے،
- اللہ معاف کرتا ہے اور قبولتا ہے ندامت اپنے بندوں سے،
- اللہ گناہگاروں کو مہلت دیتا ہے تاکہ وہ ندامت کا اِظہار کریں اور معافی مانگ سکیں،
- اللہ اپنے بندوں کے ساتھ ہمیشہ مہربان رہتا ہے،
- اللہ جانتا ہے کہ اُس کے وفادار بندے جنت حاصل کریں، اللہ اُنھیں نوازتا ہے جو صابر ہوتے ہیں
- اللہ وہ ہے جو ہمیں روح عطا کرتا ہے ہمیشہ مدد کرتا ہے حاصل کرنے سچا عقیدہ اور مختلف طریقہ سے یاد دلاتا ہے،
- اللہ ہمیں محبت عطا کرتا ہے، بداعتقادی دور کرتا ہے، نافرمانبرداری کو ہمارے لئے نفرت انگیز کرتا ہے،
- اللہ اُس قوم کو آگے لاتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور جو قوم اللہ سے محبت

نہیں کرتی ہے اُس کو مذاہب بے زار کی جگہ دیتا ہے،

- اللہ سچے ایمان والے سے اُس کے خراب اعمال مٹادیتا ہے،
- اللہ اُن لوگوں کو جو اللہ کا ڈر رکھتے ہیں اُنھیں قوت تمیز عطا کرتا ہے،
- اللہ ہم سے ہر ایک کے یا ہر ایک چیز کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہوتا ہے،
- اللہ اپنے ہر عبادت گذار بندے کو اپنا دوست رکھتا ہے،

شیطان کا وجود

- شیطان تمہارا دشمن ہے، اِس لئے اُس کے ساتھ بطور دشمن کے برتاؤ کرو۔
- وہ تو بُلاتا ہے اپنے گروہ کو اِس واسطے کہ ہوں دوزخ والوں میں۔''

(سورہ فاطر،6)

کبھی نہ بُھولو کہ

- شیطان ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے،
- شیطان صبر کے ساتھ انتظار کرتا ہے دھوکہ دینے لوگوں کو ہر لمحہ،
- شیطان تم کو اللہ کے نعمتوں سے غافل کروا کر اللہ کے شکر گذار ہونے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے
- شیطان چاہتا ہے کہ تم بُھلادیں کہ وہاں پر ہر صورت حال میں اللہ کی طرف سے بھلائی ہوتی ہے اور اِس طرح تمہیں اللہ پر بھروسہ رکھنے سے روکتا ہے،
- شیطان تم میں لاپرواہی، سُستی، غصہ، عدم توجہ، خود غرضی، غفلت جیسے بُری عادات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے،
- شیطان چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے افعالِ عبادات سے اور اللہ سے متعلق تمہاری ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے روکے رکھے،
- شیطان سچے ایمان والوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا ہے،
- جب شیطان کی طرف سے ایک دھوکہ دہی کی تحریکِ تم پر اثر انداز ہوتی ہے تو اللہ کی پناہ مانگنا تمہیں شیطان کی گرفت سے نجات دلاتا ہے،

- غفلت پیدا کرنا شیطان کا سب سے بڑا ہتیار ہے،
- شیطان چاہتا ہے روکے تم کو، رکھنے تمہارے دماغ کو مصروف اللہ کی یاد میں،
- تکبر اور سچائی کی مزاحمت کرنا ہوتے ہیں خصوصیات ملعون شیطان کے،
- شیطان تم کو جھوٹے اُمیدوں سے بھرے رکھنے کی کوشش کرتا ہے،
- شیطان کبھی نہیں چاہتا کہ تم ایسے کاموں میں مصروف رہو جو اللہ کو خوش کرتے ہیں اور جنت کے حصول کا ذریعہ ہوتے ہیں،
- شیطان کا پہلا مقصد تمہیں دائمی عذاب کے لئے تیار کرنا ہوتا ہے، جیسا کہ بندہ خود ایسا چاہتا ہو،
- شیطان لوگوں پر کوئی قدرت نہیں رکھتا ہے، البتہ اُنھیں بُرائی کی طرف راغب کرتا ہے۔

یاد رکھنا اللہ کو۔۔۔۔

- ”تم جو ایمان رکھتے ہو اللہ پر! یاد کرتے ہو اللہ کو بہت زیادہ۔۔۔۔“

(سورہ احزاب،41)

کبھی نہ بُھولو

- رکھنا تمہارے دماغ کو مصروف اللہ کی یاد میں،
- یاد کرنا اللہ کو جب تم کھڑے ہوتے ہیں، بیٹھے ہوتے ہیں، اور لیٹے ہوتے ہو،
- کہ کوئی بھی چیز سوائے اللہ کی یاد کے، ہماری مُصیبت کو ٹال نہیں سکتی، ہمارے معاملات کی پیچیدگی کو دور نہیں کرسکتی اور دل کا سکون ہمیں فراہم نہیں کرسکتی ہے
- کہ کوئی بھی چیز (تجارت یا معیشت) ہمیں اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرسکتی،
- کہ اللہ کی یاد ہی سب کچھ ہوتی ہے،

کہ موت تمہیں آسکتی ہے کسی بھی وقت

- ہر کوئی موت کا ذائقہ چکھتا ہے۔ ہم تمہارا امتحان لیتے ہیں نیکی اور بدی دونوں کے ساتھ بطور آزمائش کے۔ اور تم لوٹو گے ہمارے پاس۔“

(سورۃ الانبیاء،35)

کبھی نہ بُھولو کہ

- ہر ایک، بشمول ہم خود اور ہمارے افرادِ خاندان یقیناً مر جائیں گے،
- موت کا وقت ہمارا اللہ طے کرتا ہے،
- ہر ایک کی موت پہلے ہی سے طے شدہ ہوتی ہے اور یہ کہ کوئی بھی اُس پہلے سے طے کردہ وقت کو ملتوی نہیں کرسکتا ہے، جب کہ وہ آتی ہے،
- موت واقع ہونے پر، ہم اپنے معبود کی طرف لوٹتے ہیں،
- ہمارے جسم کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی جب ہم ایک بار مر جاتے ہیں،
- جب جسم کو زمین میں رکھتے ہیں وہ تیزی کے ساتھ سڑنے کے عمل سے گذرتا ہے،
- ندامت جو موت کے لمحہ پر کی جاتی ہے اللہ کی طرف سے ناقابل قبول ہوتی ہے،
- تمام اشکال کی کمزوریاں جو ہم رکھتے ہیں اِس دُنیا میں، موت کی یاددہانی کے لئے ہمیں دی جاتی ہیں اللہ کی طرف سے،
- موت کے بارے میں سوچنا ہمیں تمام جھوٹے خواہشات سے پاک کرتا ہے
تم کو اللہ سے دعا کرنا چاہیے کہ تمہاری موت پر تمہارا خاتمہ بحیثیت مسلمان ہو،

کہ دُنیا جس میں ہم رہتے ہیں ختم ہوجائے گی ایک دن

”دُنیا کی زندگی محض ایک کھیل اور ایک تماشہ ہے۔ اگر تم یقین رکھتے ہو اور اللہ سے ڈرتے ہو، اللہ دیتا ہے تم کو تمہارا معاوضہ اور نہ پوچھتا ہے تم سے تمہاری دولت کے لئے۔“ (سورہ محمد،36)

کبھی نہ بُھولو کہ

- ویسے دکھائی دیتی ہے طویل، زندگی اِس دُنیا کی ہے مختصر،
- جو دکھائی دیتے ہیں پُرکشش اِس دُنیا میں، ہوتے ہیں آزمائش کے لئے،
- اللہ نے پیدا کیا ہے زندگی اور موت کو تا کہ وہ ہماری آزمائش کرسکے،
- دیکھ سکے کہ اعمال کس کے سب سے بہتر ہیں،

- اِس دُنیا کی زندگی عارضی ہے،
- اِس دُنیا میں اِنعامات ہوتے ہیں صرف کمتر نقولات، بہشت میں موجود حقیقی اِنعامات کے، اور یہ کہ وے خصوصی طور پر پیدا کیئے گئے ہیں ہمیں جنت کی یاد دلانے کے لئے،
- اللہ کی مرضی سے، ساری دُنیا غائب ہوجائے گی قیامت کے دن،
- دُنیا کی زندگانی سوائے ایک کھیل اور ایک تماشہ کے کچھ بھی نہیں ہے، اور یہ کہ حقیقی پناہ گاہ بعد کی زندگی ہے
- سچے ایمان والے کبھی نہیں فروخت کرتے بعد کی زندگی' اِس دُنیا کے بدلہ میں'

کہ قیامت کا دن تیزی کے ساتھ ہمارے قریب آرہا ہے

- ''لوگ پوچھتے ہیں قیامت کے بارے میں، کہو: اِس کا علم صرف اللہ کو ہے۔
- کیا بات تمہیں سمجھاتی ہے؟ ہوسکتا ہے کہ روز قیامت بہت ہی قریب ہو۔''

(سورۃ ال۔احزاب،63)

کبھی نہ بُھولو کہ

- ہم تیزی کے ساتھ روز قیامت کے قریب ہوتے جارہے ہیں،
- اُس دن بلائے ناگہانی وقوع پذیر ہوں گے،
- قیامت کا دن یکا یک آئے گا قبل اِسکے تم حتیٰ کہ اِسے سمجھ سکیں،
- اُس دن بھاگ نکلنے کے لئے کوئی جگہ بھی نہیں ہوگی،
- اُس دن ہر ایک سے اللہ کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دینے کے بارے میں پوچھا جائے گا، اور اُن انعامات کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا جن سے بندہ نے استفادہ کیا ہے،
- ہر رُوح جو رہی ہوتی ہے زمین پر، اُس کے پروردگار کے سامنے کھڑی ہوتی ہے،
- اُس دن پہاڑ گرد و غبار کی طرح بکھر جائیں گے،
- اُس دن آسمان پھٹ جائیں گا اور ہوجائے گا اس طرح مانند تیل کے تلچھٹ

کے، ستارے بُجھ چکے ہوں گے،

- اُس دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے اور ہوں گے مثل رنگیں اُون کے لچھوں کے، اللہ اُنھیں بنادے گا بطور ایک بنجر، ہموار میدان کے،
- آسمان مثل پگھلے ہوئے پیتل کے ہوجائے گا،
- ہم اللہ کے حضور میں اکیلے حاضر ہوں گے، جیسا کہ ہم پہلے پیدا کیئے گئے تھے،
- ہر چیز جو آسمان اور زمین میں ہوگی، سوائے اللہ کے پسندیدہ لوگوں کے ڈر اور خوف میں ہوں گے،
- گناہگار پہچانے جائیں گے اُن کے نشان سے اور بندھے رہیں گے اُن کے ہتھکڑیوں اور بیڑیوں سے،
- کوئی روح اللہ کی اجازت کے بغیر بات نہ کرسکے گی،
- گناہگار لوگ اپنی بدنصیبی میں ہوں گے،
- جو اللہ کے خلاف جُھوٹ بولا کرتے تھے رکھیں گے اُن کے چہرے سیاہ،
- آوازیں ہوں گی ملائم زبردست رحم والے کے آگے اور کچھ بھی نہیں ہوگا سوائے کانا پھوسی کہ جو سُنی جائے گی،
- کوئی نہیں جان پہچان بشمول کسی کے والدین، بھائی بندھی، رشتہ دار اور نہ پوچھے گا اُس کے کوئی دوست کے بارے میں،
- مجرم لوگ ایک دوسرے کو لعن طعن کریں گے،
- ہر روح، رکھے گی اچھائی اور بُرائی جو اُس نے کی، خواہش کرے گی دوبارہ زندگی پانے کچھ عرصہ تک کرنے اچھے کام،
- بعض چہرے منور ہوں گے،
- اُس کو کسی قسم کی ندامت ہوگی تاخیر سے، جو نا قابل شنوائی ہوگی،
- اُس دن کوئی بھی رجوع نہیں کرے گا،
- اُس دن کسی قسم کا ڈر یا غم نہ ہوگا سچے ایمان والوں کے لئے،
- یہ صرف سچے ایمان والے بہشت حاصل کریں گے۔۔۔۔

یہ کہ صرف سچے ایمان والے بہشت حاصل کریں گے

- ''اور جو ایمان لائے اور اعمل کئِے نیک وہی ہیں جنت کے رہنے والے، وہ اُسی میں ہمیشہ رہیں گے۔'' (سورہ بقرہ، 82)

کبھی نہ بُھولو کہ

- اللہ نے پیدا کیا ہے جنت خاص طور سے ایمان والوں کے لئے،
- انعام اُن لوگوں کے لئے، جو اپنے آپ کو اور اپنی دولت کو اللہ کے لئے وقف کرتے ہیں، جنت ہوتی ہے،
- ایمان والے جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے،
- فرشتے ایمان والوں سے جنت میں ملا کرتے ہیں، بہت ہی اخلاق کے ساتھ،
- ایمان والے ہوتے ہیں بڑے سکون میں اور حفاظت میں،
- جنت میں ہوتے ہیں شریک حیات بھی جو مکمل پاکیزگی رکھتے ہیں،
- جنت میں اُس کے باشندے دیکھتے ہیں خوشیاں اور ایک بڑی سلطنت،
- جدھر وے پلٹتے ہیں دیکھتے ہیں،
- سوے آرام کرتے ہیں تختوں پر جو قیمتی زربفت کی کور کے ساتھ ہوتے ہیں" وہاں ہوتے ہیں لٹکتے ہوئے پکّے پھل قابل دسترس حالت میں،
- وہ نہ تو زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈا، ہر لحاظ سے آرام دہ ہوتا ہے رہن سہن، وہاں ہوتے ہیں مینا و جام اطراف میں لیئے پھرتے ہیں کارندے،
- جنتی لوگ وہ سب رکھتے ہیں جو اُن کے دِل چاہتے ہیں اور جس میں اُن کے آنکھوں کو فرحت و تازگی ملتی ہے،
- وہاں کوئی غلط کار نہیں ہوتا،
- اللہ نچھاور کرتا ہے تابانی اور خوشیاں جنتیوں پر،
- جنت میں وہاں پر گناہ کرنے کا کوئی سوال نہیں ہوتا

- کوئی کینہ کپٹ جنتی لوگوں کے دِلوں سے نکال پھینکا جاتا ہے
- ایمان والے جنت میں اللہ کے ممنون ہوتے ہیں
- اللہ کی مہربانی کی بدولت ایمان والے جنت پاتے ہیں
- جنت میں کوئی اُکتاہٹ محسوس نہیں کرتا،
- کوئی بھی ڈر محسوس نہیں کرتا اور نہ کوئی رنج جانتا ہے،
- غیر معمولی ارفع واعلیٰ انعامات جنت کے ہوتے ہیں اللہ کی بے پناہ خوشی کے آئینہ دار،

دوزخ کا وجود

- ''اور اگر ہم چاہتے ہیں تو سُجھا دیتے ہر جی کو اُس کی راہ لیکن ٹھیک پڑ چکی میری کہی بات کہ مجھ کر بھرنی ہے دوزخ جنوں اور آدمیوں سے اِکٹھے۔''

(سورہ اس۔سجدہ، 13)

کبھی نہ بُھولو کہ

- اللہ بناتا ہے جنت کو غیر قانونی اُن کے لئے جو اللہ کی ذات میں کسی اور کو شریک کرتے ہیں اور اُن کا دائمی ٹھکانہ دوزخ قرار دیتا ہے۔
- دوزخیوں کے لبادے آگ کے ہوتے ہیں اور اُن کے ناپ کے لحاظ سے ہوتے ہیں،
- دوزخ کی آگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگی،
- دوزخ کے لوگ کول تار کی قمیض پہنیں گے
- وے رکھیں گے اپنے چہرے آگ میں ملفوف،
- اُبلتا پانی ڈالا جائے گا اُن کے سروں پر،
- اُن کے پیٹھ اور جانبوں میں مُہریں لگی ہوں گی،
- جنت کے دروازے اُن کے لئے کھولے نہیں جائیں گے،
- دوزخی لوگ بدترین مخلوقات میں سے ہوں گے،

- ❑ دوزخ کا عذاب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگا،
- ❑ ہتھکڑیاں، بیڑیاں اور زنجیریں اور جُھلسا دینے والے شعلے ہمیشہ دوزخیوں کے لئے تیار رہتے ہیں
- ❑ دوزخ میں پینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہوتا سوائے اُبلتے ہوئے پانی کے اور اُبلتے ہوئے پیپ کے،
- ❑ دوزخی لوگ کوئی غذا نہیں رکھتے بلکہ ایک کڑوا کانٹے دار جھاڑی کے، جو نہ تو تقویت بخش ہوتی ہے اور نہ اطمینان بخش،
- ❑ اذ۔زخم جھاڑ بدمعاشوں کی غذا ہوتی ہے پیٹ میں اضطراب پیدا کرتی ہے پگھلے ہوئے پیتل کی طرح،
- ❑ دوزخی لوگ زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں جو ۷۰ مکعب فٹ حجم رکھتی ہے،
- ❑ دوزخی لوگوں کو ڈنڈوں سے پیٹا جاتا ہے جو لوہے کے بنے ہوتے ہیں،
- ❑ وہاں دوزخ میں آگ ہی آگ ہوتی ہے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوتے ہیں،
- ❑ دوزخ کی آگ اضطراب اور بے چینی پیدا کرتی ہے،
- ❑ دوزخی بار بار گہری سانسیں چھوڑتے ہیں گویا بے حد غم واندوہ کا اظہار کرتے ہیں
- ❑ دوزخ فضول خرچ اور عیاش لوگوں کا ٹھکانہ ہے،
- ❑ دوزخ میں دوزخی قوت اور تیزی کے ساتھ پھینکے جاتے ہیں ہتکڑیوں اور بیڑیوں کے ساتھ اور باہم زنجیروں کے، اور وے پکارتے ہیں اُن کی بربادی کے لئے،
- ❑ وے نہ تو مرتے ہیں اور نہ ٹھیک سے جی پاتے ہیں،
- ❑ ہر جانب سے موت دوزخیوں کو گھیرے رہتی ہے پر وے مرتے نہیں،
- ❑ دوزخ میں وہاں ایک آگ ہوتی ہے جس کے لڑھکتے ہوئے چھلے جیسے دھویں کے بادل کی دیواریں دوزخیوں کو اپنے میں گھیرے میں لئے ہوئے ہوتے ہیں،
- ❑ دوزخ ایک ایسی جگہ ہے جو نہ تو راحت دیتی ہے نہ خوشی سوائے تکلیف کے ایک دیوار گیٹ کے ساتھ کھڑی ہوتی ہے جنتی اور دوزخی لوگوں کے درمیان،
- ❑ دوزخ کے لوگوں کے لئے سزا کبھی کم نہیں کی جاتی ہے،

- ❑ دوزخی، دوزخ کی آگ سے نکلنا چاہتے ہیں لیکن وے نکلنے کے قابل نہیں ہوتے،
- ❑ وہاں اُن کے اُوپر ایک بند، آگ کی چھت ہوتی ہے،
- ❑ ہر دفعہ اُن کی جلد جل جاتی ہے تو اُن کو فوری نئی جلدوں سے بدلا جاتا ہے
- ❑ دوزخیوں کی آنکھیں، جھکی ہوئی اور ذلت سے سیاہ ہو چلی ہوتی ہیں،
- ❑ ہر ایک اپنے گناہوں کو تسلیم کرتے ہیں،
- ❑ دوزخ کے لوگ کہتے ہیں اگر ہم سُنے ہوتے اور اپنے دماغوں کو استعمال کئے ہوتے تو آج یہ دُردشا نہیں ہوئی ہوتی
- ❑ وے کہتے ہیں کہ اگر وے بھیجے جا سکتے ہیں دُنیا میں دوبارہ، ہم بھی ہوتے، ایمان والوں میں شریک،
- ❑ وے کہتے ہیں، اگر ہم صرف اللہ اور اُس کے رسول کا کہا مانے ہوتے تو ہماری حالت یہ نہیں ہوتی،
- ❑ وے اِس بات کا اقبال کرتے ہیں کہ وے نہیں رکھتے کوئی دوست اور نہ کوئی سفارش کرنے والا،
- ❑ دوزخ کی آگ سے محفوظ ہونے کے لئے چیختے ہیں چلاتے ہیں دوزخی،
- ❑ وے جنت کے ساکنون اور ساتھیوں کو پکار اُٹھتے ہیں، ہمارے لئے کچھ پانی پھینکو یا کچھ جو اللہ نے تمہیں دے رکھا ہے،
- ❑ وے نہ ختم ہونے والے تاسف اور مایوسی میں مبتلا رہتے ہیں،
- ❑ اللہ اُن سے کبھی مخاطب نہیں ہوتا،

ہر لمحہ قرآنی لحاظ سے زندہ رہنا

’’الف۔لام۔را یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجی ہے تمہارے لئے تا کہ تم اِنسانیت کو تاریکی سے روشنی کی طرف لاسکو، رب العزت کی اجازت سے، راستہ پر قادر مطلق کے، ساری تعاریفوں والے کے۔‘‘ (سورۃ ابراہیم،1)

کبھی نہ بُھولو کہ

- تمہاری زندگی کے ہرلمحہ میں تمہاری ضمیر کی آواز پر چلو،
- ہر موقع پر انصاف پسند رہو، حتٰی کہ تمہارا فیصلہ تمہارے خلاف کیوں نہ ہو، یا تمہارے والدین یا تمہارے رشتہ داروں کے خلاف کیوں نہ ہو،
- رہو ہمیشہ ہمدرد اور مہربان ہر ایک کے ساتھ،
- تکبر سے ہمیشہ دور رہو،
- اپنے بھروسوں کا تحفظ کرو،
- جب تم کسی سے ملتے ہو صاحب سلامت کے ساتھ اُسی لحاظ سے صاحب سلامت کا جواب دو، یا بہتر طور پر،
- اپنے غصہ پر قابو رکھو،
- ایسے مسائل پر بحث مباحثہ مت کرو جس میں تم کم اہلیت رکھتے ہو،
- اپنی بڑائی کے اظہار سے اجتناب کرو
- برتری کا صرف ایک ہی معیار ہوتا ہے، تقویٰ (احترام اور ڈر کے ساتھ اللہ کی تعظیم جو اُبھارتی ہے ایک شخص کو محتاط ہونے بُرے افعال کے خلاف اور اللہ کے خوشنودی کے لئے کرنے اچھے کام)
- انکساری ہمیشہ بداخلاقی اور غلط کاری کو روکتی ہے
- ہمیشہ اچھے کام کرنے کا مقصد پیش نظر رکھنا چاہیئے
- صرف اللہ سے ڈرنا چاہیئے،
- اللہ سے ڈرنا اُتنا ہی جتنا تم قابل ہوتے ہو،
- سچائی کا ساتھ دینا اور بُرائی کو روکنا،
- ایک جو خود بوجھ سے لدا ہوا ہو کسی اور کا بوجھ اُٹھا نہیں سکتا،
- اللہ کسی بے کار کے یا شیخی خورے سے محبت نہیں کرتا
- اپنے عبادات کی حفاظت کرنا،

- دوسروں کا مذاق کبھی نہ اُڑانا،
- ایک دوسروں کی چغل خوری نہ کرنا،
- اللہ کے فرماں بردار رہنا،
- اللہ کی خاطر، صابر ہونا یا رہنا
- دو فرشتوں کے وجود کا، جو سیدھے اور بائیں کندھوں پر بیٹھے تمہارے ہر حرکت کے بارے میں ریکارڈ کرتے ہیں، اقرار کرنا،
- زیادہ شک سے اجتناب کرنا،
- قرآن کے مطابقت میں سوچنا،
- ایمان والوں کو مایوس نہ ہونا چاہیے،
- کوئی بھی چیز ایمان والوں کو پست ہمت نہیں کرنا چاہئے
- اپنے اِنعامات کے بارے میں بڑے بول نہیں بولنا چاہئے،
- یہ بات یاد رکھنی ہوگی کہ وہاں کوئی نہ کوئی رہتا ہے جو تم سے بہتر جانتا ہے،
- جہاں تک مذہب کا تعلق ہوتا ہے وہاں پر جبر نہیں ہوتا، ایمان والوں کا فرض ہوتا ہے کہ صرف لوگوں کو نیکی کی یاد دلائے،
- ایمان والوں میں آپسی محبت اور اتحاد زیادہ اہمیت کی حامل ہوتا ہے،
- ایمان والوں سے جھگڑا درست نہیں ہوتا ہے
- ہمیشہ بطور خاص توجہ دینا ہوتا ہے تمہارے عبادات کو اور دوسرے عباداتی اعمال کو ہر حال میں،
- ہر کام جو تم کرتے ہو اللہ سے رجوع ہو کر انجام دو،
- تمہارا مالک اللہ ہے، کہ تم جو کچھ کام کرتے ہو صرف اللہ کی خوشنودی کی خاطر ہو،
- اور ہمارا معاوضہ صرف اللہ کی ذمہ داری ہوتی ہے
- ’’بولے پاک ہے تو، ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے ہم کو سکھلایا، بے شک تو ہی اصل جاننے والا ہے۔ حکمت والا ہے‘‘ (سورہ بقرہ، 32)

☆☆☆